بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱)

خطباتِ زماں

تحریر و ترتیب

حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی

0300-6661755

جامعہ شیخ الاسلام

تعلیم القرآن والحدیث

انتساب

ساغر چھوا بھی ہو تو میرے ہاتھ ٹوٹ جائیں
ناصح میں کیا کروں وہ نظر سے پلا گئے

یہ بندہ کمتریں، ادب و تعظیم کے گلشن کا گلچیں، عشق و محبت کی شمیم عنبر فشاں کی مہک، آداب کے چند پھولوں اور تعلیمات کے متعدد غنچوں کو۔۔۔ ارادت و عقیدت کے رشتے میں مربوط کر کے

اہل دل۔۔۔۔۔۔اہل نظر۔۔۔۔۔۔۔۔۔اہل محبت کے نام۔۔۔۔۔۔۔۔

اہل ارشاد۔۔۔۔۔۔اہل فیض۔۔۔۔۔۔۔۔اہل فراست کے نام۔۔۔۔۔۔۔

اہل خواب۔۔۔۔۔۔اہل خیال۔۔۔۔۔۔۔اہل خطابت کے نام۔۔۔۔۔۔۔

اہل دانش۔۔۔۔۔۔اہل درد۔۔۔۔۔۔۔۔اہل درایت کے نام۔۔۔۔۔۔۔

اہل حال۔۔۔۔۔۔اہل کمال۔۔۔۔۔۔۔۔اہل کہانت کے نام۔۔۔۔۔۔۔۔

اہل ادب۔۔۔۔۔۔اہل جذب۔۔۔۔۔۔۔اہل انابت کے نام۔۔۔۔۔۔۔

اہل ہوش۔۔۔۔۔۔اہل جوش۔۔۔۔۔۔۔اہل جودت کے نام۔۔۔۔۔۔۔

اہل نور۔۔۔۔۔۔۔اہل شعور۔۔۔۔۔۔۔اہل شہادت کے نام۔۔۔۔۔۔

اہل ذکر۔۔۔۔۔۔اہل فکر۔۔۔۔۔۔۔۔اہل فطنت کے نام۔۔۔۔۔۔۔

اہل فقر۔۔۔۔۔۔اہل فنا۔۔۔۔۔۔۔۔اہل فتوت کے نام۔۔۔۔۔۔

اہل سوز۔۔۔۔۔۔اہل ساز۔۔۔۔۔۔۔اہل محبت کے نام۔۔۔۔۔۔۔

اہل ظرف۔۔۔۔۔اہل ضمیر۔۔۔۔۔۔۔اہل ذکاوت کے نام۔۔۔۔۔۔۔

اہل اسراء۔۔۔۔۔اہل کشف۔۔۔۔۔۔۔اہل کرامت کے نام۔۔۔۔۔۔

اہل قرار۔۔۔۔۔۔اہل امر۔۔۔۔۔۔۔اہل امامت کے نام۔۔۔۔۔۔۔

اہل معنی۔۔۔۔۔۔اہل لفظ۔۔۔۔۔۔۔اہل عبادت کے نام۔۔۔۔۔۔۔۔

اہل حق۔۔۔۔۔۔اہل یقیں۔۔۔۔۔۔۔اہل امانت کے نام۔۔۔۔۔۔۔۔

اہل صدق۔۔۔۔۔اہل ولا۔۔۔۔۔۔۔۔اہل ولایت کے نام۔۔۔۔۔۔۔۔

اہل تمکین۔۔۔۔۔۔اہل سکر۔۔۔۔۔۔۔اہل سکینت کے نام۔۔۔۔۔۔۔۔

اہل ترک۔۔۔۔۔۔اہل تمنا۔۔۔۔۔۔۔اہل حسرت کے نام۔۔۔۔۔۔۔۔

اہل شوق۔۔۔۔۔۔اہل ذوق۔۔۔۔۔۔اہل ہمت کے نام۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اہل راز۔۔۔۔۔۔اہل رموز۔۔۔۔۔۔۔اہل ریاضت کے نام۔۔۔۔۔۔۔۔

اہل ناز۔۔۔۔۔۔اہل نیاز۔۔۔۔۔۔۔اہل نزاکت کے نام۔۔۔۔۔۔۔۔

اہل جدت ۔ اہل روایت کے نام

اہل حیرت ۔ اہل حرارت کے نام

اہل عشق ۔ اہل محبت کے نام کرتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔

جن کے چشمہ فیض روحانیت سے مخلوق خدا مستفیض ومستفید ہو رہی ہے اور ہوتی رہے گی اور ہاں ان ہی مردان خدا آگاہ نگاہوں نے تربیت کر کے اس عاجز کو اپنا آستانہ دکھایا روبرو بٹھایا۔۔۔اپنا بنایا۔۔۔اور چلتے وقت اپنے دست خاص سے تبرک۔۔۔ شعور قلب ونظر عطا فرمایا۔

میں روشناس نہ تھا اس نے روشناس کر دیا\
پتہ نہ تھا جس کا اس نے پتہ بتا دیا

اللهم انی ابرئی حولی وقوتی الی حولك وقوتك واسئلك الرشاد اناتراب اقدام اولیائه الکرام

فقیر محمد زمان خان چشتی سیالوی

نذر عقیدت

سلطان العارفین امام العاشقین شیخ الکاملین
سید السالکین شیخ الاسلام والمسلمین
قمر الملۃ والدین قاسم فیضان نبوت
حضرت خواجہ حافظ **محمد قمر الدین** سیالوی نور اللہ مرقدہ
کے حضور
جن کی نگاہ فیض سے ناقص کامل اور کامل رہنما بن گئے

کعبۃ العشاق باشد ایں مقام
ہر کہ ناقص آمد ایں جا شد تمام

یہ عاشقوں کا کعبہ ہے یہاں جو ناقص بھی آیا کامل بنا جن کے در کا میں ادنیٰ سے ادنیٰ گداہوں

نازم بچشم خود کہ جمال او دیدہ است
افتم بپائے خود کہ بکوئے او رسیدہ است

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

امید وار شفاعت محبوب کریم ﷺ
خاکپائے پیر سیال لجپال

حافظ محمد زمان خان
چشتی سیالوی

نذر محبت

بہت ہی پیارے بیٹے
بصورت نعمت رب کریم
صاحبزادہ محمد قمرالزمان خان (چاند)
اور
صاحبزادہ محمد ضیاءالزمان خان (پھول)
رحمت رب کریم بصورت بیٹی
فاطمہ بتول حسن کائنات (پری)
اور
مہک بتول حسن بہار (چاندنی)
اور
عروج فاطمہ رشک جہاں (خوشبو)
کے نام
جن کی محبت میری زندگی کا اثاثہ ہے
اور یہ میری چاہت' شفقت اور محبت کے مستحق ہیں
اے خدا ان نازک سی جانوں کو سدا خوش رکھنا
یہ نازک سے پھول ہیں انہیں دکھوں سے دور رکھنا
الٰہی
ان کی پھولوں جیسی حسین زندگی میں کبھی بھول کر بھی خزاں نہ آئے
زمین آسمان پر چاند بن کر چمکیں

آمین

بطفیل زلف محبوب کریم ﷺ

حسین محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور

میری خواہشوں کی تجھے خبر
تیری بخششوں پہ میری نظر
نہ تیرے کرم کی نظیر ہے
نہ میری طلب کی مثال ہے
مجھے زمانے کی گردشوں سے تیری نگاہیں بچا رہی ہیں
جونہی کسی غم نے سر اٹھایا مسکرایا خیال تیرا

اس عظیم حسین محبوب کے نام

☆ جس کی عمر عزیز کی اللہ نے قسم کھائی۔
☆ جس کے جمال جہاں آرا کی اللہ نے قسم کھائی۔
☆ جس کے دیار عزیزی کی اللہ نے قسم کھائی۔
☆ جس کو دونوں جہاں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا۔
☆ جس کو دونوں عالم کیلئے ہادی بنا کر بھیجا۔
☆ جس کو علم وحکمت کے خزانوں سے سرفراز کیا۔
☆ جس کے حضور آسمان وزمین سے ہر آن درود وسلام کے گجرے پیش کئے جاتے ہیں۔
☆ جس کی اطاعت کو اللہ نے اپنی اطاعت قرار دیا۔
☆ جس کی محبت کو اللہ نے اپنی محبت قرار دیا۔
☆ جس کے لئے ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی۔
☆ جس کی بشارت داؤد علیہ السلام نے دی۔

☆ جس کی بشارت موسیٰ علیہ السلام نے دی۔
☆ جس کی بشارت عیسیٰ علیہ السلام نے دی۔
☆ جس کی بشارت ہر آنے والے نے دی۔
☆ جس کی بشارت زرتشت نے دی۔
☆ جس کی بشارت گوتم بدھ نے دی۔
☆ جس کی بشارت ویدوں میں دی گئی۔
☆ جس نے ایک جہاں کو اخلاق سے اپنا گرویدہ بنایا۔
☆ جس نے اخلاق ہی سے خوں کے پیاسوں کو اپنا جانثار بنایا۔
☆ جس نے کشاکش زندگی سے کبھی پیٹھ نہ پھیری' مردانہ وار جینا سکھایا۔
☆ جس نے جو کہا پورا ہو کر رہا اور جو کیا پورا کر کے رکھا۔
☆ جس نے اپنے دوست و دشمن کسی کو نہ ترسایا' سبھی کو سیراب کیا۔
☆ جس نے زندگی بھر ایک جوڑے میں بسر کی۔
☆ جو غریبوں کا غریب اور شہنشاہوں کا شہنشاہ تھا۔
☆ جس نے سادگی کی انتہا کر دی' جس نے عاجزی کی انتہا کر دی۔
☆ جس نے شاہی میں فقیرانہ زندگی بسر کی۔
☆ جس نے غریبوں کا نام لے لے کر عیش و عشرت کا خواب نہ دیکھا اور شرم و حیا کو نہ شرمایا۔
☆ جس کا ہاتھ ہمیشہ اونچا رہا۔
☆ جس نے ہاتھ کبھی نہ پھیلایا' لینا نہیں دینا سکھایا۔
☆ جس کے انداز جدید سے جدید تر تھے۔
☆ جس کے افعال عجیب سے عجیب تر تھے۔

☆ جس کے اقوال خوب سے خوب تر تھے۔

☆ جس نے زبان و رنگ کو اللہ کی نشانیاں قرار دیا اور تنگ نظر انسانوں کو وسعت فکر ونظر دی۔

☆ جس نے آنے والے حادثات کی اطلاع دے کر انسان کو ہوشیار وخبردار کیا۔

☆ جس نے علم وحکمت کے دریا بہائے۔

☆ جس نے بتایا بہترین معاشرہ کے لیئے معاشی وسائل ہی نہیں اخلاقی اقدار کی بھی ضرورت ہے۔

☆ جس نے بچوں کو صداقت کا سبق دیا اور صداقت شعار بنایا۔

☆ جس کے تربیت یافتہ بچوں نے باطل کے آگے سر نہ جھکایا اور سر دے دیا۔

☆ جس نے موت کے آئینے میں زندگی کا چہرہ دکھایا اور شہیدوں کو جاوداں بنانا۔

☆ جس نے خادموں کو خدمت کا طریقہ بتایا۔

☆ جس نے تاجروں کو تجارت کا سلیقہ بتایا۔

☆ جس نے ملازموں کو ملازمت کا قرینہ بتایا۔

☆ جس نے شوہروں کو حقوق زوجیت کا پاسدار بنایا۔

☆ جس نے حاکموں کو حکومت کا سلیقہ بتایا۔

☆ جس نے فوج کشوں کو فوج کشی کا سلیقہ بتایا۔

☆ جس نے فاتحوں کو فتح ونصرت کے اداب سکھائے۔

☆ جس نے مہد سے لحد تک انسانی زندگی کے سارے گر بتائے۔

☆ جس نے معیشت کی راہیں کھولیں۔

☆ جس نے معاشرت کے طریقے بتائے۔

☆ جس نے محبت کا سبق سکھایا۔

☆ جس نے زندہ در گور کی جانے والی عورت کو مسند عزت پر بٹھایا۔

☆ جس نے عورت کے قدموں کے نیچے جنت کو لا کر رکھا اور اس کو زمین سے آسمان پر پہنچا دیا۔

☆ جس نے زندہ رہنا سکھایا۔

☆ جس نے مرنا جینا سکھایا۔

☆ جس نے مظلوموں کی دادرسی کی۔

☆ جس نے مسلم و غیر مسلم دونوں کی مشکل کشائی کی۔

☆ جس نے بے کسوں' بے بسوں اور مظلوموں کو صاحب اختیار و اقتدار بنایا۔

☆ جس نے کنجشک فرومایا کو شاہین سے لڑایا اور پست حوصلہ انسانوں کو بلند حوصلہ عطا فرمایا۔

☆ جس نے علم کی لگن لگائی' جس نے لوح و قلم کا وقار بلند کیا۔

☆ جس نے جہالت کی تاریکیوں سے نکالا اور علم کے نور سے منور کیا۔

☆ جس نے ضعیف کا حق قوی سے دلوایا اور قوی کو دینا سکھایا۔

☆ جس نے دادرسی کے لیئے تلوار اٹھائی۔

☆ جس نے دادخواہوں کی دادرسی کی۔

☆ جس نے مسکینوں اور یتیموں کی کفالت کی۔

☆ جس نے کسانوں اور مزدوروں کی حمایت کی۔

☆ جس نے غریبوں اور مفلسوں کو گلے لگایا۔

☆ جس نے تہذیب و تمدن کا پاس رکھا۔

☆ جس نے رسم و رواج کا لحاظ رکھا۔

☆ جس نے فکر انسانی میں ایک انقلاب برپا کیا۔

☆ جس نے عالمی نشاۃ ثانیہ کا اعلان کیا اور فکر ونظر کو بیدار کیا۔
☆ جس نے انسانی معاشرے میں انقلاب برپا کیا۔
☆ جس نے زمین والوں کو پرواز کرنا سکھایا۔
☆ جس نے نوع انسانی کیلئے مہمیز کا کام کیا۔
☆ جس نے شعور وآگہی کی آنکھیں کھول دیں۔
☆ جس نے قلب انسانی کو سنوارا۔
☆ جس نے تسخیر کائنات کے گر بتائے۔
☆ جس نے ذہنوں کو جنجوڑا، جس نے دلوں کو ٹٹولا۔
☆ جس نے نوع انسان کو ایک ملت کا تصور دیا اور ایک جیتا جاگتا ضابطہ حیات ساتھ لایا۔
☆ جس نے رنگ ونسل، قومیت وعلاقائیت سے بے نیاز ہو کر سوچنا سکھایا اور ایک آفاقی سوچ دی۔
☆ جس نے مغلوب ومفتوح کائنات کو فاتح کائنات بنایا۔
☆ جس نے ذہنوں اور دلوں کو قابو میں رکھنا سکھایا۔
☆ جس نے بتایا سارا جہاں ایک سے وابستہ ہے ایک نہ ہو تو کچھ نہ ہو۔۔۔ جس طرح اعداد کی ساری دنیا ایک سے وابستہ ہے ایک نہ ہو تو کوئی عدد نہ ہو۔
☆ جس نے اعلان کیا نہ گورے کو کالے پر فخر ہے نہ کالے کو گورے پر۔
☆ جس نے اعلان کیا نہ عربی کو عجمی پر فخر ہے نہ عجمی کو عربی پر۔
☆ جس نے اعلان کیا شرافت وبزرگی کا معیار کردار وعمل ہے۔
☆ جس نے روح کو بیدار کیا، فکر کو جگایا، نظر کو چمکایا۔
☆ جس نے آخرت کا تصور دے کر زندگی کو وسیع سے وسیع تر کر دیا۔

ہے۔ تناؤ کھنچاؤ سے نجات مل جانا بڑی دولت ہے۔ یہ سرور شکنجوں میں کسے ہوئے انسانوں کو آزاد کرتا ہے۔ یہ سرور پریشاں خیالیوں کا علاج ہے۔ گیتوں اور نغموں میں بھی سرور ہے۔ مگر آنی جانی ہے۔ محبت رسول ﷺ کا سرور ہی کچھ اور ہے۔ نعت محبت رسول ﷺ کی بہار ہے۔ نعت سرور سرمدی کا خزانہ ہے۔ ''بہترین تخلیقات وہی ہیں جو روحانی سرور اور بصیرت کا ذریعہ ہوں۔''

محبت رسول ﷺ احساس میں شدت اور جذبے میں گہرائی پیدا کرتی ہے۔ دل مچلنے لگتا ہے۔ ذہن سنبھلنے لگتا ہے۔ زبان گنگنانے لگتی ہے۔ خود بخود اشعار ڈھلنے لگتے ہیں۔

نعت جذبات واحساسات کو متوازن رکھنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ انسان کی طبعی وحشت کو طمانیت وسکون سے بدل دیتی ہے۔ فکر وخیال میں ایک سونی اور یک رنگی پیدا کرتی ہے۔ محبت کرنے والے میں جب جمالِ محبوب منعکس ہوتا ہے تو اس کے قول وعمل اور فکر وخیال میں محبوب کے جلوے نظر آنے لگتے ہیں۔ جتنا قریب ہوتا جاتا ہے اتنا ہی محبوب کے رنگ میں رنگتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ خود محبوب بن جاتا ہے۔ رضا بریلوی نے اپنی نعتیہ شاعری میں اس جان جاں' جان ایماں ﷺ کی سیرت سمو کر رکھ دی۔ دیوان کیا ہے' حریم ناز کے پردے اٹھے ہوئے ہیں۔ جمال محبوب' ادائے محبوب' کلام محبوب' خرامِ محبوب' عطائے محبوب' رضائے محبوب' وفائے محبوب۔ جدھر دیکھئے محبوب ہی محبوب۔ جدھر دیکھئے نور ہی نور۔ سبحان اللہ' سبحان اللہ۔

دل نور' جگر نور' زبان نور' نظر نور
یہ کیا ہے مری خاطرِ ناشاد کا عالم!

محبت کرنے والے جب اپنے محبوب دل آراء کی محبت میں ڈوبتے ہیں اور اس کے حسنِ دل افروز کو شعروں میں ڈھالتے ہیں تو یہ محسوس ہوتا ہے جیسے دل مچل رہے ہوں۔ جیسے آنکھیں برس رہی ہوں۔ جیسے سینے پھک رہے ہوں۔ جیسے چشمے ابل رہے ہوں۔ جیسے فوارے چل رہے ہوں۔ جیسے گھٹائیں چھا رہی ہوں۔ جیسے پھوار پڑ رہی ہو۔ جیسے مینہ برس رہا ہو۔ جیسے جھرنے چل رہے ہوں۔ جیسے دریا بہہ رہے ہوں۔ جیسے صبا چل رہی ہو۔ جیسے پھول کھل رہے ہوں۔ جیسے خوشبو مہک رہی ہو۔ جیسے تارے چمک رہے ہوں۔ جیسے کہکشاں دمک رہی ہو۔ جیسے آفاق پھیل رہے ہوں۔ جیسے دنیا سمٹ رہی ہو۔ جیسے زمیں سے اٹھ رہے ہوں۔ جیسے فضاؤں میں بلند ہو رہے ہوں۔ جیسے آسمانوں میں پھیل رہے ہوں۔ جیسے دروازے کھل رہے ہوں۔ جیسے ایک نئے جہاں میں جھانک رہے ہوں۔ جیسے قدسیوں سے باتیں کر رہے ہوں۔ جیسے حوروں سے سرگوشیاں کر رہے ہوں۔ جیسے باغِ بہشت کی سیر کر رہے ہوں۔ جیسے کوثر و تسنیم سے سیراب ہو رہے ہوں۔ جیسے سینوں میں وسعت کونین سما رہی ہو۔ جیسے جلوہِ یار کو آمنے سامنے دیکھ رہے ہوں۔ جیسے وہ آ رہے ہوں۔ جیسے وہ جا رہے ہوں۔ جیسے وہ ہنس رہے ہوں۔ جیسے وہ رو رہے ہوں۔ جیسے وہ بول رہے ہوں۔ جیسے وہ مسکرا مسکرا کر دل کی کلیاں کھلا رہے ہوں۔ جیسے ہم ان کو دیکھ دیکھ کر مر رہے ہوں' جی رہے ہوں۔ جیسے ان کے نور کی خیرات لوٹ رہے ہوں۔ جیسے ان کے کرم کی بہاریں دیکھ رہے ہوں۔

ان کے حضور جو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

ان اللہ اصطفی اٰدم ونوحا واٰل ابراھیم (آل عمران ۳۳)

ان کے حضور جو مجتبیٰ ﷺ ہیں۔

ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء (سورہ آل عمران ۱۷۹)

ان کے حضور جو احمد ﷺ ہیں۔

ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد (صف ۶)

ان کے حضور جو محمد ﷺ ہیں۔

محمد رسول اللہ (فتح ۲۹)

ان کے حضور جو یٰسین ﷺ ہیں۔

یٰسین۔ والقراٰن الحکیم۔ انک لمن المرسلین (یٰسین ۱)

ان کے حضور جو طٰہٰ ﷺ ہیں۔

طٰہٰ ما انزلنا علیک القراٰن لتشقی (طٰہٰ ۱)

ان کے حضور جو کملی ﷺ والے ہیں۔

یاایھا المزمل (مزمل ۱)

ان کے حضور جو چادر ﷺ والے ہیں۔

یاایھا المدثر (مدثر ۱)

ان کے حضور جو نبی امّی ﷺ ہیں۔

الذین یتبعون الرسول النبی الامی (اعراف ۱۵۷)

ان کے حضور جو داعی الی اللہ ﷺ ہیں۔

وداعیا الی اللہ باذنہ (احزاب ۴۶)

ان کے حضور جو ہادی و منذر ﷺ ہیں۔

انمآ انت منذر و لکل قوم ھاد (رعد' ۷)

ان کے حضور جو روشن چراغ ﷺ ہیں۔

و سراجا منیرا (احزاب' ۴۶)

ان کے حضور جو شاہد ﷺ ہیں۔

انآ ارسلنٰك شاھدا و مبشرا و نذیرا (احزاب' ۴۵)

ان کے حضور جو بشیر و نذیر ﷺ ہیں۔

وما ارسلنٰك الا کآفة للناس بشیرا و نذیرا (سبا' ۲۸)

ان کے حضور جو مزکّی ﷺ نفوس انسانی ہیں۔

ویزکیھم (آل عمران' ۱۶۴)

ان کے حضور جو معلم و حکمت ﷺ ہیں۔

ویعلمھم الکتٰب والحکمة (آل عمران)

ان کے حضور جو نور ﷺ ہیں۔

قد جآء کم من الله نور و کتٰب مبین (مائدہ' ۱۵)

ان کے حضور جو تاریکیوں سے نکالنے والے ﷺ ہیں۔

لتخرج الناس من الظلمات الی النور (ابراہیم' ۱)

ان کے حضور جو غلط بندھنوں سے نجات دلانے والے ﷺ ہیں۔

ویضع عنھم اصرھم والاغلال التی کانت علیھم (اعراف' ۱۵۷)

ان کے حضور جو ہر بات کے شارع ﷺ ہیں۔

لتبین للناس مانزل الیھم (نحل' ۴۴)

ان کے حضور جو صدق ﷺ ہیں۔

والذی جآء بالصدق (زمر ۳۳)

ان کے حضور جو مرکز حق ﷺ ہیں۔

یایها الناس قد جآء کم الرسول باالحق من ربکم (نساء ۱۷۰)

ان کے حضور جو برہان ﷺ ہیں۔

قد جآء کم برهان من ربکم (نساء ۱۷۴)

ان کے حضور جو حاکم برحق ﷺ ہیں۔

لتحکم بین الناس بمآ اراك الله (نساء ۱۰۵)

ان کے حضور جو صاحب قول فیصل ﷺ ہیں۔

ما کان لمومن ولا مومنة اذا قضی الله ورسوله امرا ان یکون لهم الخیرة من امرهم (احزاب ۳۶)

ان کے حضور جو سراپا ہدایت ﷺ ہیں۔

وانه لهدی ورحمة للمومنین (نمل ۷۷)

ان کے حضور جو سراپا رحمت ﷺ ہیں۔

ومآ ارسلنك الا رحمة للعلمین (انبیاء ۱۰۷)

ان کے حضور جو رؤف ورحیم ﷺ ہیں۔

حریص علیکم بالمومنین رئوف رحیم (توبہ ۱۲۸)

ان کے حضور جو ہمارے گواہ ﷺ ہیں۔

لیکون الرسول علیکم شهیدا (حج ۷۸)

ان کے حضور جو صاحب خلق عظیم ﷺ ہیں۔

انك لعلی خلق عظیم (قلم ۴)

ان کے حضور جو اول المومنین ﷺ ہیں۔

امن الرسول بمآ انزل الیه من ربه (بقرہ‘۳۸۵)

ان کے حضور جو اول المسلمین ﷺ ہیں۔

وانا اول المسلمین (انعام‘۱۶۳)

ان کے حضور جو خاتم النبیین ﷺ ہیں۔

ولکن رسول الله وخاتم النبیین (احزاب‘۴۰)

ان کے حضور جو عبد (کامل) ﷺ ہیں۔

سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلا (بنی اسرائیل‘۱)

ان کے حضور جو صاحب کوثر ﷺ ہیں۔

انآ اعطینٰك الکوثر (کوثر‘۱)

ان کے حضور جو صاحب رفعت شان وشہرت ﷺ ہیں۔

ورفعنالك ذکرك (النشرح‘۴)

ان کے حضور جو ایمان والوں کی جان سے بھی زیادہ عزیز اور پیارے ﷺ ہیں۔

النبی اولی بالمومنین من انفسھم (احزاب‘۶)

ان الله وملئكة يصلون على النبى

يا يها الذين امنوا صلو عليه وسلمو تسليما

صلى الله عليه وعلى آله وسلم

ابتدائیہ

مقررین اور واعظین کے لئے چند ضروری نصیحتیں

☆ حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خانصاب نعیمی رحمتہ اللہ تعالیٰ جب دورہ حدیث سے فارغ ہونے والے طلباء عظام کو دستار فضیلت اور سند علم عطا فرماتے تو فرمایا کرتے۔

☆ اے پیارے بیٹو! اب چمن مصطفیٰ ﷺ کے سدا بہار پھول بننے کی کوشش کرنا اور تمام عمر اس طرح گزارنا کہ آپ کے لباس' کردار' اخلاق' معاملات' چلنے پھرنے' وعظ وتقریر سے رسول پاک صاحت لولاک ﷺ کی اسوہ حسنہ کی خوشبوئیں سارے عالم میں پھیل جائیں۔

☆ ہر واعظ میں آقا ﷺ کی ثنا خوانی کو ضرور شامل کرنا تاکہ بارگاہ الٰہیہ میں وعظ قبول ہو۔

☆ میں اپنے لفظوں میں عشق کی زبان میں یوں کہنا چاہتا ہوں کہ امیر عشق نے فرمایا ہر وقت محبوب کی نعت کہتے رہا کرو۔ ہر وقت نہیں تو وعظ میں محبوب ﷺ کی تعریف' نعت ضرور شامل کیا کرو کیونکہ رب کریم ورحیم محبوب کریم ﷺ کے نعت کے توسل سے وعظ کو قبول فرمائیں گے۔ تو آؤ عشق کی زبان سے سمجھتے ہیں کہ۔

نعت کیا ہے؟

محبوب کریم ﷺ سے محبت سرمایہ اہل ایمان ہے اور محبت میں اظہار عقیدت' یاد محبوب' بیان حسن' مبالغہ وصف' مدحت خلق' تحسین سیرت اور تذکار علیہ فطری امر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ راحت جاں ﷺ کی دعوت میں جتنی وسعت ہے' اس سے کہیں بڑھ کر ان

کے چاہنے والوں کی کثرت ہے اور آپ ﷺ کے چاہنے والے جس قدر مطلع موجود پر پھیلے ہوئے ہیں' اس سے بھی بہت بڑھ کر کائنات میں ان کی عقیدت و تعلق' رابطہ' عشق موجود ہے' جبکہ ان سب سے کہیں زیادہ محبوب کبریاء ﷺ کے حسن و حقیقت کی تعریف کی ضرورت ہے۔ رسالت ماب ﷺ کی مدح و نعت اپنی جگہ عظمت ماب ہے لیکن یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ اس کے بغیر انسانیت کی ضرورتیں پوری نہیں ہوتیں اور شاید محبت اور اظہار محبت کی انہی معنوی حقیقتوں کی نشان دہی راحت جاں ﷺ نے اپنے اس ارشاد میں فرمائی۔ لا یومن احد کم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین ''تم میں سے کسی کا بھی ایمان مکمل نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے ماں باپ' اپنی اولاد اور سب سے بڑھ کر مجھ سے محبت کرنے والا نہ ہو۔''

عربی زبان میں بیان حسن' اظہار عقیدت' اعتراف حق وغیرہ کیلئے جو الفاظ استعمال کیئے جاتے ہیں وہ عموماً تعریف' مدح' ثناء' تحمید' توصیف' شکر اور نعت ہیں اور ان میں سے ہر ایک معنوی اعتبار سے ایک دوسرے کا مترادف بھی استعمال ہوتا ہے اور صنعت کے اعتبار سے متضاد بھی لایا جاتا ہے۔ بذات خود راحت جاں ﷺ کی مدح میں یہ تمام مادے مختلف مقامات پر استعمال کیئے گئے ہیں لیکن کثرت کے ساتھ جو اصطلاح مدح محبوب کبریا ﷺ میں استعمال ہوئی ہے' وہ نعت ہے۔ عربی ادب میں اگرچہ محبوب کریم ﷺ کے مدحیہ شہ پاروں کیلئے مدیح و نشید ایسے الفاظ استعمال ہوئے ہیں لیکن ''نعت'' سے مراد راحت جاں ﷺ کی نثری یا شعری تعریف لی گئی ہے۔ محبوب کریم ﷺ کی نعت میں صحابہ ہی سے مروی ہے کہ یقول ناعتہ' لم ار قبلہ ولا بعدہ۔

نعت کیا ہے؟ اور اس کے لغوی معنی کیا ہیں؟ اور اسے رحمت دو جہاں ﷺ نے بنفس خود کن کن معنوں میں استعمال کیا؟ یہ وہ سوال ہیں جن کا جواب حاصل کرنے کے

بعد کسی حد تک نعت گوئی اور نعت فہمی کی ذمہ داری پوری کی جا سکتی ہے۔لغت اور آثار و روایات کی مدد سے نعت کے جو مفاہیم و مطالب حاصل ہوئے ان کی ترتیب یہ ہے۔

☆ اوصاف بیان کرنا۔

☆ احوال بیان کرنا۔

☆ حلیہ واضح کرنا۔

☆ تعریف میں مبالغہ کرنا۔

☆ سفارش کرنا۔

☆ نقل کرنا یا نقل اتارنا۔

☆ جوہر سامنے لانا۔

☆ کسی جنس کا اپنی انواع پر فضیلت ثابت کرنا۔

☆ اخواص منکشف کرنا۔

☆ عمدہ صفات رکھنا۔

☆ کسی شے کا قدیم الاصل ہونا۔

☆ دوڑ میں آگے بڑھ جانا۔

صفت کو موصوف کے ساتھ ملانا اور راحت جاں ﷺ کی مدح وتحمید بجالانا۔

نعت کے مذکورہ صدر لغوی معنی و مطالب کی روشنی میں اصطلاح نعت کا موضوع آسانی سے متعین کیا جا سکتا ہے۔نعت کا مدار چونکہ محبوب کریم ﷺ کی ذات مسعود ہے اس اعتبار سے ذات سے لے کر صفات تک آپ کے افکار سے لے کر اعمال تک زندگی کا کوئی ایسا پہلو نہیں جو نعت کا موضوع نہ بن سکتا ہو۔اخلاق' سیرت' معجزات' غزوات' خطبات' عبادات' مناکحات' معاملات' معلومات' عادات' تعلیمات' سب تک نعت ہی کا دامن پھیلا ہوا ہے۔نعت کا تعلق چونکہ نثر اور شعر دونوں سے ہے۔اس لئے

رسول کریم ﷺ کا نعتیہ ورثہ بھی از حد بسیط ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متین فیصلے' حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا علمی تہور' حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قرآنی لہجے' حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیاسی سوچ' حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سپاہیانہ تاریخ' حضرت عبدالرحمٰن کا تہذیبی بانکپن' حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پرشوق شاعری' حضرت عبداللہ بن رواح رضی اللہ عنہ کے کفر سوز لارجز' حضرت جعفر رضی اللہ عہنہ کی خفیانہ آن بان' دراصل محبوب کریم ﷺ کی نعت ہی کی صورتیں ہیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا یہ نعتیہ شوق ہی تھا کہ محبوب کریم ﷺ کی زندگی کے لحہ لحہ کو انہوں نے شعروادب میں محفوظ کرلیا اور یہی ان کا وہ ورثہ ہے جو قوموں کے عروج کا سبب بنا اور بجاطور پر انسانیت نے اس سے جلا پائی اور قیامت تک یہ سلسلہ انسانیت کی تقدیر بدلتا رہے گا۔

نعت کے ضمن میں اس کا ایک اہم مادہ بحث' شریعت مطہرہ کے ساتھ اس کا تعلق ہے۔ احکام شریعت کی روشنی میں اس موضوع پر بھی دو طرح گفتگو کی جا سکتی ہے۔ ایک تو ایمان کے ساتھ اس کے تعلق کی بحث ہے اور دوسرا جذبہ ایثار و اطاعت اور عمل کے ساتھ اس کا تعلق ہے۔ محبوب دو جہاں ﷺ سے محبت رکھنا' آپ کا ذکر کرنا' آپ پر درود و سلام پڑھنا' آپ ﷺ کی سیرت کی جستجو کرنا' آپ ﷺ کے میلانات اپنانا' آپ کی حیات سعید کو سمجھنا' آپ کی دعوت کریمانہ کو سننا' آپ ﷺ کے ایک ایک عمل کو محفوظ کرنا اور آپ ﷺ کے علمی اور دینی سرمایہ کو اگلی نسلوں کی طرف منتقل کرنا تقاضائے شریعت ہے اور یہ سب کچھ نعت کا موضوع ہے۔ اس لحاظ سے نعت کہنا' نعت سننا' نعت پسند کرنا شریعت مطہرہ کا اولین مقصد ہے اور قرآن مجید نعت محبوب کریم ﷺ کا ایک انمول اور لازوال نقش ہے۔ نثر کے میدان میں رحمت دو جہاں ﷺ کے لائق' بلند صفت اور عظیم صحابہ علیہم الرضوان بلاشبہ یہ منشائے شریعت پورا کیا ہے۔ البتہ شعری نعت

کے میدان میں محبتوں' عقیدتوں اور کیفیتوں کی بھر مار ہے۔ تلمیحات' استعارات اور تشبیہات کے آئینے میں محبوب دو جہاں ﷺ کی خوب خوب تعریف کی کوشش کی گئی ہے لیکن آپ کی سیرت وصورت' حسن و جمال' رنگ و ادا' دعوت وتعلیم؛ دق و امانت' تہذیب وصفات' سیاست و معاش' معجزات و آیات' عدالت ونجابت' حرب وضرب' وقائع وسراپا' امانت ودیانت' جودوسخا' فضل وعنایت اور علم وحلم کو تاریخی ضورتوں کے تحت دامن نعت میں سمونے کی بھرپور کوشش نہیں۔ ضرورت جوں کی توں موجود ہے کہ ''شاہنامہ اسلام'' کی طرز پر نعت رسول ﷺ کی یہ گراں بہار دولت شعر وادب کے دامن میں محفوظ کی جائے۔

نعت کا دوسرا تعلق جذبہ ایثار وعمل سے ہے۔ محبوب کریم ﷺ کے حلیہ اقدس' آپ کے ظاہر و باطن اور آپ کی سنت و ادا کو رب کریم نے انسانیت کے لئے واجب الاعاعت قرار دیا' گویا رحمت عالم ﷺ کی حیات مسعود کے مختلف پہلو جس وقت کلام میں سجیں تو یہ قولی نعت کی صورت بنتی ہے اور جس وقت محبوب دو جہاں ﷺ کا دامن پکڑنے والے آپ ﷺ کی سنتوں کو عمل میں محفوظ کرلیں تو یہ عملی نعت کی صورت بنتی ہے اور بلاشبہ انسانوں کی یہ اشد ذمہ داری ہے کہ وہ نعت کی اس قسم کی طرف بھی توجہ دیں اس لئے کہ ان کی اصل ذمہ داری یہی ہے۔ جہاں تک محبوب دو جہاں ﷺ کی مدح و ثناء کا تعلق ہے تو وہ کوشش کی جاسکتی ہے' نعت گوئی کا حق ادا نہیں کیا جاسکتا اور بلاشبہ یہ کوشش بھی پروانہ نجات ملنے کے مترادف ہے۔ بقول غالب ہر نعت گو کو یہ کہنا ہی پڑتا ہے کہ۔

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتم
کاں ذات پاک مرتبہ دان محمد ﷺ است

لغت اور تاریخ کے اعتبار سے نعت کا مفہوم اگرچہ بحر بے کراں ہے لیکن عربی'

فارسی، ہندی، اردو، پنجابی، پشتو اور بنگالی بے شمار زبانوں سے ادب میں حضور کی مدح و ثناء جو موزوں صورت میں ہو، نعت کہلاتی ہے اور اہل فن کے نزدیک اس نوعیت کی نعت ایک مشکل صنف ہے۔ مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا۔ حقیقت میں نعت شریف لکھنا بہت مشکل کام ہے جس کو لوگ آسان سمجھتے ہیں۔ اس میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔ اگر شاعر بڑھتا ہے تو الوہیت میں پہنچ جاتا ہے اور کمی کرتا ہے تو تنقیص ہوتی ہے۔ البتہ حمد آسان ہے کہ اس میں راستہ صاف ہے جتنا چاہے بڑھ سکتا ہے۔ غرض حمد میں اس جانب اصلا کوئی حد نہیں اور نعت شریف میں دونوں جانب سخت حد بندی ہے۔

اہل ادب کے نزدیک نعت کا مفہوم کچھ بھی کیوں نہ ہو اور اس کے لئے بحروں کے چناؤ میں کوئی بھی طریقہ استعمال کیا جائے۔ اصل ذوق، اہل محبت اور اہل عشق کے ہاں محبوب ﷺ کا تصور، آپ ﷺ کی محبت اور پھر آپ ﷺ کی محبت میں رونا، رلانا، آپ ﷺ کی مدح وستائش کرنا، آپ ﷺ کی زیارت کے لئے بے تاب ہونا، دل کے تاروں پر زبان کی ہم آہنگی کے ساتھ صلوٰۃ و سلام پڑھنا آپ ﷺ کے حکم پر تن من دھن وارنا، آپ کے ادب میں قول و عمل بجالانا سب نعت ہے اور اس لحاظ سے ہر مسلمان نعت گو ہے، نعت خواں ہے اور نعت گر ہے۔ کتاب وسنت کا تقاضا یہی ہے کہ دنیا کا ہر انسان محبوب دو جہاں ﷺ کی نعت میں ڈھل جائے۔

نعت ہے۔۔۔۔۔

عرب کے والی مدینے کے تاجدار کا تذکرہ
خاتم المرسلین انبیاء کے سردار کا تذکرہ

ہمہ وقت عاشقوں کے دلوں میں رہنے والے
منٹھار کی باتیں' دلدار کا تذکرہ

خزاں کا ستم جس نے توڑ دیا تھا
اس مدینے کی دل افروز بہار کا تذکرہ

عاشقوں' دیوانوں' پروانوں کا
ہمیشہ رہی یہی کئی ہزار کا تذکرہ

تن اطہر پے سجی زلفوں کی باتیں
رخ روشن پے سجے انوار کا تذکرہ

نہ کوئی روک سکتا ہے نہ کوئی روک سکے گا
ہم کرتے رہیں گے ہمیشہ سرکار کا تذکرہ

نعت کیا ہے؟

نعت کیا ہے' قصر حسن و عشق کی تکمیل ہے
نعت کیا ہے' حکم ربی کی فقط تعمیل ہے
نعت کیا ہے' عشق کے ساگر میں غرقابی کا نام

نعت کیا ہے، میرے ہر جذبے کی سیرابی کا نام
نعت ابواب محبت کا جلی عنوان ہے
ہم غلامان پیمبر کی یہی پہچان ہے
دل کے بنجر کھیت میں، کرنیں لگا دیتی ہے نعت
نقش باطل کے جبینوں سے مٹا دیتی ہے نعت
نعت کیا ہے، دست بستہ ان کی دربانی کا نام
نعت کیا ہے، روضہ اقدس پہ حیرانی کا نام
نعت کیا ہے، نگہتوں کی سرزمیں کا تذکرہ
نعت کیا ہے، ہجر میں سانوں کی بے تابی کا نام
نعت کیا ہے، گنبد خضرا کی شادابی کا نام
نعت کیا ہے، شہر جاں میں گرمی صل علیٰ
نعت کیا ہے، دل کے آئینے میں عکس مصطفیٰ ﷺ
نعت کہنے کے لئے دل پاک ہونا چاہیے
غرق الفت دیدہ نمناک ہونا چاہیے

نعت کیسے کہی جائے

راحت جاں ﷺ کی نعت کہنا گویا عشق ومحبت کے راستوں پر چلنا ہے۔ آقا کی نعت کس طرح کس انداز میں کہی جائے وہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

عشق کی روشن تلوار بنا کر
آنکھ کو طالب دیدار بنا کر

ہر آنسو کو پیار بنا کر
ہر تبسم کو نکھار بنا کر

من کو سراسر ہشیار بنا کر
غفلت سے بیدار بنا کر

تخیل میں نقش یار بنا کر
وہ ابروؤ وہ رخسار بنا کر

عجز کو خواہش کا اظہار بنا کر
سکوت کو اپنی گفتار بنا کر

گدا عقل کو کر کے
عشق کو سردار بنا کر

چمبیلی کی حسین خوشبو
شوخ حنا کی تار بنا کر

سوز کی حالت لمبی
طویل اشکوں کی قطار بنا کر

حرم میں ابراہیم کی مانند
کعبے کی مکمل دیوار بنا کر

خود کو ذوق طلب میں
بوصیری کی طرح بیمار بنا کر

بلال جیسے حروف نثر
حسان جیسے اشعار بنا کر

لاکھ مجنوں کا کیف چڑھا کر
اور لیلی ہزار بنا کر

فراق سے ٹوٹے دل کو
بار، بار بنا کر

فرقت میں جنوں کا
جامی سا کردار بنا کر

آ کر عشق کی ضد میں
ذوق تمنا کو اصرار بنا کر

سلام کے تحفے پیار کے نغمے
درود کے گجرے ہار بنا کر

ہاروں نعت کہتا ہوں مگر ہاں
عشق و محبت کی گلزار بنا کر

نعت کہنے کا ادب

زم زم کا وضو کر کے
اشک سے آنکھیں بھر کے

بحر محبت میں اتر کے
کلی کی طرح نکھر کے

عشق شاہ زماں میں
میں حد سے گزر کے

مکمل توصیف میں ان کی
نظم و نثر کر کے

ان کی شدت چاہ کا
دل پہ اثر کر کے

حیات نکل کر جہاں سے
مدینے میں بسر کر کے
ا
رض و سما کی خلقت
آقا کی نذر کر کے

آ کر عجز کی حالت میں
بے ہنر اپنے ہنر کر کے

پہن کے فقر کا طلعت
شاہی کو ستر کر کے
جدھر سرکار کا روضہ
رخ اپنا ادھر کر کے

نعمت کبریٰ پہ خدا کا
صد ہا شکر کر کے

بن کر سالک الفت
عشاق کے عالم کا سفر کر کے

تصور میں، میں والیل
زلفوں پے نظر کر کے

فرقت کے میں عالم میں
رومی کا حشر کر کے

پڑھتا ہوں نعت محمد ﷺ کی
خوب اللہ کا ذکر کر کے

اس لئے کہ

دل مومن کی ہے تنویر آقا کی محبت
شب تار میں ضو کی ہے تصویر آقا کی محبت

قرآن ایک کتاب ہے جس کے متن کی
تشریح و وضاحت و تفسیر آقا کی محبت

اک اعلان بپا ہے بوصیری کی زباں سے
ہر لمحہ مصیبت میں ہے اکسیر آقا کی محبت

ایمان عشق و محبت کی ایک عمارت ہے
کرتی ہے جسے تعمیر آقا کی محبت
الفت و چاہت و شاہت و ایمان
ہے مقدر و قسمت و تقدیر آقا کی محبت

ہارون عالم آفاق سے مجھ کو نہیں غرض
ہے اپنے دولت و جاگیر آقا کی محبت

محترم سامعین کرام! رب کریم نے ہر چیز کیلئے سامان زینت بنایا ہے اور ہر چیز کو کسی نہ کسی چیز سے زینت بخشی ہے۔اس رب کائنات نے۔۔۔

آفاق کو آسمانوں سے سجایا
آسمان کو ستاروں سے سجایا
ستاروں کو سفیدی سے سجایا
سفیدی کو روشنی سے سجایا
سفیدی کو روشنی سے سجایا
روشنی کو کرنوں سے سجایا
کرنوں کو چمک سے سجایا
چمک کو کشش سے سجایا
ایسے ہی۔۔۔
انسان کو صورت سے سجایا
صورت کو حسن سے سجایا

حسن صورت کو حسن سیرت سے سجایا

حسن سیرت کو عمل سے سجایا

حسن عمل کو اخلاق سے سجایا

اخلاق کو ایمان سے سجایا

ایمان کو محبوب ﷺ کی محبت سے سجایا

محترم سامعین کرام میں اس محبوب کی نعت کی بات کرتا ہوں۔۔۔

جس نے سبحٰن الذی اسریٰك اتاج شب معراج سر پے سجایا تھا

جس نے فاوحیٰ الی عبدہٖ ما اوحیٰ کا لباس زیب تن کیا تھا

جو سنریھم کی روشنی میں اپنی نگاہ بصیرت سے دیکھتا تھا

جس نے لیلا کے اندھیروں میں رخت سفر باندھا تھا

جس نے ورفعنا لك ذکرك کی مالا پہنی تھی

جس کو واللہ یعصمك من الناس کی ضمانت ملی تھی

جس کے چہرے پر والضحیٰ کی روشنی کے دھارے تھے

جس کی آنکھوں میں فانك باعیننا کی بصارت کی روشنی تھی

جس کی زبان پر بان ہان لھم الجنتہ کی بشارت تھی

وہ جس کے دل میں نزلہ علی قلبك کا نور تھا

وہ جس کی دعاؤں میں سکن لھم کا سرور تھا

آپ ﷺ کی نعت کی بات ہو رہی ہے اللہ کریم قران کریم میں

کہیں آپ کے جمال کی باتیں کرتا ہے
کہیں آپ کے افعال کی باتیں کرتا ہے

کہیں آپ کے اقوال کی باتیں کرتا ہے
کہیں آپ کے احوال کی باتیں کرتا ہے

کہیں آپ کے اخلاق کی باتیں کرتا ہے
کہیں آپ کے وجود پاک کی باتیں کرتا ہے

اور۔۔۔۔

کہیں آپ کے جلوؤں کی باتیں کرتا ہے
تو کہیں آپ کے ولولوں کی باتیں کرتا ہے

کہیں رب کریم ورحیم اپ سے منسوب چیزوں کی قسمیں اٹھاتا ہے۔آیئے ان قسموں کا تذکرہ کرتے ہیں۔

والنھار اذا تجلیٰت یرے روزوں کی قسم
والیل اذا یغشی تیری راتوں کی قسم
لا اقسم بھذا البلد ہے تیری محبت
ورنہ کھاتا نہیں شہروں کی قسم
احسن تقویم ہے تیرے حسن کی تفسیر
کیا ضرورت کھاؤں میں حسینوں کی قسم
ضحی کی صورت میں ضحی کا ہے مقصور
تیرے چہرے پے سجے نوروں کی قسم

والیـــــــل کے الفاظ بتلاتے ہیں یہ راز
تیرے کندھوں پے سجی زلفوں کی قسم
والـــعـــصـــر کا مقصد تیرے دور کی چاہت
کیوں رب ہو کے کھاتا میں زمانوں کی قسم
والـــنـجـم ہے پیارے تیرے نور کا مصداق
ہرگز نہیں کھاتا میں ستاروں کی قسم
جمال میں بے مثل ہیں سرکار مدینہ
زماں مجھ کو خدا کی قسموں کی قسم

محترم سامعین کرام! نعت فقط ہم لوگ نہیں کہتے بلکہ خود رب کائنات قرآن کریم میں محبوب کریم ﷺ کی نعتیں کہتا ہے۔ چنانچہ

کہیں وہ ارشاد فرماتا ہے۔

وما ارسلنك الا رحمته للعالمین۔

کہیں ارشاد فرماتا ہے۔

وعلمك ما لم تكن تعلم۔

کہیں ارشاد فرماتا ہے۔

لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنته۔

کہیں ارشاد فرماتا ہے۔

والضحی والیل اذا یحی ماودعك ربك وما قلی۔

کہیں ارشاد فرماتا ہے۔

والنجم اذاھوی ماضل صاحبکم وماغوی۔

کہیں ارشاد فرماتا ہے۔

وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی۔

کہیں ارشاد فرماتا ہے۔

طٰہٰ۔

کہیں کہتا ہے۔

یٰسین۔

کہیں کہتا ہے۔

یاایھا المزمل۔

تو قرآن کریم میں

کہیں محبوب ﷺ کی رسالت کے تذکرے
کہیں محبوب ﷺ کی نبوت کے تذکرے
کہیں محبوب ﷺ کی عظمت کے تذکرے
کہیں محبوب ﷺ کی رفعت کے تذکرے
کہیں محبوب ﷺ کی جلوتوں کی بات
کہیں محبوب ﷺ خلوتوں کی بات
کہیں محبوب ﷺ کے یاروں کا تذکرہ
کہیں محبوب ﷺ کے غاروں کا تذکرہ
کہیں آپ ﷺ کے جمال کی باتیں
کہیں آپ ﷺ کے کمال کی باتیں
کہیں آپ ﷺ کے افعال کی باتیں
کہیں آپ ﷺ کے احوال کی باتیں

وہ رب کائنات قرآن کریم میں جا بجا راحت دو جہاں ﷺ کے تذکرے کرتا ہے

اور کائنات والوں کو پیغام سناتا ہے کہ اے کائنات والو تم بھی اس کی محبت کے ترانے الاپو جس کی محبت کے ترانے میں الاپتا ہوں۔ کہیں وہ فرماتا ہے قد نری تقلب وجهك فی السماء اے محبوب ﷺ حالت نماز میں ہم تیرے چہرے کا بار بار اٹھانا دیکھتے ہیں۔ فانك باعيننا تو ہر حال میں ہماری نظر میں رہتا ہے

تو حالت رکوع میں ہو ہم تجھے دیکھتے رہتے ہیں۔

تو سجدہ کناں ہو پھر بھی ہماری نظر میں رہتا ہے۔

تو دست بدعا ہو پھر بھی ہم تجھے دیکھتے رہتے ہیں۔

تو ہماری خاطر پتھر کھاتا ہے تیرے جسم سے لہو گرتا ہوا بھی ہم دیکھتے ہیں۔

پیارے محبوب محبتوں کا تقاضا یہ ہے کہ تو ہمیں چاہتا رہے۔

ہم تجھے چاہتے رہیں۔

تو ہم سے پیار کرتا رہے۔

ہم تجھ سے پیار کرتے رہیں۔

تو ہماری تعریف کر۔

ہم تیری تعریف کریں۔

تو ہم سے مانگ۔

ہم تجھے عطا کریں۔

تو ہماری حمد بیان کر۔

ہم تیری نعتیں بیان کریں۔

اور اے پیارے۔

تو لا اله الا الله کہہ کر ہمارے خدائی کے ڈنکے بجاتا رہے۔

ہم محمد رسول اللہ ﷺ کہہ کر تیری مصطفائی کے ڈنکے بجاتے رہیں گے۔

قرآن پاک راحت جاں ﷺ کے اوصاف طیبہ کا ذاکر ہے۔ وہ مختلف مقامات پر آپ ﷺ کے مختلف اوصاف حمیدہ کا ذکر کرتا ہے۔ جیسے

☆ محبوب ﷺ کے رخ روشن کا ذکر والضحٰی۔

☆ محبوب ﷺ کی زلف عنبریں کا ذکر واللیل اذا سجٰی۔

☆ محبوب ﷺ سے رب کی پختہ الفت کا ذکر ماودعك ربك وماقلی۔

☆ محبوب ﷺ پر فضل الٰہی کا ذکر وکان فضل الله علیك عظیما۔

☆ محبوب ﷺ کی رحمت کا ذکر وما ارسلنك الا رحمة للعالمین۔

☆ محبوب ﷺ کی رسالت کا ذکر یٰسین، والقرآن الحکیم وانك لمن المرسلین۔

☆ محبوب ﷺ کی سیرت کا ذکر لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنه۔

☆ محبوب ﷺ کے علم مبارک کا ذکر علمك مالم تکن تعلم۔

☆ محبوب ﷺ کے تن اطہر کا ذکر والنجم اذا ھوٰی۔

☆ محبوب ﷺ کے گفتار مبارک کا ذکر وما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحٰی۔

☆ محبوب ﷺ کے نام نامی کا ذکر محمد رسول الله ﷺ۔

☆ محبوب ﷺ کے یاروں کا ذکر والذین معه۔

☆ پھر کیوں نہ محبوب کریم ﷺ مزمل، مدثر، یٰسین، طٰہٰ کہیں۔

☆ سہرے ہیں تیرے سرور انبیاء

سامعین محترم! ایمان کی بنیاد ''کلمہ'' پر غور کیجئے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ اگر کوئی شخص فقط لا الہ الا اللہ کہتا رہے تو کیا ایمان مکمل ہوگا؟ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں۔ معلوم ہوا جس طرح کلمے کے بغیر ایمان نامکمل ہے اسی طرح محمد

رسول اللہ ﷺ کے بغیر کلمہ نامکمل ہے۔

اذان پر غور کیجئے۔ اگر کسی نے کہا اللہ اکبر' اللہ اکبر کیا اذان ہوگئی ؟ ہرگز نہیں' ہرگز نہیں۔ کہا اشہدان لا الہ الا اللہ تو کیا اذان مکمل ہوگئی ہرگز نہیں' ہرگز نہیں۔ کہا حی علی الصلاۃ' حی علی الفلاح کیا اب اذان ہوگئی ؟ ہرگز نہیں۔ اذان مکمل نہیں ہوئی۔ آخر کیوں نہیں ؟ اس لئے نہیں ہوئی کہ ابھی محمد رسول اللہ ﷺ کا نام نہیں آیا تو معلوم ہوا اذان ذکر محبوب ﷺ کے بغیر نامکمل ہے۔

تکبیر کے لفظوں پر غور کیجئے۔ اگر مکبر نے کہا اللہ اکبر' اللہ اکبر' اشہد ان لا الہ الا اللہ' حی علی الصلاۃ کیا تکبیر مکمل ہوگئی ؟ نہیں' نہیں' نہیں آخر کیوں نہیں ؟ اس لئے کہ ابھی محبوب ﷺ کا ذکر نہیں آیا۔ معلوم ہوا ذکر محبوب ﷺ کے بغیر تکبیر نامکمل ہے۔ نماز کی طرف آئیے۔ نمازی مصلے پر کھڑا ہوگیا۔ ثناء بھی پڑھ لی' تعوذ وتسمیہ بھی پڑھ لئے' سورۃ فاتحہ بھی پڑھ لی' سورۃ اخلاص بھی پڑھ لی' رکوع بھی کرلیا' سجدہ بھی کرلیا مگر تشہد کو ترک کردیا تو کیا نماز ہوگئی ؟ نہیں' نہیں ابھی نہیں۔ آخر کیوں نہیں۔ اس لئے کہ ابھی محبوب ﷺ پر سلام نہیں پڑھا۔ معلوم ہوا اللہ کریم کی عبادت ذکر محبوب ﷺ کے بغیر نامکمل ہے۔ یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ جہاں اللہ کریم کا ذکر وہاں وہاں محبوب کبریا ﷺ کا ذکر۔ خود رب کائنات نے حدیث قدسی میں فرمادیا۔ اذا ذکرت' ذکرت معی اے محبوب ! جہاں میرا ذکر ہوگا وہاں تیرا ذکر ہوگا۔ کلمے میں پہلے میرا ذکر پھر تیرا ذکر۔ نماز پنجگانہ میں پہلے میرا ذکر پھر تیرا ذکر۔ نماز جنازہ میں پہلے میرا ذکر پھر تیرا ذکر' قبر میں پہلے میرا ذکر پھر تیرا ذکر' حشر میں پہلے میرا ذکر پھر تیرا ذکر۔ اے میرے محبوب ﷺ ! جہاں جہاں' میری خدائی کے تذکرے ہیں' وہاں وہاں' تیری مصطفائی کے تذکرے ہیں۔

تاریخ نعت اور نعت گوئی

اہل لغت کے نزدیک یوں تو نعت خوانی و نعت گوئی کا مفہوم' کچھ بھی کیوں نہ ہو۔ لیکن اہل ادب' اہل محبت اور اہل عرفان و عشق کے نزدیک بحروں کا چناؤ' الفاظ کی زینت و زیبائش' مطلع مقطع کا وہ مقام اور منزلت نہیں جو زلف محبوب ﷺ کے تصور جمانے میں' چہرہ انور کی تابانیوں کی ایک جھلک کی خاطر' ہجر و فراق کے سمندر پاٹنے میں' وصل یار کی تمنا میں تڑپ کر' محبت کی بھیک مانگنے میں' پھر محبت میں رونے' رلانے اور مدح و ستائش کرنے میں دل کے سوز و ساز کو' ترانہ محبت و عشق بنا کر' مستی و دیوانگی کے عالم میں' ہدیہ درود و سلام پیش کرنے میں عزت و عظمت ناموس محبوب کریم ﷺ کی خاطر' تن' من' دھن زندگی کا مقدس ترین فریضہ سمجھ کر قربان کرنے میں' راحت دو جہاں ﷺ کی شریعت مطہرہ کو حرز جاں بنانے میں' ظلم و ستم کی وادیوں سے گزر کر اور محبوب کریم ﷺ کے محبوب و پسندیدہ دین متین کی دعوت دینے میں ہے۔

کیونکہ یہ تمام وجدانی اعمال و افعال محبوب کبریا ﷺ کی نعت ہیں۔اس لحاظ سے محبوب دو جہاں ﷺ کا ہر غلام نعت گو ہے۔نعت خواں ہے۔نعت گر ہے اور نعت پسند ہے۔قرآن مجید اور سنت نبوی ﷺ کا تقاضا بھی ہر مسلمان سے یہی ہے کہ کائنات کا ہر انسان جان کائنات ﷺ کی نعت میں ڈھل جائے۔

اللہ کریم کے انعام و اکرام کا صد بار شکر و احسان کے اس مالك الملك نے مجھے محبوب کائنات ﷺ کا نعت خواں بنایا۔لیکن محبوب ﷺ کی محبت کو کمال حسن کے ساتھ الفاظ کا پاکیزہ اور نورانی لباس پہنانا بھی نبی کریم ﷺ کی خصوصی توجہات کے بغیر ممکن نہیں۔اسی لئے میرے دل کے نہاں خانوں سے یہ صدائے دلنواز ابھرتی ہے کہ اگر میں بھی نعت گو شاعر ہوتا تو راحت جاں ﷺ کی نعت کہتا۔مگر یہ وہ عظیم عطیہ ربانی ہے جو

ودیعت کیا جاتا ہے۔ مستعار نہیں لیا جاتا ہے۔ پھر فکر و تخیل نے پرواز کی تو ایک ایمان افروز نقطہ ذہن میں آیا۔ جو تشنہ جذبوں کی سیرابی کا سامان کر گیا۔ اگر میں نعت نہیں کہہ سکتا تو کم از کم اس ہاتھ اور قلم کو عجز و نیاز مندی کے ساتھ چوم تو سکتا ہوں ہاتھ جنہیں فطرت نے نعت گوئی کی توفیق بخشی ہے۔ کتنا قابل صد افتخار امر ہو کہ قلم تھامنے والے وہ ہاتھ ایسی ہستی کے ہوں جو آل محبوب ﷺ سے محبت کرنے والے ہوں۔ تو شاید یہی عقیدت اور محبت کے بوسے بندہ ناچیز کے لئے توشہ آخرت بن جائیں۔

میرے نزدیک نعت ایک ایسی ''نماز نیاز'' ہے۔ جس کے لئے صدق دل، چشم پرنم اور خون جگر درکار ہوتا ہے۔ لہذا جب دل کے مقدس جذبات محبت کی آنچ پر پکتے ہیں۔ تو ان جذبات کی حدت وجود انسانی کی جلا کا سامان کر جاتی ہے۔ پھر دل کے محبت بھرے جذبات الفاظ کے سانچے میں ڈھل کر قرطاس کی زینت بنتے ہیں۔ اس لئے جب تک انسان دل کے خون سے کشید ہونے والے آنسوؤں سے وضو نہ کرے نعت میں کیف و سرور آ ہی نہیں سکتا اور نعت وہ واحد مقام ہے کہ جہاں بندہ و مولیٰ ایک مرکز پر آ جاتے ہیں کہ خدا بھی اپنے محبوب ﷺ پر درود و سلام بھیجتا ہے اور بندہ بھی، اور درود ایک عظیم نعت ہے۔ اس سے قبل کہ میں نعت کی تاریخ کے حوالے سے کچھ عرض کروں۔ پہلے نعت کی تعریف بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

☆ لفظ نعت ابتداء ہی سے راحت جاں ﷺ کی مدح و ستائش کے ساتھ خاص ہے۔

''تاج العروس'' میں علامہ زبیدی حنفی لکھتے ہیں کہ نعت کا مادہ ن، ع اور ت ہے۔ یہ لفظ جب باب فتح یفتح سے آئے تو اس کا معنی وصف ہوتا ہے اور بات تقبل تقبل سے آئے تو اس کا مطلب کسی کی تعریف میں مبالغہ کرنا ہے۔ ابن کثیر کہتے ہیں کہ نعت کا بنیادی تعلق بیان حسن سے ہوتا ہے اور اس لحاظ سے وصف اور نعت میں فرق یہ ہے کہ وصف میں حسن و قبح دونوں بیان کئے جاتے ہیں جبکہ نعت صرف اور

صرف حسن ہی کے بیان کے لئے آتی ہے۔ ثعلب نعت اور وصف میں فرق کرتا ہے کہ نعت صرف ذی جسم کی ہو سکتی ہے اور توصیف کے لئے مشخصات ضروری نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کہا جاتا ہے کہ اللہ یوصف ولا ینعت یعنی اللہ کی توصیف ہوتی ہے لیکن نعت نہیں۔ لسان العرب میں ابن منظور نے نعت کا معنیٰ کسی ذات کا اپنی جنس کی دیگر اقسام سے اعلیٰ و ارفع ہونا لکھا ہے۔ صحاح میں جوہری نے لکھا ہے کہ لفظ نعت جس وقت باب کرم بکرم سے آئے تو معنی اس کا چہرے کا حسین ہونا ہوتا ہے۔ اسی سے نعیت اسم علم بھی استعمال ہوتا ہے۔

☆ ابن ماجہ میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت نقل کی گئی ہے جس میں راحت جاں ﷺ نے بذات خود لفظ نعت کو خواص بنانے کے معنوں میں استعمال فرمایا۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من ذات الجنب ورسا وقسطا وزیتا یلد بہ۔

☆ نعت کی تاریخ اس قدر قدیم ہے کہ اس وقت لفظ قدیم کا وجود بھی نہ تھا۔ جب اس کائنات ھست و بود کا کوئی ذرہ بھی معرض وجود میں نہ آیا تھا۔ نہ انسان نہ جن نہ فرشتے، نہ فضائیں نہ ہوائیں، نہ شجر وحجر نہ بحر و بر، نہ خشک و تر، نہ حیوانات و نباتات غرضیکہ جب کوئی چیز بھی معرض وجود میں نہ آئی تھی تو اس وقت بھی رب محبوب کریم ﷺ اپنے حبیب کریم علیہ تحیتہ والتسلیم کی نعت کہتا تھا۔

☆ مشہور روایات کی رو سے فخر دو عالم ﷺ کی صفات کے بیان میں نعت کی روایت کا آغاز اس وقت سے ہوتا ہے۔ جس دم ﷺ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی، کہتے ہیں پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام کو جب پہلا الہام ہوا تو آپ کو ابو محمد ﷺ کہہ کر پکارا گیا۔ آپ نے نورِ محمدی ﷺ خود دیکھ کر تعجب سے پوچھا۔ اے میرے پروردگار یہ کیسا نور ہے۔ ارشاد ہوا۔ یہ نور اس نبی ﷺ کا ہے جو تمہاری

اولاد میں سے ہوگا۔ جس کا نام آسمانوں پر احمد ﷺ اور زمین پر محمد ﷺ ہوگا۔ اگر یہ نور نہ ہوتا تو میں نہ تمہیں پیدا کرتا نہ یہ زمین و آسمان پیدا کرتا۔ (سیرۃ النبویہ والاثار المحمدیہ از سید احمد زینی الشافعی۔

یہی وہ توصیفی کلمات ہیں جو بطور تعارف خالق کائنات رب کریم کی طرف سے اپنے محبوب بندے اور رسول اولین و آخرین ﷺ کی قدر و منزلت و شان میں ارشاد ہوئے' لازم تھا کہ جس کی ثنا خود مالک کائنات نے بیان کی۔ پوری کائنات اس کی مدح سرائی کرتی۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے حضرت آدم علیہ السلام کو اس سے آگاہ کیا کہ وہ بھی آقائے نامدار کے حضور خراج تحسین پیش کریں۔ جن کے صدقے میں ان کو خلیفۃ اللہ فی الارض کا منصب جلیلہ ملنے والا تھا۔ آخر وہ وقت بھی آ گیا۔ یہی مشیت ایزدی تھی۔ جب حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہ السلام اکٹھے کر دیئے گئے۔ پھر قرب کی خواہش ہوئی۔ حضرت حوا نے مہر طلب کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے خدا سے اس بابت عرض کیا۔ ارشاد ربانی ہوا فقال حتی نودی مهرها قال وما مهر هلقا تصلو علی محمد عشرون مراة وفی دوابة عشرون مراة یعنی آ ے آدم علیہ السلام محبوب محمد ﷺ پر بیس مرتبہ درود بھیجو۔

روئے زمین پر محبوب خدا ﷺ کا یہ پہلا ذکر تھا۔ پہلا درود' پہلی مدح اور پہلی نعت جو انسانوں کے جد امجد' پہلے انسان اور خدا کے پہلے مامور خلیفۃ اللہ فی الارض حضرت آدم علیہ السلام نے آنے والے محمد بن عبداللہ کے حضور پیش کی۔

اس کے بعد تمام آسمانی کتابوں اور صحیفوں میں نبی آخر الزمان ﷺ کی تعریف و صفات بیان ہوئیں جو بداندیشوں کی کوشش بسیار کے باوجود آج بھی رحمت دو جہاں ﷺ کی توصیف و تعریف سے مزین نظر آتیں ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تورات کے حوالے سے آپ کی صفات بیان کی ہیں۔

امت کے حال کا گواہ' بشارت دینے والا' ڈرانے والا' گروہ امین کا پناہ دھندہ میرا بندہ' میرا پیغمبر' ہ بدخلق' نہ سخت مزاج' برائی کا بدلہ برائے سے نہ دینے والا' سربستہ دلوں کو کشادگی دینے والا۔

حدیث عطاء بن یسار فقال انہ لموصوف فی التوراۃ ببعض صفتہ فی القرآن' الخ (مشکوۃ المصابیح بحوالہ مسلم' باب فضائل سید المرسلین)۔

مختصر عرض یوں ہے کہ جان کائنات ﷺ کی بعثت مقدسہ کے بعد سب سے پہلا منظّم نعتیہ قصیدہ حضرت ورقہ بن نوفل جو الٰہیات کے بہت بڑے عالم اور مذھبا عیسائی تھے پیش کیا۔ جن کے چند اشار درج ذیل ہیں۔

ویظھر فی البلاد ضیاء نور

یقیم بہ البریۃ ان تموجا

فیالیتی اذما کان ذاکم

شھدت و اکثرھم ولوجا

ترجمہ۔ تمام شہروں میں اس (نبی مکرم) نور ہدایت کی روشنی پھیل جائے گی۔ جو خلق خدا کو منتشر ہونے سے بچائے گی اور سیدھا چلائے گی۔ آیئے تاریخِ نعت کو تین ادوار میں تقسیم کرتے ہیں۔ دور صحابہ کرام علیہم الرضوان' دور آئمہ وصلحاء عظام رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ' دور برصغیر

دور صحابہ کرام علیہم الرضوان

ایک طرف جان کائنات ﷺ کی تعلیمات آپ کا خلق عظیم' امت کیلئے بے پناہ درد' مصائب کی بھٹی میں بھی لاجواب صبر و استقامت اور پوری کائنات کیلئے وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین کی رحمت ورافت والی مثالی ونرالی شان تھی۔ تو دوسری طرف

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی والہانہ محبت کا اظہار بھی قابل ذکر ہے۔یعنی وہ محبت وعشق رسول جس کی مثال نہ ملتی ہے نہ گمان میں آ سکتی ہے۔اسی عشق صادق کی وجہ سے صحابہ کرام علیہم الرضوان کڑی سے کڑی مصیبت بڑی خندہ پیشانی سے جھیل جاتے ہیں۔پھر بھی لب پر حرف شکایت نہیں بلکہ اطمینان کا اظہار ہے۔ریت پر گھسیٹے جا رہے ہیں' گھوڑوں کے پیچھے باندھے جا رہے ہیں' سینے پر پتھر رکھے جا رہے ہیں' سولی پر کھینچے جا رہے ہیں' سب کچھ منظور مگر محبوب ﷺ کے پائے نازک میں کانٹا بھی چبھے گوارہ نہیں۔ انہیں صحابہ کرام علیہم الرضوان نے سنت خدا کو سامنے رکھ کر محبوب کبریا ﷺ کی مدح سرائی کی۔حضرت ابن فارض رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا خوب کہا۔

اری کل مدح فی النبی مقصرا
وان بالغ المثنی علیه فاکثرا

ترجمہ۔محبوب کریم ﷺ کی جتنی تعریف کوئی کرے کم ہے۔جتنا کوئی مبالغہ کرے گا مراتب اتنے ہی بلند ہو جائیں گے۔ایک مرتبہ خود راحت جاں ﷺ نے اپنی مدح کہنے کا حکم دیا۔فرمایا۔تم لوگوں نے تلوار سے میری مدد کی۔قریش میری ھجو کہتے ہیں۔تم میں سے کوئی ہے جو زبان شعر سے میری مدد کرے۔تمام جلیل القدر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے آپ ﷺ کی مدح وستائش کی ان میں سے چند ایک کی مثالیں درج ذیل ہیں۔

☆ حضرت عمرو بن مرہ جھنی رضی اللہ عنہ

انتہائی سن رسیدہ صحابی ہیں۔جان جہاں ﷺ کی بعثت کا سنا تو مکہ حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔بارگاہ محبوب ﷺ میں نذرانہ محبت پیش کیا۔

شهدت باذن الله حق وانتی مهاجر
لا الهة الا حجار اول تارك
وشعرت عن ساق البد ذاذ مهاجر

واجــوب اليك الــوعــث بــعــد الادكــارك

لاصــحــب خيــر الــنــاس نــفســاو والــد

رســول مــليك الــنــاس فــوق الــحبــائك

☆ حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب

آپ ﷺ کے شفیق چچا جنہوں نے انتہائی محبت سے آپ کی پرورش کی اور جب تک زندہ رہے آپ ﷺ کی حمایت میں سینہ سپر رہے۔

والــلــــه لــن يــصــلــو اليك بــجــمــعهــم

حتــــى اوســدا فــــى التــراب دفيــنــا

☆ سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

راحت جاں ﷺ کے چچا تھے۔اعلان نبوت کے چھٹے سال اسلام قبول کیا اور غزوہ احد میں داد شجاعت دیتے ہوئے شہید ہوئے۔ رحمت دو جہاں ﷺ نے آپ کو سید الشہداء کا لقب عنایت فرمایا۔

واحــمــد مــصــطــفــى فيــنــا مــطــاع

فــلا تــفشــوه بــالــقــول الــعــنيف

فــلا والــلــــه نســلــمــــه بــقــوم

لــمــا نــقــض فيهــم بــالسيــوف

☆ حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ

آپ نے بارگاہ محبوب کریم ﷺ میں گلہائے محبت پیش کئے۔تو جان کائنات ﷺ نے آپ کے ایک (درج ذیل) شعر کو دوسرے مصرعے کے ساتھ خود مکمل فرمایا۔

ان الــرســول لسيف يســتــضــاء بــه

مهــنــد مــن سيــوف الــلــه مسلــول

اس کے علاوہ بے شمار صحابہ کرام جن میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ' حضرت علی کرم اللہ وجہہ' حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ نعت خوانان محبوب دوجہاں ﷺ میں شامل ہیں۔

آخر میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے یہ اشعار جو بخاری و مسلم میں متفق علیہ ہیں پیش خدمت ہیں۔

ما مست دیباجا ولا حریرا
الین من کف رسول اللہ
ولا شممت رالحۃ قط
اطیب من رائحۃ رسول اللہ

دور آئمہ وصلحاء عظام

تمام اولیاء' صلحا اور عرفاء نے محبوب کریم ﷺ کی نعت خوانی کی۔ کیونکہ ولایت' صالحیت اور معرفت جان کائنات ﷺ کی دریوزہ گری سے نصیب ہوتی ہے اور قرآن اس کی طرف یوں اشارہ کرتا ہے۔قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ یعنی تمام اولیاء وعرفاء نے محبوب کبریا ﷺ سے اتباع ومحبت کے اظہار کے لئے نعت محبوب ﷺ مقبول کہی۔ چند مشہور اولیاء کرام کی مثالیں درج ذیل ہیں۔

☆ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

غلام حلقہ بگوش رسول ساداتم
زہے نجات نمودن حبیب ایاتم

دلم زعشق محمد ﷺ پراست وآل مجید
گواہ حال منِ است ایں ہمہ حکایاتم

کمینہ خادم خدام خاندان قوام
ز خادمی تو دائم بود سباھاتم

گناہ بے حد من بیں تو یارسول ﷺ
شفاعتے بکن و محوکن خیالاتم

☆ حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ

آپ بارگاہ محبوب دوجہاں ﷺ میں عرض پرواز ہیں۔

نور احمد ﷺ باعث آفاق شد
نور احمد ﷺ شورش عشاق شد

گرنبودے نور احمد ﷺ در جہاں
کے شدے پیدا زمین و آسمان

صد کتاب و صدورق در نارکن
روئے دل را جانب آن یار کن

☆ شیخ فریدالدین عطار رحمتہ اللہ علیہ

آپ راحت جان ﷺ سے اپنی دلی کیفیات کا یوں اظہار فرماتے ہیں۔

خواجہ دنیا و دیں گنج وفا
صدر و بدر ہر دو عالم مصطفیٰ ﷺ

آفتاب شرع و دریائے یقیں
نور عالمؑ رحمتہ للعالمین

یارسول اللہ ﷺ بس درماندہ ام
باد برکف خاک برسر ماندہ ام

☆ شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رحمتہ اللہ علیہ

عرش است کمیں پایہ زا ایوان محمد ﷺ
جبریل امیں خادم دربان محمد ﷺ

از بہر شفاعت چہ الوالعزمؑ چہ مرسل
درحشر زندوست بد امان محمد ﷺ

یک جاں چہ کند سعدی مسکین کہ دو صد جان
سازیم فدائے سگ دربان محمد ﷺ

اس کے علاوہ بے شمار اولیاء کرام جن میں مولانا عبدالرحمان جامی رحمتہ اللہ علیہ امام شرف الدین ابوعبداللہ محمد بن زی بوصیری رحمتہ اللہ علیہ شیخ محمد بن سعید بوصیری

رحمتہ اللہ علیہ شمس الدین تبریز رحمتہ اللہ علیہ شامل ہیں۔

دور برصغیر

جہاں پوری دنیا کے اندر بسنے والے عاشقان مصطفیٰ ﷺ نے محبوب کریم ﷺ کی نعت کہہ کر اپنے دلی جذبات کا راحت جان ﷺ سے اپنی محبت کا اظہار کیا۔ وہاں سرزمین برصغیر پر بسنے والے غلامان محبوب کریم ﷺ بھی حضور ﷺ کی مدح سرائی میں ایک خاص مقام رکھتے ہیں۔ آیئے مختصراً جائزہ لیں۔ دور برصغیر میں نعت کیلئے دو زبانیں زیادہ استعمال ہوئیں۔ فارسی' اردو۔

اولاً فارسی

☆ خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ

اپنی والہانہ محبت کا یوں اظہار فرماتے ہیں۔

درجاں چوکرو منزل جانان ما محمد ﷺ
صدر درکشادہ در دل' از جان ما محمد ﷺ

مستغرق گناہیم' ہر چند عذر خواہیم
پژ مردہ چوں گیاہیم' باران ما محمد ﷺ

☆ شیخ شرف الدین بو علی شاہ قلندر پانی پتی

ندائے روئے توارضین و افلاک
بفرق تو منور تاج لولاک

بکش از رخ نقاب اے ماہ یثرب
برن در حبیب و دامان دلم چاک

بہ حبیب و دامنش صد چاک دارد
قلندر بو علی یمواک، یمواک

☆ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ

نمی دانم چہ منزل بود شب جائے کہ من بودم
بہ ہر سو رقص بسمل بود شب جائے کہ من بودم

خدا خود میر مجلس بود اندر لامکاں خسرو
محمد شمع محفل بود شب جائے کہ من بودم

☆ مرزا اسد اللہ خاں غالب

اپنے محبوب ﷺ سے محبت کا یوں اظہار کرتے ہیں۔

حق جلوہ گرز طرز بیان محمد است
آرے کلام حق بہ زبان محمد است

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گذاشیم
کاں ذات پاک مرتبہ دان محمد است

ثانیا اردو

اردو زبان میں بے شمار نعت خواں حضرات ہیں چند ایک کا تذکرہ درج ذیل ہے۔

☆ مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

اعلیٰ حضرت (عاشق محبوب دو جہاں ﷺ) یوں اپنے محبوب آقا سے محبت کا انداز بیاں اختیار فرماتے ہیں۔

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب ﷺ
یعنی محبوب و محبّ میں نہیں میرا تیرا

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسرو!! عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

☆ ڈاکٹر علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب
گنبد آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

عالم آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذرہ ریگ کو دیا تو نے طلوع آفتاب

تیری نگاہ ناز سے دونوں مراد پا گئے
عقل غیاب جستجو عشق حضورو اضطراب

☆ مولانا ظفر علیخان علی خان

دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تمہی تو ہو
ہم جس مین بس رہے ہیں وہ دنیا تمہی تو ہو

گرتے ہوؤں کو تھام لیا جس کے ہاتھ نے
اے تاجدار یثرب و بطحا تمہی تو ہو

☆ مولانا الطاف حسین حالی

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی برلانے والا

☆ حضرت ڈاکٹر فرید الدین قادری رحمتہ اللہ علیہ

السلام اے مطلع صبح ازل
السلام اے جان ہر نثر و غزل

السلام اے قلزم جود و سخا
السلام اے مصدر حمد و ثنا

☆ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ

کر کے نثار آپ ﷺ پہ گھر بار یارسول اللہ ﷺ
اب آ پڑا ہوں آپ کے دربار یارسول اللہ ﷺ

عالم نہ متقی ہوں، نہ زاہد، نہ پارسا
ہوں امتی تمہارا گنہگار، یارسول اللہ ﷺ

☆ احمد ندیم قاسمی رحمۃ اللہ علیہ

کچھ نہیں مانگتا شاہوں سے یہ شیدا تیرا
اس کی دولت ہے فقط نقش کف پا تیرا

☆ ریاض حسین چوہدری

نعت کیا ہے قصر حسن و عشق کی تکمیل ہے
نعت کیا ہے حکم ربی کی فقط تعمیل ہے

☆ محمد علی ظہوری قصوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

جس کی دربار محمد ﷺ میں رسائی ہو گی
اس کی قسمت پہ فدا ساری خدائی ہو گی

روز محشر نہ کوئی اور سہارا ہو گا
سب کے ہونٹوں پہ محمد ﷺ کی دھائی ہو گی

ان کے علاوہ بے شمار معتبر نام نامی ہیں۔جن میں مولانا حسن رضا خان، حافظ مظہر الدین، مولانا جوہر علی، امیر مینائی موجودہ دور میں مظفر وارثی، طفیل ہوشیار پوری، محمد اعظم چشتی، صائم چشتی، عبدالستار نیازی اور بے شمار نام شامل ہیں اور یہ سلسلہ ذکر محبوب کریم ﷺ ازل سے جاری ہے اور تا ابد جاری و ساری رہے گا۔اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر بات ختم کردی کہ

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

نعت چیست ؟

محققین فرماتے ہیں۔

☆ نعت معراج فہم وشعور ہے۔

☆ کشف حقیقت جمال محبوب ﷺ ہے۔

☆ دل کے بنجر کھیت میں جذبوں کی فصل پکتی ہے تو نعت ہوتی ہے۔

☆ یہ انسان کا محسن انسانیت کے حضور ہدیہ تشکر وامتنان ہے۔

☆ یہ بندے کا اپنے آقا مولا راحت دو جہاں ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے حاضر ہونا ہے۔

☆ یہ احساس ممنونیت ہے۔

☆ احساس انسانیت ہے۔

☆ آئینہ دل کو جلا ملے، شعور جذبوں کی آنچ میں جلنے لگے تو واردات دل کا اظہار ہوتا ہے۔نعت ہوتی ہے۔

☆ نعت کا لغوی معنی

''نعت'' عربی زبان کا لفظ ہے۔اس کا مادہ ن، ع، ت ہے۔جس کے معنی ہیں ''تعریف''۔نعت عام طور پر وصف کے مفہوم میں مستعمل ہے۔مشہور عربی لغت ''المنجد'' میں اس کا مفہوم یہ بیان کیا گیا ہے۔''نعتاً'' تعریف کرنا، بیان کرنا۔نعت (س) نعتا اچھی صفات دکھانا۔نعت خوبصورت چہرے والا ہونا، اچھے اخلاق والا ہونا۔لغت (ک) نعقانته الرجل پیدائش ہی سے اچھی صفات والا ہونا۔لفظ نعت پر سب سے تفصیلی بحث ''تاج العروس'' کے مصنف نے کی ہے۔علامہ زبیدی حنفی لکھتے ہیں کہ ''نعت'' کا لفظ جب باب ''فتح یفتح'' سے آئے تو اس کا معنی وصف ہوتا ہے اور

باب تقبل یتقبل سے آئے تو اس کا مطلب کسی کی تعریف میں مبالغہ کرنا ہوتا ہے۔

صاحب تاج العروس نے اس مادہ کی مختلف نحوی صورتوں کو مثالوں سے واضح کیا ہے۔ڈاکٹر ریاض مجید نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے کے آغاز میں ''نعت'' کے ضمن میں صاحب تاج العروس کے بیان کردہ معانی نقل کئے ہیں۔مثلاً ''نعت کے معنی وصف کے ہیں۔خصوصاً جب آپ کسی چیز کے وصف میں مبالغہ سے کام لیں تو اس وقت نعت کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔وصف میں جو کچھ کہا جائے اسے بھی نعت ہی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔وصف بیان کرنے والے کو ناعت کہتے ہیں اور اس کی جمع انعات ہے۔حضور ﷺ کے اوصاف بیان کرنے کو بھی نعت کہتے ہیں۔نعت کی جمع نعوت ہے۔ابن سعید کہتے ہیں کہ ہر عمدہ چیز کو جس کے اظہار میں مبالغہ سے کام لیا جائے۔نعت کہتے ہیں۔جو چیز بہت خوب ہو اس کے متعلق کہا جاتا ہے ''ہذا نعت''۔منعت اس ذی حیات (انسان یا حیوان) کو کہتے ہیں جس میں کوئی ایسا خاص وصف موجود اسے اپنے ہم جنسوں میں فضیلت بخشے۔ابن الاعرابی کہتے ہیں کہ نعت کا لفظ اس انسان کے لئے بھی استعمال ہوگا جو نہایت خوبرو اور حسن و جمال سے اتصاف پذیر ہو۔نعیت نہایت عمدہ معزز اور سبقت لے جانے والے کو کہتے ہیں''۔

''لسان العرب'' میں ابن منظور نے ''نعت'' کا معنی کسی ذات کا اپنی جنس کی دیگر انواع سے افضل ہونا لکھا ہے۔محمد حسن الاعظمی کی عربی اردو نعت ''المعجم الاعظم'' میں نعت کا معنی تعریف کرنا' کسی چیز کے اوصاف بیان کرنا (اور اکثر اس کا استعمال اوصاف حسنہ کے لئے ہوتا ہے) درج ہے۔بعض لغت نگاروں نے لکھا ہے کہ نعت عربی کا اسم ہے اومونث ہے۔مدح' ثنا' تعریف' توصیف اس کے معنی ہیں۔غیاث اللغات میں ہے ''نعت بالفتح' تعریف و وصف کردن از منتخب۔اگر چہ لفظ نعت بمعنی مطلق صفت است لیکن اکثر استعمال میں لفظ بمعنی مطلق ستائش وثنائے رسول ﷺ آمدہ

است‘ بمعنی وصیفہ اسم فاعل واسم مفعول وصیفہ صفت مشبہ نیزی آید‘‘ فرہنگِ آموزگار میں اس کا مطلب ’’ستائش‘ وصف‘ صفت‘‘ اور منتخب اللغات میں ’’صفت وصف کردن ‘‘ ہے۔فرگن آنندراج نے مطلق وصف کے معنی میں ’’نعت‘‘ کے استعمال کی یہ مثالیں دی ہیں (امیر معزی کے اشعار)۔

جاوید ھمی باش باین نعت و بایں وصف
پاکیزہ اخلاق و پسندیدہ افعال

تاپدید آید ہمیں نعت جوانی در بہار
ہم چناں جوں وصف پیری از خزاں آمد پدید

وصفش ہمہ تقدیس زیبوند و زفرزند
نفش ہمہ تنزریہ ز امثال و زالقران

’’قاموس‘‘ اور’’بہارعجم‘‘ کے مولف بھی اس لفظ کا معنی مطلق صفت قرار دیتے ہیں۔’’تاجدارعجم‘‘ میں مثال کے طور پر محولہ بالا تین اشعار کے علاوہ یہ شعر بھی دیا گیا ہے۔

ہمیشہ سمع و بصر بہت نعت او لیکن
بری زآلتِ سمع و زآلتِ بصر است

امیر معزی نے قریباً ایک صدی پہلے ابوالحسن مجدالدین کسائی نے بھی نعت کا لفظ وصف کے معنی میں استعمال کیا۔وہ بہار کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

کہسار چوں زمرد نقطہ زدہ زبسقند
درنعت او مسعید حیراں شد است و شیداد

اسی طرح دوسرے اہل قلم نے بھی نعت کے معنی وصف یا خوبی بیان کئے ہیں۔امیر معزی نے نعت کا لفظ حمد کے معنوں میں اور امیر زا احسن بیگ معلوم تبریزی وغیرہ نے منقبت کے معنوں میں بھی برتا ہے۔سید ضیائالدین دھشیری نے اپنی مشہور کتاب ''نعت حضرت رسول کریم ﷺ درشعرِ فارسی کے مقدمے میں لکھا ہے کہ وہ اس سے پہلے ایک کتاب ''توحید حضرت باری درشعرِ فارسی'' لکھ چکے ہیں اور ایک اور کتاب ''نعتِ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ درشعرِ فارسی'' تالیف کر رہے ہیں۔

اردو لغات میں اس لفظ کے لغوی معنی کے ساتھ ساتھ اصطلاحی اور مجازی معنی بھی دیئے گئے ہیں اور کہیں حمد یا منقبت کے معنوں میں اس لفظ کو استعمال نہیں کیا گیا۔ڈاکٹر ریاض مجید لکھتے ہیں کہ صرف علی خان کی مثنوی ''قصہ زیتوں ومحمد حنیف'' میں نعت کا لفظ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی تعریف میں استعمال ہوا ہے۔حافظ ابوموسیٰ نعت کی تعریف میں لکھتے ہیں کہ ''نعت'' اچھے معنوں میں استعمال ہوتا ہے (ترجمہ) نعت وصف محمود کو کہیں گے۔اگر بتکلف اس میں وصف مذموم کا مفہوم پیدا کرنا ہو تو ''نعت سوء'' سے اسے ظاہر کریں گے۔نعت جب وصف محمود ہے تو وصف کیا ہے؟ وصف کی معنی ہیں کشف اور اظہار۔ شاعرانہ اصطلاح میں وصف کسی چیز کے عوارض اور اس کی خصوصیات کو نمایاں کرنے کو کہتے ہیں۔

''نعت سوء'' کے حوالے سے موسیٰ عبدالرحمٰن صدیقی (تمغہ امتیاز) اپنے جذبات کا اظہار ان الفاظ سے کرتے ہیں ''عربی میں نعت السوء'' کچھ ایسی ہی مصنوعی ترکیب ہے جیسے اردو میں کوئی ''حسینانِ بدوضع'' کی ترکیب باندھے۔''

☆ احادیث میں ''نعت'' کا لفظ

قرآن پاک میں یہ لفظ کہیں استعمال نہیں ہوا' نہ اس مادے کا کوئی اور لفظ آیا ہے۔البتہ اس کا سراغ احادیث نبوی ﷺ میں ملتا ہے۔مولانا سید عبدالقدوس ہاشمی

ندوی لکھتے ہیں۔ ''قرآن مجید میں اس مادہ کا کوئی صیغہ نہیں آیا ہے۔ احادیث میں دو تین جگہ یہ لفظ آیا ہے اور ہر جگہ خوبیوں کے بیان کیلئے آیا ہے'' حقیقت یہ ہے کہ یہ لفظ احادیث مبارکہ میں محض دو تین مقامات ہی پر نہیں، زیادہ جگہوں پر آیا ہے اور ایک آدھ مقام ایسا بھی ہے جہاں یہ خوبیوں کے بیان میں استعمال نہیں ہوا۔ ڈاکٹر ریاض مجید کہتے ہیں۔ ''احادیث رسول اکرم ﷺ اور شمائل نبوی ﷺ میں نعت کا لفظ اپنی مختلف نحوی اور صرفی صورتوں میں قریباً پچاس مقامات پر استعمال ہوا ہے اور یہ لفظ نامبارک اشیاء کی کیفیت اور وضاحت کے بیان میں بھی استعمال ہوا ہے۔ مثلاً مسند ابن حنبل (جلد۳ صفحہ ۱۷) میں یہ لفظ جہنم کی زنجیروں اور سلاخوں کی کیفیت کے بیان میں آیا ہے۔ ایک دو جگہوں یہ لفظ نشاندہی اور تجویز و سفارش کے مفہوم میں بھی ملتا ہے۔

ادارہ تعلیمات اسلامیہ، راولپنڈی کے ڈائریکٹر سید ریاض حسین شاہ اپنے ایک مضمون میں احادیث پاک میں اس لفظ کے مختلف معنوں میں استعمال کا ذکر تفصیلاً کرتے ہیں۔ ''ابن ماجہ میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی گئی ہے جس میں رسول اکرم ﷺ نے بذات خود لفظ ''نعت'' کو خواص بتانے کے معنوں میں استعمال فرمایا۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ نعت رسول اللہ ﷺ من ذات الجنب ورسا وقسطا وزیتا یلد بہ۔

حلیہ اور اوصاف بیان کرنے کے معنوں میں جامع ترمذی میں رسول اکرم ﷺ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے روایت نقل کی جس میں لفظ نعت استعمال کیا گیا۔ خلاقہ روایت یہ ہے کہ راوی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے رجال کے ماں باپ کا حال وحلیہ ہم سے بیان کیا۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ نعت لنا رسول اللہ ﷺ ابویہ وصف بیان کرنے کے لئے لفظ نعت کا استعمال لیس تسائی کی ایک حدیث میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الشھر

ھکذا وھکذا او صفتی محمد بن عبید ھیدیہ یستھانلانا ۔

مسند امام احمد بن حنبل میں یہ لفظ تقریباً پندرہ مقامات پر استعمال ہوا ہے اور نعت کے قریباً سارے ہی معنوی مترادفات اور متضادات لائے گئے ہیں۔ البتہ ایک آدھ روایت ایسی بھی نقل کی گئی ہے جس میں بیان حسن کے ساتھ ساتھ بیان قبح کا مفہوم بھی لفظ نعت کے اندر سمویا معلوم ہوتا ہے۔ مسند امام کے الفاظ فیھا ونصلی النعت المکروہ ہیں۔ محبوب کریم ﷺ کے اوصاف وکمالات اور حال جلیلہ کے لئے لفظ نعت غالباً سب سے پہلے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے استعمال فرمایا اور اسے امام ترمذی نے شمائل میں ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے۔ ویقول ناعتہ لم ار قبلہ ولا بعدہ مثلہ۔ اسی طرح سنن داری نے کیف تجد نعت رسول اللہ ﷺ فی التورات لکھ کر حضور ﷺ کی ذات کے ساتھ خاص قرار دیا۔

سنن ابی داؤد میں ابواب الدیات اور صحیح بخاری میں ابواب انبیاء میں علی الترتیب انہ لیس بالنعت اور لقیت عیسیٰ موسیٰ لنعتہ النبی صلی اللہ علیہ ولم میں لفظ نعت بیان احوال اور حلیہ وغیرہ کے معنوں میں استعمال ہوا۔ اسی طرح یہ لفظ امام مسلم نے اپنی جامع میں (باب الایمان) لغت الیہ رجل منہم کی صورت میں نقل کیا۔ بعض صوفیہ کے اقوال سے مترشح ہوتا ہے کہ نعت کا معنی شان بھی آتا ہے۔ طبرانی کی ایک روایت میں نعت کا معنی سفارش کرنا بھی لایا گیا ہے۔

لغت وآثار وروایات کی مدد سے نعت کے جو مفاہیم ومطالب حاصل ہوئے ان کی ترتیب یہ ہے۔

☆ اوصاف بیان کرنا۔

☆ احوال بیان کرنا۔

☆ حلیہ واضح کرنا۔

☆ تعریف میں مبالغہ کرنا۔

☆ سفارش کرنا۔

☆ نقل کرنا یا نقل اتارنا۔

☆ جوہر سامنے لانا۔

☆ کسی جنس کا اپنی انواع پر فضیلت ثابت کرنا۔

☆ خواص منکشف کرنا۔

☆ عمدہ صفات رکھنا۔

☆ کسی شے کا قدیم الاصل ہونا۔

☆ دوڑ میں آگے بڑھ جانا۔

☆ صفت کو موصوف کے ساتھ ملانا۔

☆ ایک خاص نشان رکھنا۔

☆ حضور ﷺ کی مدح وتحمید بجالانا۔

☆ وصف' مدح اور نعت

ڈاکٹر ریاض مجید نے اپنے مقالے میں نعت اور وصف کا فرق بیان کرنے کیلئے سنن ابن ماجہ' سنن دارمی اور مسند امام احمد بن حنبل میں بیان کردہ نعت اور نعت سوء پر گفتگو کے بعد تاج العروس' القاموس' المحیط' المعجم الاوسط' المعجم الاعظم' المنجد' القاموس العصری وغیرہ کے حوالے سے بات کی ہے۔ مولانا عبدالقدوس ہاشمی کہتے ہیں۔ ''عربی زبان میں تعریف وتوصیف کیلئے اور بھی بہت سے مصدر مستعمل ہیں۔ مثلاً حمد' ثنا' مدح وغیرہ۔ اگرچہ ان سب کے محل استعمال میں ہمیشہ پوری پابندی نہیں کی گئی مگر اہل قلم حضرات نے عملاً حمد کو اللہ جل جلالہ کی تعریف کیلئے اور لفظ نعت کو حضرت رسول ﷺ کی ثناء وصفت بیان کرنے کیلئے مخصوص کرلیا ہے۔ لفظ مدح کو عام

تعریف و توصیف کے لئے لفظ ثناء کی طرح استعمال کرتے رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی تعریف وتوصیف بیان کرنے کو لفظ مدح مدیح سے بھی تعبیر کیا گیا ہے اور اب بھی بعض شعراء مدح رسول ﷺ کہتے ہیں لیکن لفظ ''نعت'' تقریباً مختص ہوگیا۔'' قریباً یہی بات موسیٰ عبدالرحمٰن صدیقی نے کی ہے لیکن مدح اور مدیح کو ہم معنی الفاظ نہیں سمجھتے اور لکھتے ہیں۔ ''زبان میں نعت کے قریب العلائی اور بھی متعدد لفظ موجود ہیں۔ مثلاً حمد' ثناء' مدح' توصیف وغیرہ۔ مدح نعت کے قریب قریب ہے چنانچہ نعت کو مدح رسول ﷺ بھی کہتے ہیں اور حمد کو مدیح رسول ﷺ کہلاتا ہے۔''

مدح کے بارے میں ڈاکٹر پروفیسر محمد اسحٰق قریشی لکھتے ہیں۔ ''مدح انسانی فطرت کی تاثر پذیری کا شعری اظہار ہے۔ فطرت سلیم حقوق آشنا ہوتی ہے۔ انسان میں یہ جذبہ ودیعت ہے کہ وہ محسنین کا بندہ بے حرام ہونے میں فخر محسوس کرتا ہے۔ مدح کی سب سے عمدہ وضاحت صاحب الوسیط نے کی ہے۔ لکھتے ہیں مدح صاحب شان ذات کی ذاتی اوصاف مثلاً عقل' عدل' صفت اور شجاعت میں برتری و عظمت کے حوالے سے پسندیدہ خصائل کی تعریف وتوصیف ہے۔

مدح رسول اکرم ﷺ اضاف سخن کے حوالے سے مدح کا حصہ ہے مگر اپنی مخصوص ہیت اور عناصر ترکیبی کے لحاظ سے ایک بلند تر صنفِ سخن ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ وہ شعرا جو ہر کس و ناکس کی مدح میں مبالغے اور لغو کی تمام حدود پار کر رہے تھے اور جنہیں رائی کا پہاڑ بنانا آتا تھا' مدحِ رسالت ﷺ میں ایسے ژولید بیان ثابت ہوئے کہ ایک شعر بھی نہ کہہ سکے۔ حقیقت ہے کہ مدح پیغمبر ﷺ کا اسلوب عام مدیح سے قطعاً مختلف ہے۔ اس لئے اسے عام مدحیہ شاعری کا جزو خیال کرنا اور اسی کے پیمانوں سے ماپنا اس فنِ شریف سے انصاف نہ ہوگا۔ یہی تقاضا اسے مدح سے برتر مقام دیتا ہے اور مدح کے عمومی نام سے مختلف اصطلاح کے استعمال کی دعوت دیتا ہے وہ اصطلاح جو بلند تر بھی

ہے اور اس صنفِ خاص کیلئے موزوں تر بھی۔ اس لئے ذاتِ رسالت پناہ ﷺ کے حوالے سے جو مدح نگاری ہوتی اسے نعت کا امتیازی نام دیا گیا ہے۔

☆ نعت کا اصطلاحی معنی

یوں اب قریباً دنیا بھر کی مسلم علاقوں کی زبان میں نعت لغوی معنوں کے دائرے سے نکل کر اصطلاحی معنوں کے واضح اور وسیع تناظر میں نظر آنے لگی ہے۔ چنانچہ موسیٰ عبدالرحمٰن صدیقی کہتے ہیں کہ مدح کے ساتھ رسول ﷺ کی ترکیب ضروری ہے لیکن نعت چونکہ خود حضور ﷺ ہی کیلئے مخصوص ہے لہذا نعت رسول ﷺ کہنا ضروری نہیں۔ شمس بدایونی لکھتے ہیں کہ اصطلاحاً لفظ نعت سے ایک خاص قسم کی شاعری مراد لی جاتی ہے جس میں آنحضور ﷺ کی پاکیزہ شخصیت کا تعریف وتوصیف کی شکل میں بیان ہوتا ہے۔ نعت دراصل ایک مضمون یا موضوع کا نام ہے لہذا جب لفظ نعت کا استعمال کیا جاتا ہے تو وہ تمام ذخیرہ مراد ہوتا ہے جو آنحضو ﷺ کے فضائل و مراتب اور شمائل پر مشتمل ہوتا ہے خواہ نثر میں ہو یا نظم میں۔ علی جواد زیدی کہتے ہیں کہ نثری نعت کو اصطلاحاً ''محامد رسول'' کا ایک جدا نام دے سکتے ہیں۔

پروفیسر غلام رسول عدیم ایک مجموعہ نعت کے مقدمے میں لکھتے ہیں۔ کہ اسلام کے ابتدائی قرنوں میں اس (نعت) کی قامت زیبا پر وہ معنی نہیں پہنائے گئے تھے جو بعد کی صدیوں میں اس کا طرہ امتیاز بن گئے۔ تب اس کے معنی صرف توصیف و تبیین تھے۔ مگر اروار مابعد میں اسے بڑی خوبصورتی سے ایک خاص مفہوم کیلئے چن لیا گیا۔ اسے صرف اور صرف مدتح پیغمبر ﷺ کیلئے مخصوص کرلیا گیا۔ یوں مدتح جم و کے حمد باری تعالیٰ اور نعت سرور ﷺ میں واضح خط کھینچ گئے۔''

حمد نعت اور منقبت کے اصطلاحی معنوں کے بارے میں عزیز جے پوری لکھتے ہیں۔ ''لغوی اعتبار سے نعت کے معنی تعریف کے ہیں لیکن اصطلاح میں ہم نعت صرف رسول

اکرم ﷺ کی تعریف کو کہتے ہیں۔حمد کے معنی بھی تعریف کے ہیں لیکن وہ ہم نے ذاتِ باری تعالیٰ کیلئے مخصوص کرلیا ہے۔اسی طرح منقبت صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اولیاء کرام علیہم الرحمتہ کیلئے مخصوص ہے۔''

حفیظ تآب کا کہنا ہے۔''مدح رسول ﷺ (جسے کافی مدت بعد' پہلے پہل فارسی میں اصطلاحاً نعت کہا گیا) نے حضور اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ ہی میں باقاعدہ فن کی صورت اختیار کرلی تھی۔''

پروفیسر محمد اقبال جاوید نے اپنے انتخاب نعت ''مخزن نعت'' کے مقدمے میں لکھا ہے۔''حضور ﷺ کی شان میں کہا جانے والا ہر کلمہ نعت ہے مگر اصطلاحاً ہم ایسی ہر منظوم کوشش کو نعت کہتے ہیں جس میں ستائش رسول ﷺ کی دل آویزیاں ہوں۔''

صحابہ کرام علیہم الرضوان' تابعین' تبع تابعین اور پھر آج تک کے مسلمانوں نے راحت جاں ﷺ کی نعت اس لئے بھی کہی کہ حضور رسول کریم ﷺ کا فرمان اللہ کا فرمان ہے۔حضور ﷺ کے ہاتھ کو اللہ کریم نے اپنا ہاتھ قرار دیا۔حضور ﷺ نے جو مٹھی کنکروں کی جنگِ بدر میں کفار کی طرف پھینکی تھی اس کام کو خالق و مالکِ حقیقی نے اپنے ساتھ منسوب فرمایا۔حضور ﷺ کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کہا۔حضور ﷺ کو ایذا پہنچانے والوں اور مخالفت کرنے والوں اور ان سے پھٹے رہنے والوں کے بارے میں فرمایا کہ وہ خود خالقِ کریم کو ایذا پہنچانے اور مخالفت کرنے اور پھٹے رہنے کے مرتکب ہو رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ لوگوں کو غنی کرتا ہے تو اس میں اپنے محبوب پاک ﷺ کو بھی شامل ذکر فرماتا ہے۔وہ خود رؤف الرحیم ہے تو اس نے اپنے محبوب ﷺ کو مومنوں کے لئے رؤف ورحیم فرما ہے۔اس نے جو عالم پیدا فرمایا ہے اس کیلئے حضور ﷺ کو رحمت بنا کر بھیجا ہے۔وہ اپنے آپ کو کریم فرماتا ہے تو اس نے اپنے محبوب کو بھی کریم فرمایا۔وہ خود عطا فرماتا ہے تو اس عطا کے ذکر میں اپنے پیارے کو بھی شامل کرلیتا ہے۔اللہ تعالیٰ

کے یہ احکام وارشادات سامنے ہوں تو واضح ہو جاتا ہے کہ حضور ﷺ کا ذکر خود خالقِ حقیقی جل جلالہ کا ذکر ہے۔

☆ نعت کیا ہے؟

نعت کا تعلق خدائے ذوالجلال سے ہے۔ خالقِ حقیقی اور رسولِ کریم ﷺ پر درود بھیجتا ہے۔ یہ بات اس کے دوام پر دال ہے۔ یعنی نعت ازل سے ہے اور ابد تک بلکہ اس کے بھی بعد رہے گی۔ عالم انسانیت کے حوالے سے جب تک حضور ﷺ پر درود و سلام کی ڈالیاں پیش کرنے کا خدائی حکم ہے' اہل اسلام میں سے جو لوگ طبعِ موزوں رکھتے ہیں وہ امام الانبیاء ﷺ کی بارگاہ بیکس پناہ میں نعت کی صورت میں ہدیہ عقیدت و ارادیت پیش کرتے رہتے ہیں۔ نعت کے شاعروں' نقادوں اور قارئین میں سے بہت سے اہل علم حضرات نے اپنے اپنے انداز میں نعت کی تعریف کی ہے۔

محمد فیروز شاہ تخلیقِ نعت کے مرحلے کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں۔ ''محبوب قلب ونظر کے بارے میں سوچتے ہوئے بھی کانپ اٹھتا ہوں۔ خاک کا عالمِ پاک کے سردار سے ربط ورابطہ؟ تب میرے عمل کی ندامتیں اس کی رحمتوں کے حضور سوالی بنتی ہیں تو لفظ ۔۔۔ سچے لفظ تخلیق ہوتے ہیں۔'' سید نور محمد قادری نعت کو محض شاعری نہیں گردانتے اس سے کچھ ماوراخیال کرتے ہیں۔ ''فخر موجودات آقائے کائنات ﷺ کی نعت گوئی بچوں کا کھیل نہیں ہے اور نہ ہی یہ قافیہ پیمائی اور الفاظ و بیان کے جادو جگانے کا نام ہے۔ یہاں پیچ وتاب رازی کی بجائے سوز وساز رومی کی ضرورت ہے۔''

لکھنؤ کے پروفیسر ڈاکٹر ملک زادہ منظور نعت کو کمالاتِ نبوت کی تصویر کہتے ہیں۔ ''نعت محض رسول کریم ﷺ کی شاعرانہ توصیف کا نام نہیں' بلکہ بقول ایک تنقید نگار نبوت کے حقیقی کمالات کی ایسی تصویر کشی کا نام ہے جس سے ایمان میں تازگی اور روح کی بالیدگی پیدا ہو سکے اور یہ تازگی اور بالیدگی اسی وقت پیدا ہو سکتی ہے جب مداح کا

دل رسول ﷺ کی محبت کے حقیقی جذبات سے پر ہو۔" محبت کی بات آتی ہے تو یاد رہے کہ بیشتر اہل قلم نعت کو محبت کے اظہار کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ علامہ احمد سعید کاظمی کہتے ہیں۔" زبان شعر میں بارگاہ نبوت کا ہدیہ شوق و محبت نعت ہے۔" ڈاکٹر نصیر احمد ناصر کے الفاظ ہیں۔" نعت عشق کی تخلیق بھی ہے اور عشق آفرین بھی۔ حسن نعت دل میں محبت رسول اللہ ﷺ کی شمع فروزاں کر دیتا ہے اور اس شمع کا سوز اثر میں قرۃ العین ہوتا ہے جس کیلئے میں" جمالیاتی ٹھنڈک" کی تعبیر بھی اختیار کرتا ہوں۔"

ہمدرد والے حکیم محمد سعید سید ھے سادے الفاظ میں اس حقیقت کا اظہار یوں کرتے ہیں۔" رسول اللہ ﷺ سے محبت اور عقیدت ایمان کا لازمی حصہ ہے اور اسی محبت و عقیدت کا اظہار نعت ہے۔ قریباً انہی الفاظ میں اقبال ساغر صدیقی نے اظہار خیال کیا ہے۔

شیخ عبد القادر نے نعت کی بنیاد سرکار ﷺ کی غلامی اور محبت قرار دیا ہے۔" ہمارے زندہ نبی حضرت رسول مقبول ﷺ کا ایک زندہ معجزہ ہے کہ ہر ملک ہر قوم اور ہر علاقے میں ان کے مدح سرا پیدا ہوتے ہیں جنہیں خدا تعالیٰ کی جانب سے آپ ﷺ کی ذات وصفات کے ساتھ محبت ہوتی ہے اور جو آپ ﷺ کی غلامی پر نازاں ہوتے ہیں۔ ان میں سے جن کو نظم پر قدرت ہے وہ آپ کی صفات کا اظہار اشعار کے ذریعے سے کرتے ہیں۔"

ڈاکٹر یونس حسنی نعت کیلئے جذب جنوں اور شوقِ عشق کا وہ گداز ضروری مراد دیتے ہیں جو دل کو موم کی طرح پگھلا دیتا ہے۔ عابد نظامی لفظوں میں محبت رسول ﷺ کے اظہار کو نعت قرار دیتے ہیں۔

احمد ندیم قاسمی کے الفاظ میں نعت عشق رسول ﷺ کے بغیر کہی ہی نہیں جاسکتی۔ رسماً کہی جائے گی تو اس کا کھوکھلا پن جلد کھل جائے گا۔ پروفیسر افتخار احمد چشتی سلیمانی کہتے

ہیں۔ ''نعت حضور اکرم ﷺ سے محبت کا اظہار بھی ہے اور عشق رسول ﷺ کی بنیاد بھی ہے۔ نعت سن کر حضور اکرم ﷺ سے محبت پیدا ہوتی ہے اور اگر ہے تو زیادہ ہوتی ہے اور محبت وایمان لازم وملزوم ہیں۔ پس نعت جزو ایمان ہے۔''

محمد عبداللہ قریشی ڈاکٹر فرمان فتح پوری کی کتاب ''اردو کی نعتیہ شاعری'' کے فلیپ پر یوں رقم طراز نظر آتے ہیں۔ ''نعت گو جب تک عشق رسول ﷺ میں ڈوب کر توحید و رسالت اور عبودیت کے نازک رشتوں میں کامل ہم آہنگی پیدا نہ کرے' جذبات عالیہ' درد' سوز و گداز' رفعت بیان اور حسنِ ذوق سے آشنا نہ ہو' اس وقت تک وہ نعت گوئی کے منصب سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتا۔''

ڈاکٹر اشادالحق قدوسی اس موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار یوں کرتے ہیں۔ ''نعت نے نبی اکرم ﷺ سے لے کر عصر حاضر تک ایک ایسی مضراب کا کام انجام دیا جس سے اسلامی غیرت' حمیت اور اخوت کے تاروں کو جنبش ہوتی ہے اور محبت اور عقیدت کے ان جذبات کو فروغ حاصل ہوتا رہا ہے جس پر ہماری ملی قوت' بقا اور ارتقا کا انحصار ہے۔۔۔۔ مدح رسول ﷺ واقعی ایک دریا ہے جس کی تہہ تک نہ پہنچا جا سکتا ہے اور نہ ہی آج تک کسی نے اس کا حق ادا کیا ہے۔''

الطاف حسن قریشی مدیر اردو ڈائجسٹ میں کہتے ہیں۔ ''نعتیہ شاعری عشق رسول ﷺ کے گہرے سمندر سے پھولتی ہے۔ جس درجہ کی محبت ہوگی' اسی درجے کی بے ساختگی اور سرمستی شعروں میں ڈھل جائے گی۔'' شاعر لکھنوی کے نزدیک نعت گوئی حضور ختمی مرتبت ﷺ کی عقیدت ومحبت کے عمیق اور بیکراں جذبوں کو نقش فریادی کی طرح کاغذی پیرہن میں سجانے کا عمل ہے۔'' بنت الاسلام قرار دیتی ہیں کہ نعت کا مقصد یہی ہے کہ حضور ﷺ کے اوصاف عالیہ بیان کئے جائیں اور اپنی محبت کا اظہار کیا جائے۔

صاحبزادہ سید فیض الحسن نعت گوئی کو ایمان کی جان بھی کہتے ہیں اور پہچان بھی کہ حضور علیہ السلام کی محبت ہی ایمان ہے اور محبت تو احساسِ جمال اور اعترافِ کمال ہی سے پیدا ہوتی ہے اور یہ احساسِ جمال ہی نعت گوئی کا محرک ہے۔ (ڈاکٹر) سید احسن زیدی نعت کو تبلیغ اسلام کا موثر ذریعہ بھی بتاتے ہیں۔ ''نعت گوئی شبِ تارِ الست کے سینے سے پھوٹنے والے نورِ اولین کے ساتھ والہانہ محبت کا اظہار ہی نہیں' یہ تبلیغ اسلام کا موثر ذریعہ بھی ہے۔'' ساقی جاوید نعت گوئی کو ایک فن کے ساتھ ساتھ اپنی عاقبت سنوارنے کا ذریعہ بھی قرار دیتے ہیں۔ (جسٹس) پیر محمد کرم شاہ الازہری کے نزدیک نعت درحقیقت جمالِ محمدی ﷺ کے خالق کی بارگاہ میں ہدیہ عقیدت پیش کرنا ہے۔ ڈاکٹر پروفیسر محمد سعد اللہ (انڈیا) کہتے ہیں۔ ''آنحضور ﷺ کی مداحی میں آپ کے عقیدت و احترام کیلئے جب شاعری میں اظہار خیال کیا جاتا ہے تو جو صنفِ' فن وجود میں آتی ہے اسے نعت کہا جاتا ہے۔ سید حسین علی ادیب رائے پوری بھی نعت کو آئینہ قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ''نعت وہ آئینہ ہے جس میں نعت گو شاعر کا عکس بھی نظر آتا ہے۔ یعنی جس طرح کے الفاظ خیالات اور جذبات عقیدت اور محبت کی ترجمانی کرتے ہیں اس سے شاعر کے ادراک و احساسات کی تصویر بھی اس آئینہ میں مخصوص ہو جاتی ہے۔

وقار احمد رضوی نعت کو ایک ایسا جامہ فن کہتے ہیں جس کے ذریعے شاعر اپنی عقیدت کے پھول شعریت کے رنگین و پر کیف لباس میں پیش کرتا ہے اور بارگاہ رسالت ﷺ میں دیدہ دل نثار کرتا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحٰق قریشی نعت کو مدح نگار کے ضمیر کی آواز بیان کرتے ہیں۔ ڈاکٹر آفتاب احمد کے خیال میں ''نعت حبِ رسول ﷺ میں مچلتے ہوئے پاکیزہ جذبوں کو لفظوں کے کچھ ایسے پاکیزہ سانچے میں حسن و جمال کے ساتھ پرونے کا نام ہے جس کے لئے تلوار کی سی تیز دھار پر چل کے آنا پڑتا

ہے۔

علم دین سے واقف ہونا نعت گوئی کیلئے بہت اہم ہے لیکن علم کو عقیدت' محبت' جذبے اور خلوص کے ابرتے بغیر بات نہیں بنتی۔ کرم حیدری حمد و نعت کہنے کیلئے علمِ دین کے ساتھ ساتھ خلوص اور جذبے میں توازن اور اعتدال کو ضروری قرار دیتے ہیں۔ کوثر نیازی کہا کرتے تھے۔ ''محض علم کے بل بوتے پر نعت کہو تو وہ جذبے سے خالی ہوگی اور محض جذبے کی بنا پر شعر کہو تو اس پر نعت کا اطلاق نہ ہوگا۔ گویا نعت کیا ہے کارگرِ شیشہ گراں ہے۔ ذراسی ٹھیس لگی اور آبگینہ ٹوٹ گیا۔ آب و آتش کو یکجا کرنا پھر آسان ہے مگر جذبہ اور علم کی آمیزش سے تغزل کے کامل شعور کو برقرار رکھتے ہوئے نعت کہنا کارے دارد۔''

سید محمد فاروق احمد قادری ابوالعلائی نعت رسول ﷺ کے درمیان مختصر ترین راستہ قرار دیتے ہیں' اسے ملت اسلامیہ کیلئے راز سرمدی اور فکر و دانش کیلئے جہت و سمت کہتے ہیں۔ قاری محمد مصلح الدین صدیقی کہتے ہیں۔ ''نعت گوئی بلاشبہ ایک مقدس ذریعہ ہے جس سے شاعر بارگاہ رسالت ﷺ سے وابستگی کی راہ ہموار کر کے اس فیض سے اپنے جذبات کو نت نئے رنگ اور انداز میں پیش کرنے پر دسترس حاصل کر لیتا ہے اور اسی میں گم ہو جاتا ہے۔ کتنی پیاری صنف ہے یہ نعت گوئی جو شاعر کے حواس کو محبوب ﷺ کے جلوؤں کی آماجگاہ بنا کر اس کے قلب و نگاہ کو تقدس کا درجہ عطا کرتی ہے۔''

ممتاز حسن کے نزدیک ہر وہ شعر نعت ہے جس کا تاثر ہمیں رحمتہ للعالمین ﷺ کی ذاتِ گرامی سے قریب لائے جس میں حضور ﷺ کی مدح ہو یا حضور ﷺ سے خطاب کیا جائے۔ حافظ لدھیانوی نعت کی تعریف یوں کرتے ہیں۔ ''جذبے کی کوئی زبان نہیں ہوتی' آنسوؤں کا کوئی لہجہ نہیں ہوتا' دھڑکنوں کا کوئی اسلوب نہیں ہوتا۔ یہ سارے انداز حتمی مرتبت ﷺ سے قلبی تعلق کے مختلف مظاہر ہیں۔''

ڈاکٹر سید ابوالخیر کشفی نعت کو شاعر کا ایسا جذبہ عشق قرار دیتے ہیں جو سننے یا پڑھنے والوں تک کو اپنے احاطے میں لے لیتا ہے۔ کہتے ہیں۔ نطق و بیان کی معراج ذکر نبی کریم ﷺ ہے، خواہ یہ کسی صورت میں ہو۔ نعت ذکر رسول ﷺ کی ایسی صورت ہے جو شاعر کے جذبہ عشق کو دوسروں کا جذبہ بنا دیتا (دیتی) ہے۔"

استاذ الاساتذہ ڈاکٹر سید عبداللہ فرماتے ہیں۔ "نعت بھی عجیب صنف ہے، اس میں محبت عقیدت کے تابع ہو کر چلتی ہے اور عقیدت احترام کے سائے میں۔" ابوالاثر حفیظ جالندھری نے نعت کی عبادت کو اعتراف عجز کا نام دیا ہے کیونکہ ثنائے خواجہ تو مرتبہ دانِ خواجہ ہی کر سکتا ہے اور وہ خالقِ کل جل جلالہ ہے۔ باقی سب تو اس کی سنت پر عمل کرتے ہیں، اس کے حکم پر بدربار مصطفوی ﷺ ہدیہ درود و سلام پیش کرتے ہیں لیکن عجز فہم اور عجز بیان کے اعتراف کے ساتھ ابوالاثر نے کہا۔ "حمد و نعت کا جس قدر لٹریچر چھپا ہے، اعتراف عجز کے علاوہ اسے کیا نام دیا جا سکتا ہے۔ البتہ اس اعتراف کا ثواب قیامت تک ترقی کرتا اور سنورتا رہے گا اور یہ ایک قسم کی عبادت ہے۔"

راجا رشید محمود کے نزدیک "نعت سنت کبریا ہے۔ قلم و زبان کا اس راہ میں قدم رکھنا تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔ اس فرض سے وہی شخص بطریقِ احسن عمدہ ہو سکتا ہے جس کی نگاہ علمِ دین کے تمام شعبوں پر ہو جو شریعت پر پوری طرح عامل ہو، جو رحمتِ عالم نورِ مجسم ﷺ سے سچی محبت رکھتا ہو جس آدمی کو ممدوحِ کبریا ﷺ کی رفعتِ شان کا ادراک و احساس نہ ہو، وہ نعت کیا لکھے گا، سمجھے گا۔"

فراست رضوی اپنی ذات کی نفی یعنی کامل سپردگی کو نعتیہ شاعری کی بنیاد سمجھتے ہیں۔

"نعتیہ شاعری کی بنیاد جس شے پر رکھی ہوتی ہے، اس شے کا نام ہے عشقِ رسول ﷺ اور عشق کے آداب میں پہلا سبق ہے، اپنی ذات کی نفی یعنی کامل سپردگی اور کامل سپردگی اس وقت تک ممکن نہیں جب تک انسان اپنی نفی نہ کر دے۔" ڈاکٹر محمد اسحٰق قریشی اسے

صداقت شعاری کا معیار اور ایمان کی سالمیت کا مسئلہ قرار دیتے ہیں۔ احسان دانش نے نعت کو اظہار عجز کہتے ہوئے فرمایا۔ ''یہ اہلِ عشق و شعور جس قدر نعتیں لکھتے ہیں' یہ تمام اظہارِ عجز ہے اور بس لیکن یہ اظہار عجز بھی بڑے کام کی چیز ہے کہ انسان ایک ایک لفظ پر رحمت و شفاعت کا حقدار ہو جاتا ہے۔'' سید اختر الاسلام اس میں اطاعت وتسلیم کے جذبے کو شامل خیال کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ ''نعتِ نبی ﷺ ایسی نظم ہے جس میں عشق' خلوص اور یقین کے ساتھ طاعت وتسلیم کا جذبہ اور رغبت شامل ہوتے ہیں۔ اس میں آدمی کا شعور کارفرما ہوتا ہے جو محبت آمیز فکر وخیال کے اظہار کو ایسی نزاکتیں عطا کرتا ہے جو نیازمندی کے ساتھ ناز وادا کی دل آویز کشش اور رعنائی ودلکشی بھی رکھتا ہے۔''

مجموعہ نعت ''ورفعنا لك ذكرك'' پر اظہارِ رائے کرتے ہوئے اشفاق احمد نے لکھا۔ ''نعت کسی صنفِ سخن کا نام نہیں۔ یہ تعلق' رابطے اور گزارشِ احوال کا ایک ذریعہ ہے۔ ایسا ذریعہ جس سے معمولی غلام اور بروئے آقائے دوجہاں ﷺ کی کائناتِ کرم سے دامن بھرنے کیلئے اپنا رخ متعین کرتے ہیں۔''

''نعت'' محض شاعری نہیں ہے۔ شعروسخن کی اس سرزمین میں جب تک جذبوں کا پانی نہ دیا جائے' محبت کا سورج جب تک اس پر اپنی تمازت نہ بکھیرے' جب تک اس پر سحابِ اخلاص کا ترشح نہ ہو اور اس پر عقیدت وارادت کی یہ فصل پک کر ضمیر پر سونا نہ بکھیرے' حق ادا نہیں ہوتا۔

ڈاکٹر امانت حیاتِ طیبہ کا تذکرہ نعت گوئی کے حوالے سے اس طرح کرتے ہیں۔ ''نعت گو شعراء نے جس زندگی کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا ہے' اس کا نمونہ زندگی کے گوناگوں مسائل کا حل پیش کرتا ہے۔'' اسلام اور سیرت طیبہ سے پوری طرح واقفیت کو شاہ معین الدین احمد ندوی بھی نعت گوئی کیلئے بنیادی ضرورت قرار دیتے ہیں۔ لکھتے

ہیں۔ "حبِ رسول ﷺ کے ساتھ نبوت کے اصلی کمالات اور کارناموں' اسلام کی صحیح روح' عہدِ رسالت کے واقعات اور آیات و احادیث سے واقفیت ضروری ہے جو کم شعراء کو ہوتی ہے۔ اس کے بغیر صحیح نعت گوئی ممکن نہیں ہے۔"

انسانی معاشرے کی اصلاح کی ایک مثبت اور تعمیری کوشش کے طور پر اس صنفِ سخن کا ذکر کرتے ہوئے پروفیسر منظور حسین شور کہتے ہیں۔ "اردو شاعری میں اگر کوئی صنفِ سخن انسانی معاشرے کیلئے نفس کی تہذیب اور کردار کی شائستگی کا بہترین درس دے سکتی ہے تو وہ سرورِ کائنات ﷺ کی سیرت ہے اور چونکہ نعت گوئی کا موضوع رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ پاک ہوتی ہے اس لئے کامیاب نعت گوئی انسانی معاشرے کیلئے ایک مثبت اور تعمیری خدمت کے مترادف ہوتی ہے۔" غزل کے حوالے سے جذبے کو متحرک کرنے اور اس کے بعد کامیاب نعت کہنے کی بات احمد ندیم قاسمی یوں کرتے ہیں۔ "غزل کے شعر کے توسط سے انسان کے نازک ترین' عمیق ترین' لطیف ترین جذبے کو متحرک کرنا اصل بات ہے اور جب کوئی شاعر اس طرح کی غزل کہنے پر قدرت حاصل کر لے تو پھر نعت کہنے میں اسے آسانی بھی ہوتی ہے لطف بھی آتا ہے اور وہ کامیاب بھی ہوتا ہے۔" لیکن حافظ لدھیانوی غزل اور نعت میں تفاوت کی بات چھیڑتے ہیں کہ "غزل کی شاعری محبوب کی مبالغہ آمیز قصیدہ نگاری کے سوا کچھ نہیں۔ نعت میں خیال کی پرواز محدود نظر آتی ہے' مضمون کی بلندی پست دکھائی دیتی ہے' قدرتِ کلام کا دعویٰ باطل ہو جاتا ہے۔ نعت گو کو ہمیشہ یہی احساس رہتا ہے کہ اس ذاتِ اقدس کے حضور کچھ نہ کہہ سکا۔" محمد ایوب مصنف نوائے فروا' غزل اور دیگر اصنافِ سخن کا نعت کے ساتھ موازنہ کرتے ہوئے کہتے ہیں "غزل اور دیگر اصنافِ سخن بالعموم عالمِ محسوسات اور عالمِ وہم و خیال میں محدود و محصور رہتے ہیں۔ نعت کو بھی ان عوامل سے مفر نہیں لیکن اس کی پرواز ان عوالم سے برتر مقام یعنی عالمِ امر تک ہوتی ہے۔ یہ مقام' مقامِ عشق و

محبت ہے۔ عالمِ امر سے تراوش کردہ مضامین صحیح معنوں میں مذاقِ عشق و شانِ حسن کی آئینہ داری کرتے ہیں۔''

(جسٹس) ایم آر کیلانی نعتیہ کلام میں پرواز کی گنجائش پر یوں اظہار خیال کرتے ہیں۔''نعتیہ کلام میں پرواز کی کیا گنجائش ہوسکتی ہے۔ زیادہ سے زیادہ عرشِ معلیٰ تک پہنچ جاتے ہیں اور وہ تو ہم نے کب کا سنا ہے کہ

جبرائیل اندر رکابش در شب معراج بود

اس لئے کسی نے کہا کہ'' جبرئیل زبوں عہدے۔ جبرئیل علیہ السلام کو تو ہم نے اتنی دفعہ حضور ﷺ کی اردل میں دیکھا ہے کہ ہم جبرئیل' کی جگہ خود اردل میں جاتے ہوئے نظر آنے لگتے ہیں۔ مشہور محقق' شاعر اور ادیب خواجہ رضی حیدر نعت کو لامحدود امکانات کی شاعری قرار دیتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ''اس میں خیر و برکت بھی ہے اور التجائے رحمت بھی۔ اس میں نعت ابدی ہے اور نجاتِ اُخروی بھی۔'' عبدالقدوس ہاشمی توحیدِ اسلامی کی تشریح کرتے ہوئے کہتے ہیں۔''اس نوعِ انسانی کا پورا نظام جس توحیدِ اسلامی کے عقیدہ پر قائم ہے' اس کے تین پہلو ہیں۔ توحیدِ الوہیت' توحیدِ نبوت اور توحیدِ انسانیت' جب کوئی دیندار مقرر' نثر نگار یا شاعر کچھ کہتا ہے تو بلاواسطہ یا بالواسطہ ہمیشہ توحیدِ اسلام کے انہی تین پہلوؤں کو بیان کرتا ہے۔''

ڈاکٹر پروفیسر ابوالخیر کشفی ''توحیدِ نبوت'' کی گویا تشریح کرتے ہیں۔'' نبی کریم ﷺ کی معرفت تصوف اور تزکیہ نفس کا پہلا مرحلہ بھی ہے اور آخری مرحلہ بھی۔ مقامِ محمد ﷺ کی طرف سے سفر کرنے والوں کو نفس مطمئنہ اور زبانِ حمد عطا کی جاتی ہے۔ حمد کے لئے لازم ہے کہ جس ذات کی حمد کی جارہی ہے' اس کی صفات اور کمالات کا پوری طرح ادراک اور علم ہو۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کا یہ ادراک و علم حضرت رسولِ کریم ﷺ کی ذاتِ گرامی کے طفیل ہمیں نصیب ہوا۔ وہ رسول ﷺ جو'' احمد ﷺ' تھا

اور بے حد حمد کرنے کا عمل جس کا اسم صفاتی ٹھہرا۔ وہ رسول ﷺ جو ''محمد ﷺ'' تھا اس نے اس درجہ اپنے منبع ومصدر کی حمد کی کہ خود وجہِ حمد وستائش بنا گیا۔''

حمد اور نعت کا تعلق ''حمد اور نعت میں بڑا گہرا لیکن بہت نازک تعلق ہے۔ حمد خداوندِ قدوس وکریم جل وعلا کی تعریف وثنا ہے اور نعت اسی کے بندے اور محبوب' حضور سرورِ کائنات علیہ السلام کی مدحت وتوصیف ہے۔ اللہ تعالیٰ خالق ومالک کائنات ہے اور آقا حضور ﷺ جہاں اس کے بندے ہیں' اس کی مخلوق ہیں' وہاں اس کے محبوب بھی ہیں۔ حمد اور نعت میں تعلق بھی یہی ہے اور فرق بھی یہی کہ ایک میں خالق کی حمد ہے اور سب تعریفیں اسی کیلئے ہیں۔ الحمد للہ رب العالمین۔ دوسری میں اس کی تعریف ہے جس کی تعریف سب تعریفوں کا واحد حقدار کرتا ہے۔ سب تعریفوں کا سزاوار اللہ جل شانہ ہے اور سرکار ﷺ وہ ہیں' جن سے زیادہ کسی کی تعریف نہ کی گئی نہ ہوسکتی ہے کہ اسمِ گرامی سرکار کا محمد ﷺ ہے۔ حمد سنتِ محمدی ﷺ اور نعت سنتِ خداوندی۔ حمد مخلوق خدا کا فعل ہے اور نعت مخلوق کے ساتھ ساتھ خالقِ حقیقی بھی کہتا ہے۔ اسی لئے حضور ﷺ ''محمد'' ہیں کہ ان سے زیادہ کسی کی تعریف نہیں کی گئی۔ حمد' احمد' محمود اور محمد کا مادہ ''ح م د'' ہے۔ حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی تعظیم کے لئے اپنے ہی اسم سے اشتقاق کیا ہوا نام رکھا چنانچہ عرش والے کا نام محمود ہے اور ان کا محمد ﷺ) کنور محمد اعظم خاں خسروی کا ایک شعر دیکھئے۔

محمد ﷺ احمد و محمود و حامد مشتقاق حمد جس کے نام
کرے تعریف کیسے' کس نعت میں' کون پھر ایسے مسمی کی

(اسی لئے) بہت سے مقامات پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے اور اپنے محبوب رسول ﷺ کا ذکر اکٹھا کیا ہے۔ (تفصیل ہماری کتاب ذکر محبوب ﷺ اور اسماء

محبوب ﷺ میں ملاحظہ فرمائیں۔)

☆ اولین نعت

غالب نے کہا تھا۔

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم

کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمد ﷺ است

نعت کہنے، پڑھنے، سننے والے سب لوگ غالب کے اس شعر میں بیان کردہ حقیقت پر مہرِ تسلیم ثبت کرتے ہیں کہ آقا حضور ﷺ کے مقام و مرتبہ سے صرف خداوند کریم ہی واقف ہے کیونکہ یہ مقام و مرتبہ اس کا عطا فرمودہ ہے اور جو شخص ممدوح کے مقام و مرتبہ سے واقف نہ ہو وہ اس کی تعریف و توصیف کا حق ادا نہیں کرسکتا اس لئے ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم ممدوحِ خدا (ﷺ) کی تعریف بساط بھر کریں اور آخر میں اس حقیقت کا اعتراف کرلیں کہ مدح سرورِ دو عالم ﷺ کا حق ہم سے ادا نہیں ہوسکتا۔ یہ کام تو حضور ﷺ کے مقام سے واقف ہستی ہی کرسکتی ہے اور وہ خالق و مالک حقیقی کی ہستی ہے۔

جب یہ سچ ہے اور بنیادی طور پر ہر اس کلمے کو کلمات کے مجموعے کو' اس بیان یا تحریر جو نظم یا نثر میں آقائے کائنات ﷺ کی مدح میں تخلیق ہو' نعت ہے۔ تو بلاشبہ نعت کا مجموعہ اول ام الکتاب قرآن مجید اور اولین نعت گو خود حضور ﷺ کا خالق و محبِ حقیقی ہے۔ اس صورت میں قرآنِ پاک میں بیان کردہ مضامین توصیف سرکار ﷺ کو اولین نعتیں کہا جاسکتا ہے۔ ''مدارج النعت'' میں قرآنِ حکیم کو سراپا نعت کہا گیا ہے۔

ادیب رائے پوری قرآن پاک سے بھی پہلے سے نعت کا وجود یوں ثابت کرتے ہیں۔ ''صنفِ شاعری میں مقید نعت کی عمر بہت مختصر ہے لیکن نعت کی قدامت کیلئے میرزا دبیر کا یہ مصرع کہ ''قرآن سے پہلے یہ کتاب آئی ہے۔'' اس کی قدامت کا پتا

دے رہا ہے۔ یہی نہیں بلکہ دنیا کی سب سے پہلی تحریر جو کسی انسان کی نگاہ سے گزری ہے' وہ بھی حمدِ باری اور نعت رسول ﷺ ہے۔'' اس کے بعد انہوں نے بیہقی طبرانی' زرقانی علی المواہب در منشور اور مستدرک حاکم کی یہ روایت نقل کی ہے۔ '' اللہ کریم نے فرمایا' اے آدم! تو نے محمد ﷺ کو کیسے پہچانا' ابھی تو میں نے (جسدا) پیدا بھی نہیں فرمایا۔ انہوں نے عرض کی' اے میرے پروردگار! جب تو نے مجھ کو پیدا فرمایا' اپنے ہاتھوں سے اور مجھ میں اپنی روح پھونکی تو میں نے اپنا سر اٹھایا اور عرش کے ستونوں پر لکھا ہوا دیکھا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (ﷺ) اس کے بعد ادیب رائے پوری نے '' قرآن اور نعت'' کے عنوان سے مختلف سورتوں میں بیان کردہ صفات و توصیفِ محبوب ﷺ کے مختلف نمونے دیئے ہیں اور اس حوالے سے تو کئی مبسوط کتابیں بھی لکھی جا چکی ہیں۔ مزید تفصیل ہماری کتاب '' قرآن نعت مسلسل ہی تو ہے'' میں ملاحظہ کریں۔ ادیب نے نعتِ رسول ﷺ بزبانِ رسول ﷺ نعتِ رسول ﷺ بزبانِ ملائکہ' اجنا کی نعت اور صحائفِ آسمانی میں نعت کے عنوان قائم کر کے بات کی ہے۔

☆ محبوب دو جہاں ﷺ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں

شمس بدایونی کی کتاب '' اردو نعت کا شرعی محاسبہ'' کا ذکر آ چکا ہے جس میں انہوں نے نعت میں مروج بیشتر موضوعات کو '' غیر مشروع'' قرار دیا ہے اور اس انداز میں غیر شرعی بتایا ہے کہ آج تک کا سارا نعتیہ کلام دریا برد کئے بغیر چارہ نہ ہوگا۔ انہوں نے مثلاً حضور ﷺ کے اللہ کریم جل شانہ' کے محبوب ہونے کے مضمون کو بھی غیر شرعی مضامین کی فہرست میں شامل کیا ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ ان کے اس دعوے کی فضلیت کیا ہے؟

محبت ہوتی ہے تو اس کے کچھ تقاضے بھی ہوتے ہیں۔ محبّ اپنے محبوب کی تعریف کرتا ہے' اسے نام سے پکارنے کے بجائے پیار کے خطابات اور خوبصورت القابات سے پکارتا ہے۔ وہ محبوب کو خوش کرنا چاہتا ہے۔ وہ ان لوگوں کو عزیز رکھتا ہے جنہیں اس

کا محبوب عزیز رکھتا ہو۔ وہ دوسروں کو یقین دلاتا ہے کہ اس کا محبوب سب سے اچھا ہے۔ محبِ کبھی برداشت نہیں کرتا کہ کوئی اس کے محبوب کی توہین کرے اور وہ اپنے محبوب کے دشمنوں کو غائب و خاسر کرنے اور ذلیل و رسوا کرنے میں کوئی دقیقہ فرد گذاشت نہیں کرتا۔

اس صورتِ حال کا جائزہ لینے کیلئے کہ کیا واقعی خداوندِ قدوس ولایزال جل جلالہ حضور سیدِ آدم و بنی آدم رحمتِ عالم ﷺ سے محبت کرتا ہے' ہمیں اس کے کلام کو دیکھنا ہو گا۔ اگر محبت کے تقاضے کلام اللہ سے پورے ہوتے دکھائی دیں تو پھر جان لینا چاہئے کہ حضور ﷺ اللہ کے محبوب ہیں اور ہمیں جو حکمِ رسالت دیا گیا ہے کہ ''تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ مجھ سے اپنے باپ' اپنی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبت نہ کرتا ہو۔'' اس سے واضح طور پر' مسلمان ہونے کی شرطِ اول سرکار ﷺ کی محبت ٹھہری اور محبت بھی کیسی' جتنی کسی اور سے نہ ہوسکتی ہو۔ اتنی گہری اور والہانہ محبت کہ اس کے سامنے سب محبتیں ہیچ ہوں' سب تعلق منقطع ہوتے دکھائی دیں۔ جب ہمارے لئے بھی ایسی بے پناہ محبت کا حکم ہے اور اللہ تعالیٰ کو بھی ہمارے سرکار ﷺ سے محبت ہمیں اللہ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے محبت کے تقاضے پورے کرنے کی کوشش کرنا چاہئے۔

محبت کے لئے ضروری ہے کہ محبّ اپنے محبوب کی تعریف کرے۔ اس نقطہ نظر سے غور کریں تو قرآن مجید حضور محبوبِ کبریا ﷺ کی تعریف وثنا سے بھرا پڑا ہے۔ اللہ کریم نے اپنے محبوبِ پاک ﷺ پر اپنے اور اپنے فرشتوں کے درود بھیجنے کا اعلان فرماتے ہوئے یہ حکم دیا کہ جو اہل ایمان ہیں' وہ بھی انہیں درود وسلام کا ہدیہ پیش کریں۔ انہیں حق کے ساتھ' خوشخبری سنانے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجنے کی بات کی۔ انہیں ایسا رسول فرمایا جنہیں لوگوں کا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ انہیں لوگوں کی بہت بھلائی چاہنے

والا کہااور مسلمانوں پر بہت کرم والے مہربان قرار دیا۔

اللہ کریم نے اس شہر کی قسم کھائی جس میں اس کے محبوب ﷺ تشریف فرما تھے۔اس نے اپنے پیارے کی جان کی قسم کھائی۔اس کو اپنی قسم کھانا تھی تو اس کیلئے بھی فلا وربک فرمایا کہ اے محبوب! مجھے تیرے رب کی قسم۔اس نے سرکار ﷺ کو سارے جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجنے کا اعلان فرمایا۔اس نے نبی کریم ﷺ کو مسلمانوں کی جانوں کے' خود ان سے زیادہ مالک قرار دیا اور فرمایا کہ ان کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ اس نے حضور ﷺ کی بیویوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ اس نے حضور ﷺ کو شاہد' مبشر' نذیر' اللہ کی طرف سے اس کے حکم سے بلانے والا اور چمکا دینے والا چراغ فرمایا۔اس نے واضح فرما دیا کہ وہ جو بات اپنی خواہش سے فرماتے ہیں' وہ حقیقت میں وہی ہوتی ہے' جو ان کو وحی کی جاتی ہے۔اس نے ان کی بیعت کو اللہ کی بیعت کہا' ان کے ہاتھ کو اللہ کا ہاتھ فرمایا۔اس نے محبوب ﷺ کے خلق کو عظیم کہا۔اس نے اپنے محبوب کے ذکر کو ان کی خاطر بلند کرنے کا اعلان فرمایا۔ یہ تو قرآن پاک کے چند مقامات کی طرف اشارے کئے گئے ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے کلام کا بہت سا حصہ اس کے محبوبِ پاک ﷺ کی نعت ہے۔قرانِ مجید نعت کا مجموعہ اول ہے اور وہ جو غالب نے کہا تھا' وہ صد فی صد درست ہے۔

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گذاشتیم
کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمد ﷺ است

کہ حضور ﷺ کے مرتبے کو جاننے والی ذات صرف خداوند قدوس و کریم کی ہے' اس لئے وہی ان کی ثناء کر سکتا ہے۔

مذکورہ ارشادات سے ثابت ہوا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی تعریف کی ہے۔اب تعریف مصطفیٰ ﷺ کا یہ انداز دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں پورے قرآنِ مجید

میں کہیں نام سے نہیں پکارا۔ کہیں یاایھاالنبی کہا ہے' کہیں یاایھا الرسول پکارا ہے۔ پھر یاایھاالمزمل اور یاایھاالمدثر کہہ کر بھی خطاب کیا ہے کہ اے کپڑوں میں لپٹنے والے اور اے چادر اوڑھنے والے' کہیں انہیں چمکنے والا ستارہ کہا' کہیں ان کے چہرہ مبارک کی قسم کھائی اور کہیں ان کی زلفِ معتبر کی۔ غرضیکہ اپنے پیارے کو پکارنے کے لیئے اللہ تعالیٰ نے اپنائیت اور محبت کے خوبصورت اسلوب اختیار کیئے ہیں۔

محبت کے دعویدار کیلئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ اپنے محبوب کی بات بھی مانے۔ اس نقطہ نظر سے کلام اللہ کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ جب حضور ﷺ نے اس تمنا مین بار بار آسمان کی طرف دیکھا کہ بیت المقدس کے بجائے کعبۃ اللہ مسلمانوں کا قبلہ بن جائے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی اس ادا کا ذکر فرما کر فرمایا کہ جس میں آپ کی خوشی ہے' ہم آپ کو اسی کی طرف پھیر دیں گے اور پھر فرمایا کہ ابھی اپنا منہ مسجدِ حرام کی سمت پھیر لو۔ اپنے محبوب کی بات ماننے کا ذکر اس نے یوں ھی کیا کہ فرمایا' جب لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرلیں' یعنی ان سے کوئی قصور سرزد ہو جائے' تو وہ اے محبوب' آپ ﷺ کے حضور حاضر ہوں' پھر اللہ سے معافی چاہیں۔ پھر رسول ﷺ ان کی شفاعت فرمادیں تو وہ ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔

آقا حضور ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ کے نکاح کا پیغام اپنی پھوپھی زاد حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے لئے دیا تو ان کے بھائی حضرت عبداللہ بن جحش نے اسے منظور کرنے میں اس لئے پس وپیش کیا کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ خاندانی طور پر اتنے عالی نہ تھے۔ اس پر خدا تعالیٰ نے حکم نازل فرمادیا کہ جب اللہ اور رسول ﷺ کچھ حکم فرمادیں تو پھر کسی مسلمان عورت یا مرد کو اپنے کسی معاملے میں بھی کچھ اختیار نہیں رہتا۔ محبت کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ محبّ اپنے محبوب کی کوئی تکلیف برداشت نہیں کرتا چنانچہ جب حضور ﷺ نے ساری رات خدا کی عبادت کرنا شروع کی تو اللہ کو محبوب کی

اس ادا میں ان کی تکلیف کا خیال ہوا اور فرمایا!

یاایھاالمزمل قم اللیل الا قلیلا کہ اے کپڑوں میں لپٹنے والے' رات میں کچھ رات کیلئے قیام فرماؤ۔ پھر محبّ کیلئے ضروری ہے کہ وہ محبوب کی رضا چاہے' اس کی خوشی میں اپنی خوشی سمجھے۔ چنانچہ اللہ کریم نے فرمایا! ولسوف یعطیك ربك فترضیٰ بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ راضی ہو جاؤ گے۔

یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ محبّ اپنے محبوب کے عزیزوں اور اس کے نام لیواؤں کو اچھا سمجھتا ہے' جن لوگوں سے اس کی نسبت ہوتی ہے' وہ محبّ کو اچھے لگتے ہیں۔ اس حوالے سے اس فرمانِ خداوندی کو دیکھئے کہ اے محبوب! فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار بنو' اللہ تمہیں دوست بنا لے گا' تم سے محبت کرنے لگے اور اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ یعنی جو اس کے محبوب کی بات مانیں گے' ان کی اتباع کریں گے ان کی فرمانبرداری کریں گے' اللہ ان سے محبت کرنے لگے گا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی اطاعت کو اپنی اطاعت فرمایا اور حضور ﷺ کے بندوں میں سے جس کسی سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے' اسے اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونے کو کہا ہے اور اپنے محبوب پاک ﷺ کے ساتھیوں کو اللہ نے کافروں پر سخت اور آپس میں نرم دل قرار دیا۔

یہ بھی ہوتا ہے کہ اپنے محبوب سے محبت کرنے والا دوسروں کو یقین دلاتا ہے کہ اس کا محبوب سب سے اچھا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے سب پیغمبروں سے عہد و پیان لیا کہ جب ان کے پاس اللہ کا محبوب رسول ﷺ آئے گا تو وہ ضرور اس پا ایمان لائیں گے اور اس کی مدد کریں گے۔ یہ سرکار ﷺ کی عظمت کو سب رسولوں سے تسلیم کروانے کا عمل تھا۔ اسی طرح جب اللہ کریم یہ فرماتا ہے کہ جو کنکریوں کی مٹھی حضور ﷺ نے جنگ بدر کے موقع پر دشمنوں کی طرف پھینکی تھی وہ حضور ﷺ نے نہیں بلکہ خود اللہ کریم نے پھینکی

تھی، تو مقصد یہ ہے کہ سب لوگ مان لیں کہ حضور ﷺ کے مرتبے کو کوئی نہیں پہنچ سکتا اور اسی سورہ میں اللہ کا یہ فرمان کہ اے محبوب جب تک تم ان میں ہو، اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب میں مبتلا کرے۔ سرکار ﷺ کی کتنی بڑائی ظاہر کرتا ہے۔ دوسرے پیغمبروں کی حیات ظاہری میں بھی ان کی قومیں عذابِ الٰہی کا شکار ہوئیں اور حضور ﷺ کے متعلق یہ فرما کر کہ جب تک یہ ہم میں ہیں، ہم عذاب میں مبتلا نہیں ہوں گے، خداوند کریم نے دنیا پر ظاہر کر دیا کہ اس کے محبوب پاک ﷺ سے عظیم المرتبت کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔

محبت کے تقاضوں میں سے اہم ترین تقاضا یہ ہے کہ محبّ اپنے محبوب کی توہین برداشت نہیں کر سکتا اور خدا تعالیٰ نے بھی یہی کیا ہے۔ جو لوگ یہ کہتے تھے کہ حضور ﷺ تو کھانا کھاتے ہیں اور بازاروں میں چلتے ہیں اور یہ کہ کوئی فرشتہ اتارا جانا چاہئے تھا، انہیں اللہ نے ظالم اور گمراہ فرمایا اور گمراہ بھی ایسے کہ اب راہ نہیں پا سکتے۔ یعنی حضور ﷺ کی اہانت گمراہی ہے اور گمراہی بھی ایسی کہ اس دلدل میں دھنسنے والے چھٹکارا نہیں پا سکتے، ان کیلئے ایمان کی روشنی کا حصول ممکن ہی نہیں۔

جب منافقین نے حضور ﷺ کو "راعنا" کے بجائے ذرا سا لہجہ بگاڑ کر یہ لفظ کہا جس سے وہ بزعمِ خود حضور ﷺ کی تحقیر کا پہلو نکال لیتے تھے (نعوذ باللہ) تو اللہ نے حکما اس لفظ کا استعمال ہی ممنوع فرما دیا اور حکم دے دیا کہ جب آقا ﷺ کی توجہ مطلوب ہو، انظرنا یا رسول اللہ کہو کہ یارسول اللہ ﷺ! ہماری طرف نظر کرم فرمائیے۔ اس طرح ہر ایسا لفظ بھی آقا حضور ﷺ کے لئے استعمال کرنا ممنوع قرار پایا جس کا معنیٰ کھینچ تان کر بھی ایسا نکلتا ہو جو حضور ﷺ کے مرتبے سے فروتر ہو۔ پھر فرمایا کہ حضور ﷺ کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرا لو، جیسا تو ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ پھر ارشاد ہوا کہ اپنی آوازیں اپنے آقا ﷺ کی آواز سے اونچی نہ کرو اور ان کے حضور چلا کر کوئی بات نہ کہو جیسا تم ایک دوسرے کے سامنے کرتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال

برباد نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔ یعنی بارگاہِ مصطفوی ﷺ میں اونچی آواز سے بولنا، چلّا کر بات کرنا، سرکار ﷺ کو اس طرح پکارنا جس طرح کوئی ایک آدمی دوسرے کو پکار سکتا ہے یا کوئی ایسا لفظ استعمال کرنا جس کے دور کے معنی بھی ایسی نکل سکتے ہوں جو مقامِ مصطفیٰ ﷺ سے کمتر ہوں، منع ہے۔ اللہ کو اپنے محبوب ﷺ کی توہین اشارتاً بھی گوارا نہیں۔

اور۔۔۔۔۔ محبت کا سب سے بڑا تقاضا یہی ہے کہ جہاں محبّ کو محسوس ہو کہ اس کے محبوب کی توہین کی گئی ہے یا اسے نقصان پہنچانے کی کوشش ہوئی ہے یا اسے تکلیف پہنچائی گئی ہے۔ وہاں اس کا غضب جوش میں آ جائے، وہ محبوب کے دشمنوں کے خلاف اٹھ کھڑا ہو۔ اس پہلو سے خالقِ حقیقی احمد ﷺ کے باہمی ربطِ محبت پر نظر دوڑائیں تو واضح ہوتا ہے کہ نہ ایسا محبّ کبھی ہوا ہے، نہ ایسا محبوب کسی نے دیکھا ہے، جب عاص بن وائل نے حضور ﷺ کے بارے میں (نعوذ باللہ) ''ابتر'' کا لفظ استعمال کیا تو اللہ تعالیٰ نے سورہ کوثر نازل فرما دی جس میں حضور ﷺ کو خیر کثیر عطا فرمانے کا ذکر کیا اور فرمایا کہ ''ابتر'' تو آپ ﷺ کا دشمن ہے۔ ابولہب نے حضور حبیبِ کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کی تو اللہ نے سورۃ لہب نازل فرما دی جس میں اس کے دونوں ہاتھ ٹوٹنے کا کوسنا دیا اور اس کی مکمل تباہی کا اعلان فرمایا۔ اس کے اور اس کی بیوی کے آگ میں دھنسنے کے انجام کا ذکر کیا اور امِ جمیل کے گلے میں کھجور کی چال کے رسے کی بات کی (اور وہ اسی طرح مری کہ سر پر گٹھا لا رہی تھی، راستے میں ستانے کیلئے بیٹھی، گٹھا پیچھے کو کھینچا اور رسی سے گلے میں پھانسی پڑ گئی۔)

خداوند کریم نے اس عورت کے رسے کی پھانسی سے مرنے کی پیش گوئی کی جو راحت دو جہاں ﷺ کی راہ میں کانٹے بچھایا کرتی تھی، اور وہ اسی طرح مری۔ اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ محبوب کی توہین کا ارتکاب کرنے کا جو انجام ہونا چاہئے، اس کا

اعلان کیا گیا اور وہ اسی طرح ہوا۔ اس طرح خدا تعالیٰ نے یہ بھی ظاہر فرما دیا کہ جو آدمی اس کے محبوب کو تکلیف دے' ان کا مضحکہ اڑانے کی کوشش کرے یا ان کی توہین کرے' اس کا انجام یہی ہونا چاہئے۔

سورہ لہب کی اس پیش گوئی کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ کی سچائی کو دنیا پر ثابت کر دیا جائے اور اللہ کی اپنے محبوب ﷺ سے انتہائی محبت بھی کائناتِ عالم پر واضح ہو جائے اور محبت کا یہ اصول بھی بیان ہو جائے کہ محبوب کے دشمنوں' اس کے نہ ماننے والوں اور اس کی اہانت کرنے والوں کے خلاف محبّ کا اقدام کیا ہونا چاہئے۔

اسی طرح جب ولید بن مغیرہ نے خالق کائنات کے محبوب ﷺ کی توہین کی' نعوذ باللہ انہیں مجنوں کہا تو اللہ تعالیٰ نے سورہ ن (القلم) نازل فرمائی جس میں پہلے تو قلم اور اس کے لکھنے کی قسم کھا کر فرمایا کہ آپ تو اپنے رب کے فضل سے مجنوں نہیں ہیں۔ پھر اس بد بخت کی دس برائیاں گنوائیں کہ وہ بڑا قسمیں کھانے والا ہے' ذلیل ہے' بہت طعنے دینے والا ہے' بہت ادھر کی ادھر لگانے والا ہے' بھلائی سے بڑا روکنے ولا ہے' حد سے بڑھنے والا' گنہگار ہے' درشت خو ہے اور اس پر طرہ یہ کہ حرام زادہ ہے' اس کی اصل میں خطا ہے' وہ اپنے باپ کا نہیں' بعد ذالك زنيم پھر فرمایا سنسمه على الخرطوم کہ اس کی سونڈ پر داغ دیں گے اور یہ پیش گوئی یوں پوری ہوئی کہ جنگ بدر میں ولید بن مغیرہ کی ناک کٹ گئی۔ پھر وہ جدھر سے جاتا تھا لوگ کہتے تھے کہ یہ وہ ہے جس کے متعلق اللہ نے کہا تھا کہ اس کی ناک داغی جائے گی اور وہ نشان سامنے ہے۔ چنانچہ وہ جو اس کی زنا کی اولاد ہونے کی خبر تھی' وہ بھی لازماً درست ہو گی۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے نہ صرف اس کے پانی اصل پر نہ ہونے کا اعلان کیا بلکہ لوگوں پر ثابت بھی کر دیا کہ وہ بے اصل ہے۔

اب صورت یہ ہے کہ حضور محبوبِ خالق و مطلوبِ خلائق ﷺ اپنے خالق کے بھی

محبوب ہیں اور مسلمانوں کیلئے بھی ان کی محبت اصلِ ایمان ہے اور'۔۔۔۔۔خالقِ حقیقی جل جلالہ اپنے محبوب پاک ﷺ کی تعریف بھی کرتا ہے' انہیں نام کے بجائے پیار کے القابات و خطابات سے پکارتا ہے' ان کی بات مانتا ہے اور لوگوں سے ان کا حکم منوانا چاہتا ہے' ان کی تکلیف کو برداشت نہیں کرتا' ان کی رضا چاہتا ہے' ان کے دوستوں اور نام لیواؤں کو اچھا سمجھتا ہے' دوسروں کو یقین دلاتا ہے کہ اس کے محبوبِ پاک ﷺ سب سے اچھے ہیں' وہ برداشت نہیں کرتا کہ کوئی حضور ﷺ کی توہین کرے اور اگر کسی نے اس حرکت کا ارتکاب کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے خلاف کہا بھی اور کیا بھی۔

اللہ تعالیٰ کی اس سنت پر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے پوری طرح عمل کیا اور محبت کے سب تقاضوں کو نبھایا۔ اگر ہم مومن ہیں اور وہ ہم اس وقت تک نہیں ہو سکتے جب تک دنیا کی ہر چیز سے زیادہ آقا و مولا ﷺ سے محبت نہ کرتے ہوں۔ تو ہمارے لئے اس کے سوا چارہ نہیں کہ ہم محبت کے سب تقاضے نبھائیں اور اگر ہم شعر کہنے کی صلاحیت سے نوازے گئے ہیں تو ضروری ہے کہ ان تمام تقاضوں کو نعت کے مضامین موضوعات کی صورت میں استعمال کریں۔

☆ نظم ونثر میں مدح محبوب ﷺ

ہر وہ زبان میں علامہ شبلی نعمانی کی مشہور و معروف نثر ''ظہور قدسی'' اور علامہ سید سلیمان ندوی کے خطبات مدراس' یہ سب نثر کی نعت کے بہترین نمونے ہیں لیکن دنیائے شعر و شاعری میں نعت ایک خاص صنف شاعری کا نام ہے جس میں شاعر حضور انور ﷺ کے حضور میں اپنی عقیدت پیش کرتا ہے۔ نعت یعنی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں عقیدت کے پھول نظم و نثر دونوں میں پیش کیئے گئے ہیں۔ خود عہد نبوت میں بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان کے خطبات میں یہ چیز دکھائی دیتی ہے۔ مثلاً حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کا دربار نجاش میں خطبہ نثر میں نعت کا ایک نمونہ ہے۔

افسر صدیقی امروہوی بھی نثر اور نظم کے مضامین مدح پر نعت کا اطلاق کرتے ہوئے نظم کا بالخصوص ذکر کرتے ہیں۔ ہر اس کام کو جس میں پیغمبر اسلام ﷺ کی صفت و ثناء بیان کی جائے نعت کہتے ہیں۔ اس میں نظم کی قید نہیں اگر نثر بھی اس معیار پر پوری اترے تو نعت ہی کہنا چاہئے لیکن آج کل صرف نظم ہی کو نعت کہا جاتا ہے۔

ڈاکٹر فرمان فتح پوری کہتے ہیں۔ ''آنحضرت ﷺ کی مدح چونکہ نثر میں بھی ہوسکتی ہے اور نظم میں بھی اس لئے اصولاً آنحضرت ﷺ کی مدح سے متعلق نثر اور نظم کے ہر ٹکڑے کو نعت کہا جائے گا لیکن اردو فارسی میں جب ''نعت'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے تو اس سے عام طور پر آنحضرت ﷺ کی منظوم مدح مراد لی جاتی ہے۔''

اس لئے پروفیسر سید یونس شاہ نے بھی لکھا کہ ''نعت کی ابتدا خود ربِ دو جہاں سے ہوئی۔ اس کے بعد فرشتوں نے نعت پڑھی۔ چنانچہ کلام ربانی کا اتباع کرتے ہوئے تمام دنیا کے انصاف پسند لوگوں نے نظم ونثر میں اس روایت کو آگے بڑھایا ہے۔ ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق نے بھی اسی نقطہ نظر سے قرآن مجید کو نعت کے مضامین سے متعلق کتاب قرار دیا۔ قرآن مجید جس طرح اللہ کی کتاب ہے اسی طرح وہ اسلامی ادب کی بھی پہلی کتاب ہے۔ اس میں رسول مقبول ﷺ کی نعت کے مضامین ملتے ہیں حقیقت تو یہ ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خلق محمد ﷺ کی تعریف میں خلقہ القرآن کہہ کر ساری کتابِ آسمانی کو نعت کے موضوع سے متعلق کر دیا۔'' (مزید تفصیل ہماری کتاب ''قرآن نعت محبوب (ﷺ) ہے میں ملاحظہ فرمائیں)۔

شان اولیاء

الحمد لله رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلوة والسلام علے
سید المرسلین خاتم النبیین عالم الاولین والاخرین مالک
السموات
والارض الذی کان نبیا وادم بین الماء والطین وعلی اله واصحابه
وازواجه وبنته واولیاء امته اجمعین
الی یوم الدین
اما بعد
فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم
بسم الله الرحمن الرحیم
الا ان اولیاء الله لاخوف علیهم ولا هم یحزنون

محبت وعقیدت سے درود وسلام

الصلوٰة والسلام علیک یاسیدی یا رسول الله
وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب الله

محترم سامعین کرام! اسلامی سال کا آٹھواں مہینہ شعبان المعظم ہے اس میں

☆ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ۔
☆ حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ۔
☆ حضرت خواجہ امکنگی رحمتہ اللہ علیہ۔
☆ حضرت خواجہ ناصر دہلوی رحمتہ اللہ علیہ۔
☆ حضرت شاہ محمد عبدالوالی رحمتہ اللہ علیہ۔
☆ حضرت محدث اعظم پاکستان رحمتہ اللہ علیہ۔

☆ علامہ عبدالغفور ہزاروی رحمتہ اللہ علیہ۔

☆ حضرت علامہ ابوالحسنات قادری رحمتہ اللہ علیہ۔

☆ مولانا غلام دین لاہوری رحمتہ اللہ علیہ۔

☆ حضرت خواجہ قطب جمال پانسوی رحمتہ اللہ علیہ۔

☆ حضرت حاجی غائب شاہ رحمتہ اللہ علیہ اور دیگر اولیاء کرام کے اعراس مبارکہ بڑی دھوم دھام اور عقیدت و احترام سے منعقد ہوتے ہیں۔ اس لئے مناسب سمجھتا ہوں کہ عظمت اولیاء کرام کے موضوع پر ہی خطبہ دیا جائے۔

محترم ومعزز سامعین کرام! اولیا کاملین علیہم الرحمتہ کی شان وعظمت کا تذکرہ صرف اہل سنت و جماعت ہی نہیں کرتے۔ قرآن پاک کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگی کہ اللہ تعالیٰ خالق ہوکر اپنے اولیاء کی شان اور عظمت بیان فرما رہا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون الذین امنو وکانو یتقون لھم البشرے فی الحیوۃ الدنیا و فی الاخرۃ ''سن لو بے شک اللہ تعالیٰ کے دوستوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں'' (پ ۱۱ ع ۱۲)۔

اسی طرح ایک دوسری مقام پر ارشاد فرمایا۔ لا یستوی اصحب النار واصحاب الجنۃ اصحب الجنۃ ھم الفائزون ''دوزخ والے اور جنت والے برابر نہیں' جنت والے ہی مراد کو پہنچے'' (پ ۲۸ ع ۶)۔ اسی طرح قرآن پاک میں کئی مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اولیاء اللہ کی عظمت و رفعت کا بیان فرمایا ہے جس سے اظہر من الشمس ہے کہ اولیاء کاملین کی شان بیان کرنا سنت خداوندی ہے۔ احادیث مبارکہ کا مطالعہ کیا جائے تو راحت دو جہاں ﷺ نے بھی اولیاء اللہ کی عظمت و رفعت بیان فرمائی

ہے۔ مشکواۃ شریف ص ۵۸۳' اشعۃ اللمعات فارسی' مرقات شریف' مظاہر حق میں ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ میں نے محبوب کبریا ﷺ کو فرماتے سنا ہے۔ الابدال یکونون بالشام وهم اربعون رجلا کلما مات رجل ابدال الله مکانه رجلا یسقیٰ بهم الغیث وینصر بهم علی الاعداء ویصرف عن اهل الشام بهم العذاب "ابدال شام میں ہوں گے' وہ چالیس مرد ہین۔ جب ان میں ایک انتقال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرے شخص کو مقرر کردیتا ہے ان کی برکت سے بارشیں برستی ہیں۔ ان کے ذریعہ دشمنوں پر فتح حاصل ہوتی ہے ان کی برکت سے شام والوں سے عذاب دفع ہوتا ہے۔"

دیوبندی اور غیر مقلدین' جماعت اسلامی اور تبلیغی جماعت کے متفقہ مجدد مولوی اسماعیل دہلوی نے بھی اپنی کتاب منصب امامت فارسی ص ۳۵ پر یہ حدیث ان الفاظ میں درج کی ہے۔ فی الشام ان فیها ابدالا بهم یمطر اهل الارض وبهم یرزقون وبهم ینصرون من اعدائهم "ملک شام میں ابدال ہیں۔ ان کی وجہ سے زمین والوں پر بارش ہوتی ہے اور ان کی وجہ سے زمین والوں کو رزق دیا جاتا ہے اور ان کی وجہ سے ان کی دشمنوں پر نصرف حاصل کی جاتی ہے۔"

محترم سامعین کرام! آپ نے سنا کہ محبوب دوجہاں ﷺ نے بھی اپنی امت کے اولیاء اللہ کی شان اور برکات بیان فرمائیں ہیں۔ ابدالوں کی وجہ سے زمین والوں پر بارشیں' دشمنوں پر فتح ونصرت اور دنیا والوں کو رزق دیا جاتا ہے۔ جب اولیاء اللہ کا یہ مقام ہے تو انبیاء کرام' مرسلین عظام اور سید المرسلین محبوب دوجہاں ﷺ کی شان اور برکات تو ان سے کہیں ارفع واعلیٰ ہیں۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت' امام اہل سنت' مجدد دین وملت مولنا الشاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمتہ نے کیا خوب فرمایا۔

خلق سے اولیاء اولیاء سے رسل

اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

تفسیر ابن جریر جلد ۱۱ اور مشکوۃ شریف ص ۴۱۹ پر اور تبلیغی جماعت کے مولوی ذکریا صاحب سہارن پوری کی کتاب فضائل ذکر ص ۳۹ میں بھی ہے۔

☆ ولی کی شان

رحمت دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا الا انبئکم بخیارکم کیا میں تم کو نیک بندوں کی علامات کی خبر نہ دوں؟ تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا۔ بلی یارسول اللہ کیوں نہیں یا رسول اللہ! خبر دیجئے تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ خیارکم الذین اذا روا ذکر اللہ تم سے بہترین وہ لوگ ہیں جن کو دیکھنے سے خدا یاد آجائے۔ ایک اور حدیث شریف میں ہے۔ مشکوۃ شریف ص ۵۷۹ جامع ترمذی جلد ۲ محدث بیہقی نے دلائل النبوۃ میں درج فرمائی ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ راحت جاں ﷺ نے فرمایا کم من اشعث اغبر ذی طمرین لا یوبہ لہ بہت سے پریشان حال غبار میں اٹے ہوئے، پرانے کپڑے والے جن کی پروانہ کی جائے۔ لو اقسم علی اللہ لابرہ اگر اللہ تعالیٰ پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پوری کردے۔ مولنا روم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی لئے فرمایا ہے۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

محترم سامعین کرام! اسی طرح کتب احادیث و تفاسیر میں اولیاء اللہ کی عظمت و رفعت کی احادیث مبارکہ کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ بہر حال اپنے دعوے کی دلیل کے لئے دو آیات اور دو احادیث میں نے پیش کی ہیں۔ جس سے واضح ہے کہ اولیاء اللہ کی عظمت و رفعت کا بیان کرنا اللہ کریم کی اور محبوب کریم ﷺ کی سنت ہے۔ لیکن نامعلوم بعض حضرات شان ولائت بیان کرتے کیوں کتراتے ہیں۔ دراصل ان کے نزدیک

اولیاء کرام کی عظمت بیان کرنے سے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور شان میں فرق آجاتا ہے۔ حالانکہ یہ ان کا ناقص خیال ہے اگر عظمت اولیاء سے عظمت خداوندی میں فرق آتا تو اللہ تعالیٰ کبھی بیان نہ فرمایا بلکہ عظمت اولیاء سے اللہ تعالیٰ کی عظمت و رفعت مزید عیاں ہوتی ہے۔ وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ولیوں اور مقبولوں کو یہ عظمت عطا فرمائی ہے۔ یہ قوت اور طاقت عطا فرمائی تو خود اللہ تعالیٰ کی عظمت و رفعت اور اس کی طاقت اور قوت کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ انبیاء اور اولیاء کو اللہ تعالیٰ نے ہی قوت اور طاقت اور مقام عطا فرمایا ہے' میاں صاحب عارف کھڑی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی واضح الفاظ میں اپنے شعر میں اس عقیدہ کا اظہار اس طرح فرمایا ہے۔

قلم ربانی ہتھ ولی دے لکھے جو من بھاوے
رب ولی نوں طاقت بخشی لکھے لیکھ مٹ دے

مولنا روم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی مثنوی شریف میں فرمایا ہے۔

اولیاء راہست قدرت از الہ
تیر جستہ باز گردانند ز راہ

☆ ایک الزام کا جواب

بعض حضرات یہ الزام لگاتے ہیں کہ اہل سنت و جماعت اولیاء اللہ کو خدا سمجھتے ہیں حالانکہ سراسر کذب اور جھوٹ ہے۔ اہل علم حضرات اچھی طرح جانتے ہیں کہ اولیاء اللہ کا معنیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دوست' یہ مضاف اور مضاف الیہ ہے۔ کا۔ کے۔ کی' اضافت کی علامت ہے۔ اہل علم کو معلوم ہے کہ مضاف اور مضاف الیہ میں تغایر ہوتا ہے۔ یہ دونوں ایک نہیں ہوتے۔ اولیاء کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے تو واضح ہوا کہ اولیاء اور اللہ ایک نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات الگ ہے اور اولیاء کی ذات الگ۔

☆ مثال

اس حقیقت کو ایک مثال سے سمجھاتا ہوں تاکہ مزید آسانی ہو جائے۔ مثلاً مسجد کا لاؤڈ سپیکر میں مسجد مضاف الیہ ہے اور لاؤڈ سپیکر مضاف ہے۔ کیا مسجد اور لاؤڈ سپیکر دونوں ایک ہیں بالکل نہیں۔ مسجد اور ہے لاؤڈ سپیکر اور ہے۔ اسی طرح اولیاء اللہ میں اولیاء مضاف اور اللہ مضاف الیہ ہے جس سے عیاں ہے کہ اولیاء خدا نہیں بلکہ خدا کے مقبول اور پیارے ہیں۔

لہذا جو یہ کہتے ہیں کہ اہل سنت و جماعت اولیاء کو خدا سمجھتے ہیں۔ صریحا الزام ہے مگر اولیاء اللہ کی شان سننے اور سنانے سے کسی کو چڑ ہے تو اس کا علاج کسی کے پاس نہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اولیاء اللہ کے تصرفات اور کمالات بیان فرمائے ہیں۔

☆ حضرت سلیمان علیہ السلام کے امت کے ولی آصف بن برخیا کا تصرف اور قوت کا ذکر ہے علامہ نیشاپوری نے اپنی تفسیر کے صفحہ ۶ جلد نمبر ۱۵ پر لکھا ہے کہ وہ تخت ملک یمن میں تھا اور حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے درباری ملک شام میں تھے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا۔ یاایھا الملوا ایکم یاتینی بعرشھا قبل ان یاتونی مسلمین ”اے درباریوں تم میں کون ہے کہ وہ اس (ملکہ بلقیس) کا تخت میرے پاس لائے قبل اس کے کہ وہ میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہو“۔

☆ تخت کیسا تھا

غیر مقلدین حضرات کے مولوی نواب صدیق حسن بھوپالی اپنی تفسیر ترجمان القرآن ص ۱۴۳ پر لکھتے ہیں کہ اس تخت پر ملکہ بلقیس اجلاس کیا کرتی تھی۔ وہ سونے اور قسم قسم کے موتیوں سے جڑا ہوا تھا۔ اس کے دونوں کناروں پر یاقوت اور زمرد مغزی

کی طرح لگا ہوا تھا۔ منقش تھا وہ تخت اسی گز لمبا اور چالیس گز چوڑا تھا۔ چھ سو عورت اس کی خدمت کے واسطے مقرر تھی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے درباریوں میں سے عفریت جن نے عرض کی۔ قال عفریت من الجن انا اتیک به قبل ان تقوم من مقامک ''ایک عفریت جن بولا کہ وہ تخت حضور میں حاضر کروں گا قبل اس کے حضور اجلاس برخاست کریں۔'' مفسرین کرام نے من مقامک سے مراد مطلقا بیٹھنا بھی لیا ہے۔ سید المفسرین سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ سیدنا سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اس سے بھی جلدی تخت چاہتا ہوں۔

☆ عارفانہ نکتہ

حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں ملکہ بلقیس اتنے مختصر وقت میں پہنچ بھی نہیں سکتی تھی مگر سلیمان علیہ السلام نے یہ نہ فرمایا۔ اچھا لے آؤ۔ فرمایا اس سے بھی جلدی تخت چاہیئے اس سے عیاں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جانتے تھے کہ میرے درباریوں میں اس سے جلدی تخت لانے والے موجود ہیں۔ چنانچہ قران کریم میں ہے۔ قال الذین عنده علم من الکتب انا اتیک به قبل ان یرتد الیک طرفک ''اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے حضور میں حاضر کروں گا آنکھ کی ایک پل مارنے سے پہلے۔'' مفسرین نے اس شخص کا نام آصف بن برخیا بیان فرمایا ہے اور یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا کاتب بھی تھا۔

سامعین کرام! خود اندازہ فرمائیں کہ پہلے جس نے کہا تھا عفریت جن تھا مگر یہ انسانوں میں سے نہ تھا' بشروں میں سے نہ تھا۔ ہوسکتا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے جن سے اس لئے تخت نہ منگوایا ہو کہ بعد میں آنے والے لوگ یہ نہ کہیں کہ جن میں

طاقت ہوسکتی ہے جن تخت لاسکتا ہے مگر ولی اللہ (انسان) نہیں لاسکتا۔لوگوں پر ولی اللہ کی قوت اور تصرف واضح کرنے کیلئے آصف سے تخت منگوایا ہو۔قران پاک میں ہے فلما راٰہ مستقرا عندہٗ۔ پھر جب سلیمان علیہ السلام نے تخت کو اپنے پاس رکھا دیکھا تو فرمایا ھذا من فضل ربی یہ میرے رب کے فضل میں سے ہے۔

محترم سامعین کرام! حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے امت کے ولی اللہ کے تصرف، کمال، قوت اور طاقت کو دیکھ کر جو الفاظ اپنی زبان مبارک سے فرماتے وہ ہیں۔ھذا من فضل ربی معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کی قوت وتصرف اور طاقت دیکھ کر اللہ کا شکرادا کرنا، اس کو اللہ تعالیٰ کا فضل قرار دینا انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے مگر جو اس کو شرک قرار دیتے ہیں۔ان کو اپنے نظریہ اور عقیدہ باطلہ سے توبہ کرنی چاہئے اور وہ عقیدہ اختیار کرنا چاہئے جو انبیاء کرام علیہم السلام کا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو جو دعا تعلیم فرمائی ہے۔اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم ''ہمیں سیدھے راستے پر چلا، راستہ ان کا جن پر تو نے انعام کیا۔'' انبیاء کرام علیہم السلام انعام والے ہیں جیسا کہ قرآن پاک میں ہے ومن یطع اللہ والرسول فأولئك مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھدآء والصلحین وحسن اولئك رفیقا ''اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔'' الحمد للہ رب العالمین۔ اہل سنت و جماعت کے عقائد اور نظریات انبیاء، صدیقین، شہدا اور صالحین کے عقائد کے مطابق ہیں۔

بے عذاب و عتاب و حساب و کتاب
تا ابد اہل سنت پہ لاکھوں سلام

☆ مخلوق سے مدد مانگنا عاشقانہ نکتہ

سامعین کرام! انہیں آیات طیبات پر مزید غور فرمائیں تو ایک اور حقیقت آشکارا ہو گی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جیسے جلیل المرتبت پیغمبر ہوا جن کے تابع تھی وہ اپنے درباریوں سے فرمارہے ہیں۔ یایھا الملؤا ایکم یاتینی بعرشھا ''اے درباریو تم میں سے کون ہے کہ وہ اس کا تخت میرے پاس لائے۔'' اگر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی سے مدد مانگنا شرک ہوتا جیسا کہ بعض ناعاقبت اندیش لوگ کہتے پھرتے ہیں تو حضرت سلیمان علیہ السلام کبھی بھی اپنے درباریوں سے تخت لانے کا نہ فرماتے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت لانے کا فرمانا دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے مدد مانگنا جائز ہے۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت مجدد دین وملت مولنا شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے۔

حاکم حکیم دادو دوا دیں یہ کچھ نہ دیں
مردود یہ مراد کس آئیت خبر کی ہے

محترم سامعین کرام! یہ سارا بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قران مجید میں اپنے اولیاء کے تصرف اور قوت کا ذکر فرمایا ہے۔ اگر اولیاء کی طاقت اور تصرف کا ذکر کرنا اور اس کو تسلیم کرنا شرک ہوتا تو اللہ تعالیٰ کبھی بھی قرآن کریم میں بیان نہ فرماتا۔

☆ مولوی اشرف علی تھانوی کا فتویٰ

دیوبندی حضرات کے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنی کتاب النخب صفحہ ۷۱ میں لکھا ہے کہ اور جاننا چاہئے کہ بعض اولیاء اللہ سے بعد انتقال کے بھی تصرفات وخوارق سرزد ہوتے ہیں اور یہ امر معنی حد تواتر تک پہنچ گیا ہے۔

☆ مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی

جمیعت اہلحدیث کے مرکزی ناظم اعلیٰ حافظ ساجد میر کے دادا جان مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی اپنی کتاب سراجا منیرا کے صفحہ ۴۲-۴۳ پر لکھتے ہیں کہ از خواجہ محمد یحییٰ پسر خواجہ عبیداللہ احرار (قدس اللہ تعالیٰ اسرارھما) کہ ارباب تصرف بر نوع اند بعضے ماذون و مختار کہ باذن حق سبحانہ وتعالیٰ و باکتیار خود ہرگاہ کہ خواہند تصرف کنذ وادرا بمقام فنا و بیخودی رسانند۔

اور حضرت محمد یحییٰ بن حضرت خواجہ عبیداللہ احرار (قدس اللہ تعالیٰ اسرارھما) سے منقول ہے کہ اصحاب تصرف کئی قسم پر ہیں۔ بعضے ماذون ومختار ہیں کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کے اذن سے اور اپنے اختیار سے جب چاہتے ہیں تصرف کرتے ہیں اور اس (طالب) کو مقام فنا و بیخودی پر پہنچا دیتے ہیں۔

تھانوی صاحب اور امیر صاحب کی اس عبارت کو بار بار پڑھیے اور فیصلہ کیجئے کہ جو لوگ اولیاء کاملین کے تصرفات کے قائل حضرات پر کفر وشرک کے فتووں کی بوچھاڑ کرتے ہیں۔ ان کے اس فتوے کی روسے ان کے اپنے اکابر بھی محفوظ نہیں رہتے۔

اب حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد پیش کرتا ہوں جو کہ آپ نے اپنی کتاب کشف المحجوب شریف کے صفحہ ۴۰۹-۴۱۰ پر تحریر فرمایا ہے۔ سنیئے اور اپنے مسلک کی حقانیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجئے۔ فرماتے ہیں۔

اہل طریقت میں مشہور ہے کہ اوتاد ہر شب میں تمام جہان کی سیر کرتے ہیں اور اس سیر میں جو جگہ ان کی سیر سے رہ جاتی ہے وہاں لازمی طور پر خلل واقع ہوتا ہے تو وہ اسی وقت قطب مدار کو حکم کرتے ہیں تاکہ وہ اپنے توجہ اور ہمت اس طرف مبذول کرے اور وہ خلل ونقصان ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ زائل فرمادے۔

حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمتہ کے ارشاد سے واضح ہے کہ اولیاء اللہ جہاں

چاہیں تشریف لے جاتے ہیں، تمام جہاں کی سیر کرتے ہیں۔ آپ سبھی حضرات جانتے ہیں کہ داتا گنج بخش علیہ الرحمتہ کوئی آج کی شخصیت نہیں۔ آپ کی ولادت پانچویں صدی ہجری میں ہوئی۔ دیوبندی اور غیر مقلد وہابی اکابر بھی داتا گنج بخش علی ہجویری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو اولیاء کبار میں شمار کرتے ہیں۔ بلکہ قاری محمد طیب دیوبندی نے اپنی کتاب عالم برزخ میں لکھا ہے کہ مولوی اشرف علی تھانوی اپنی عمر کے آخری دنوں میں داتا صاحب کے مزار پر حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا کہ داتا صاحب تو بڑے آدمی معلوم ہوتے ہیں۔ میں نے ان کے مزار پر ہزار ہا ملائکہ کو ہاتھ باندھے کھڑا دیکھا ہے۔

جان من! جب داتا صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ شان ہے۔ تو وہ فرماتے ہیں کہ اوتاد ہر شب میں تمام جہان کی سیر کرتے ہیں اور دنیا پر امن ان کی توجہ اور نگاہ کرم سے ہوتا ہے۔ معلوم ہوا اس عقیدہ کو شرک قرار دینا سب سے بری گمراہی اور بے دینی ہے۔

آیئے اب حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمتہ کا ہی تحریر کردہ ایک واقعہ آپ کو سنتا ہوں۔ سنیئے اور اپنے عقیدہ میں مزید پختگی پیدا کیجئے۔ کشف المحجوب شریف صفحہ ۴۱۰۔۴۱۱ میں حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر وراق ترمذی علیہ الرحمتہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت محمد بن علی رحمتہ اللہ علیہ نے مجھے فرمایا کہ اے ابوبکر! وراق ہم تجھے آج ایک جگہ لے جائیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور کا جہاں حکم ہو۔ میں وہاں چلا جاؤں گا۔ چنانچہ حضرت محمد بن علی علیہ الرحمتہ کے ساتھ چلا اور تھوڑی دیر ہی چلا تھا کہ ایک جنگل نظر آیا۔ جو دشوار گزار تھا اور اس کے اندر ایک زریں تخت بچھا ہوا دیکھا اور ایک سبز درخت کے نیچے ایک چشمہ جاری نظر آیا اور ایک بزرگ دیکھے جو اس تخت پر نہایت شاندار لباس میں تشریف فرما تھے۔

حضرت محمد بن علی علیہ الرحمتہ ان کے نزدیک پہنچے تو وہ بزرگ اٹھے اور آپ کو اس تخت پر بٹھالیا۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ ہر طرف سے لوگ آنے شروع ہو گئے۔ حتی کہ چالیس آدمی اس جگہ جمع ہو گئے۔ پھر انہوں نے جو تخت زریں پر جلوہ افروز تھے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ یکا یک کچھ کھانے کی چیز آ گئی۔ ہم سب نے اسے کھایا۔ پھر حضرت محمد بن علی ترمذی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان سے کوئی سوال کیا۔ انہوں نے بہت تفصیل سے اس کا جواب دیا۔ مگر میں ان کی گفتگو کو بالکل نہ سمجھ سکا۔ اس کے بعد سب نے اجازت لی اور رخصت ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد جب ہم ترمذ سے واپس آئے تو میں نے حضرت محمد بن علی علیہ الرحمتہ سے دریافت کیا کہ حضور! وہ کونسا مقام تھا اور وہ تخت پر جو تشریف فرما تھے کون تھے؟ فرمایا! وہ مقام تیہ بنی اسرائیل تھا اور وہ بزرگ قطب مدار تھے میں نے عرض کی حضور اتنی سی مدت میں ترمذ سے بنی اسرائیل کے جنگل میں ہم کیونکر پہنچ گئے۔ فرمایا! ابوبکر تجھے پہنچنے سے کام تھا پوچھنے سے غرض نہیں ہونی چاہئے۔

محترم سامعین کرام! دیکھا اللہ تعالیٰ نے اپنے ولیوں کو یہ طاقت عطا فرمائی ہے کہ وہ آن کی ان میں کہاں سے کہاں تک تشریف لے جاتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنی اولیاء کرام کو یہ طاقت عطا فرمائی ہے تو انبیاء کرام اور مرسلین عظام علیہم السلام کی قوت اور طاقت کا انکار سراسر حماقت اور گمراہی ہے۔ پھر سید الانبیاء شہنشاہ ہر دوسرا شافع روز جزا حبیب خدا حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی عظمت کا انکار تو بے دینی ہے۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت مجدد دین وملت مولنا الشاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

نبی سرور ہر رسول و ولی ہے
نبی راز دارِ مع اللہ لی ہے
نہ کیونکر کہوں یا حبیبی اغثنی

اسی نام سے ہر مصیبت ٹلی ہے
خدا نے کیا تجھ کو آگاہ سب سے
دو عالم میں جو کچھ خفی و جلی ہے

☆ بعض لوگوں کی ناسمجھی

نیز بعض حضرات بھنگی چرسی اور غیر شرع حرکات کے مرتکب حضرات کی مثالیں دے کر عظمت ولائیت کا انکار کرتے ہیں جو کہ ان کی زیادتی ہے وگرنہ ناسمجھی تو ضرور ہے۔ اہل سنت و جماعت کے نزدیک ولی اللہ شریعت مطہرہ کا پابند ہوتا ہے۔ بے نماز اور غیر شرع حرکات کا مرتکب ولی اللہ نہیں ہوتا۔

☆ قبلہ کی طرف منہ کر کے کلی کرنے والا

داتا گنج بخش علیہ الرحمتہ نے اپنی تصنیف لطیف کشف المحجوب شریف صفحہ ۳۹۶ پر تحریر فرمایا ہے کہ حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا ولی کون ہوتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا! الولیھو الصابر تحت الامر والنھی ولی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے امر ونہی پر صبر کرے۔ اس لئے کہ جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی جتنی دوستی ہوگی۔ اس کے حکم کی عظمت بھی اتنی ہی زیادہ اور اس کی نہی اور مخالفت سے اس کا جسم اتنا ہی دور ہو گا۔

داتا صاحب علیہ الرحمتہ ہی نے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ سے ایک حکایت ہے۔ فرماتے ہیں مجھے بتایا گیا کہ فلاں شہر میں اللہ کے ولیوں میں سے ایک ولی ہے میں اٹھا اور ان کی زیارت کا قصد کر کے چلا۔ جب اس کی مسجد میں پہنچا وہ گھر سے باہر تشریف لائے اور مسجد میں آ کر قبلہ کی طرف رخ کر کے مسجد میں کلی کر دی۔ میں اسی وقت وہاں سے پلٹ آیا اور میں نے کہا کہ ولی کو چاہئے کہ احکام شریعت کا پابند ہوتا کہ اس پر حق تعالیٰ نظر رحمت فرمائے۔ اگر یہ شخص ولی ہوتا تو مسجد میں قبلہ رو

ہو کر کلی نہ کرتا۔

حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اسی شب میں نے حضور پرنور سید یوم النشور ﷺ کے جمال جہاں آرا سے مشرف ہوا تو دیکھا حضور پرنور ﷺ فرما رہے ہیں۔ یا یزید تم نے وہ کیا کام کیا۔ جس کی برکت سے تم اس درجہ پر پہنچے تو دوسرے روز میں اس درجہ پر پہنچ گیا جو تم دیکھ رہے ہو۔ یعنی ولائیت کے اعلیٰ درجات پر فائز ہو جانا۔ محترم سامعین کرام! دیکھا شریعت مطہرہ اور اس کی عظمت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نظر رحمت فرماتا ہے اور ولائیت کے اعلیٰ درجات پر فائز فرما دیتا ہے۔ مولنا روم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

کار شیطاں میکند نامش ولی
گر ولی ایں است لعنت بر ولی

☆ مسجد میں داخل ہونے کے آداب

حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمتہ ہی کشف المحجوب شریف صفحہ ۳۹۷ میں فرماتے ہیں کہ ایک شخص شیخ ابوسعید رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مسجد میں بایاں قدم رکھ کر داخل ہوا۔ آپ نے فرمایا واپس جاؤ اور مسجد میں دایاں قدم رکھ کر داخل ہو۔ اس لئے کہ جو دوست کے گھر میں آنے کے قاعدہ کو نہیں جانتا وہ ہمارے کام کا آدمی نہیں۔

عالی مرتبت سامعین کرام! اولیاء اللہ ہر اس چیز کو پسند فرماتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے محبوب ﷺ کو پسند ہو اور اس چیز سے نفرت کرتے ہیں جو اللہ اور اس کے کریم محبوب ﷺ کو ناپسند ہو۔ اللہ کریم ہم سب کی حاضری کو قبول فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین طٰہٰ یٰسین ﷺ

کرامت کسے کہتے ہیں

نحمده ونصلی و نسلم علی رسول الکریم

اما بعد

فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم

بسم الله الرحمن الرحیم

الا ان اولیاء الله لاخوف عليهم ولا هم يحزنون

محبت وعقیدت سے درود وسلام

الصلوٰة والسلام علیک یاسیدی یا رسول الله

وعلى الک واصحابک یا سیدی یا حبیب الله

محترم سامعین کرام! ہم گذشتہ جمعہ المبارک پر شان اولیاء سمجھ رہے تھے آج انشاء اللہ العزیز کرامت کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔ کرامت کیا ہے اور کسے کہتے ہیں؟ لفظ کرامت عربی زبان میں کرنا' کرمتا اور کرامتا تین طرح مستعمل ہے۔ لغوی اعتبار سے وسیع معنی اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے اس کے معنی عزت پانا اور ایسے بادل کے ہیں جو جم کر برسے۔ یہ لفظ باب تفعیل میں جا کر تحفظ اور برائیوں سے بچنے کے معنی بھی دیتا ہے یعنی کسی ایسے بوجھ کو اٹھالینا جس سے قوم کے خون اور اس کی جان کی حفاظت ہوتی ہو اور بغیر ذاتی غرض و منفعت کے بقدر ضرورت فائدہ پہنچانا کہ اس کی کسی طرح سب کی یا ذلت نہ ہو اور جو نفع پہنچایا جائے وہ بلند اور اشرف ہو۔ اسلامی اصطلاح میں اس لفظ کا اطلاق ایسے فعل کے صدور پر ہوتا ہے جس پر عقل کو دخل نہ ہو۔ عقل جس مقام پر دنگ رہ جائے اور عقل کی جولانیاں جس جگہ کام نہ دے سکیں وہاں کرامت کا وجود ملتا ہے مگر عجب طرفہ تماشا ہے کہ اس کے اصطلاحی ولغوی معنی میں اہم آہنگی ہے۔

الف۔ اللہ تعالیٰ جس صاحب معرفت کو کرامت عطا کرتا ہے اسے عزت بخشتا ہے۔

ب۔ جب کسی درویش سے کرامت سرزد ہو تو اس کے ذریعہ مصیبت زدہ انسانوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت جم کر برسا کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو مصیبتوں اور تکلیفوں سے نجات دیتا ہے۔

ت۔ اور پھر کرامت کے ذریعہ گمراہی سے چھٹکارا ملتا ہے اور یہ گناہوں سے بچنے کا سبب ہے۔

انگریزی زبان میں معجزہ اور کرامت کے لئے میریکل (Miracle) کا لفظ استعمال ہوتا ہے یہ لفظ فرانسیسی زبان کے ذریعے لاطینی (Miraculum) سے ماخوذ ہے جس کے معنی کسی شے کے بارے میں اظہار تعجب' حیرت انگیز شے اور فطرت کی حسب معمول رفتار سے انحراف یا انسان کی توانائی اور فطرت کے دائرے سے خارج شے' مگر اس کی نفیس ترین تعریف یہ بھی کی گئی کہ میریکل میں علامت یا واقعہ سے عبارت ہے جو خدا کی قدرت کی نشاندہی کرتا ہے۔ عربی زبان میں اس کی تعریف حسب ذیل ہے۔

''ہماری اصطلاح کے مطابق معجزہ وہ شے ہے جس کے ذریعے اس فرد کی تصدیق ہوتی ہے جو رسول خدا ہونے کا دعویدار ہے۔ انگریزی کے لفظ میریکل' کرامت معجزہ اور استدراج کیلئے استعمال ہوتا ہے لیکن اس میں فرق نہیں کرتا مگر اسلامی نقطہ نظر اس ضمن میں مختلف ہے۔

خارق عادات کی تعداد سات قرار دی گئی جن کے اسماء یہ ہیں۔ معجزہ' ارہاص' کرامت' معونت' استدراج' اہانت' سحر۔

☆ اگر کسی نبی برحق سے دعویٰ نبوت کے بعد خرق عادت صادر ہو تو ''معجزہ'' ہے۔

☆ اگر قبل ادعاء نبوت کوئی خرق عادت امر ظاہر ہو جائے تو ارہاص ہے۔

☆ اگر کسی متبع نبوت ولی اللہ سے کسی امر کا ظہور ہو جائے تو کرامت ہے۔
☆ اگر عامۃ مسلمین میں سے کسی صالح اور نیک سرشت فرد سے کوئی ایسا امر ظہور پذیر ہو جائے تو وہ معونت ہے۔
☆ اور اگر کسی غیر مسلم فرد سے ریاضت سے کوئی خرق عادت امر سرزد ہو جائے تو اس کو ''استدراج'' کہتے ہیں۔
☆ اگر کسی شریر النفس کذاب سے بھی ایسا امر کسی اندرونی تدبیر و تصرف سے ظہور میں آجائے تو وہ ''اہانت'' ہے۔
☆ اگر شریر الطبع اور خبیث طینت انسان اعمال مخصوصہ سیکھ کر اور ان کو عمل میں لا کر جو شعبدہ اور خلاف عادت کرتب دکھلائے اس کو سحر اور جادو کہا جاتا ہے۔

☆ معجزہ، کرامت اور سحر میں فرق

سحر کی بعض صورتیں کرامت و معجزے سے ملتی جلتی ہیں۔ جن کی وجہ سے ان کے مابین امتیاز مشکل ہو جاتا ہے لیکن حسب ذیل امور پیش نظر ہوں تو ان کے مابین تفریق کی جاسکتی ہے۔

☆ جس شخص میں خلاف عادت امر ظاہر ہو اس کے عام حالات اور خصائل و عادات پر نظر ڈالنی چاہئے اگر وہ طبعاً شریر اور خبیث النفس ہے۔ اچھائیوں سے گریزاں اور برائیوں سے ملوث رہتا ہے تو وہ جادوگر ہے۔ اگر کریم النفس اور اچھے خصائل سے آراستہ پیراستہ اور اچھائیوں کی طرف مائل اور برائیوں سے بچتا رہتا ہے تو صاحب کرامت ہے۔

☆ جادو کے لئے کچھ معین و مخصوص مذموم کرتب ہیں۔ جن کے ارتکاب سے وہ حاصل ہوتا ہے اور سر چڑھ کر بولتا ہے۔ برخلاف کرامت کے کہ اس کے لئے کوئی خاص عمل مخصوص نہیں وہ تو احکام شریعت پر عمل پیرا رہنے سے اور پھر بھی اللہ کا فضل

شامل حال رہنے سے نصیب ہوتی ہے۔

☆ سحر کے لئے ضروری نہیں کہ طالبین کے مطالب کے مطابق وموافق ہی ہو اس کے تو محدود مطالب ہیں مگر کرامت لامحدود ہے اور طالبین کے مقاصد کے موافق ظہور میں آجایا کرتی ہے۔

☆ جادو ایک مقررہ زمانے میں اور کسی معین مکان میں مخصوص شرائط کے ساتھ جگایا جا سکتا ہے مگر کرامت کے لئے زمان ومکان اور شرائط کی کوئی پابندی نہیں۔

☆ جادو میں جادوگر ایک دوسرے کے بالمقابل اظہار فخر کے لئے باہم ایک دوسرے کا توڑ کرتے رہتے ہیں مگر کرامت میں اس قسم کی نفس پرستی اور تفاخر کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جادوگر عموماً خلاف شرع مطالبات کرتا رہتا ہے اور صاحب کرامت جو بھی امر کرتا ہے وہ شریعت کے عین مطابق ہوتا ہے۔

☆ دستور طبیعت پر معجزہ کرامت کا اثر

سوال یہ ہے کہ نظام طبیعی پر معجزے سے کیا ربط ہے آیا معجزہ وکرامت نظام طبیعی کو متاثر کرتا ہے؟

طبیعت دو قسم کے قوانین پر مشتمل ہے۔ معتاد غیر معتاد۔ ویسے تو قانون نظام ربانی پوری کائنات پر حکم ہے۔ جس کے ہم عادی بن چکے ہیں لیکن ایک قانون اور بھی ہے جو طبیعت کے عام قانون سے ذرا ہٹ کر نظر آتا ہے۔ (اگرچہ درحقیقت اس میں کوئی انحراف نہیں) اسی موڑ پر عقلیت پسند الجھ گئے اور انہوں نے معجزہ کو انحراف از طبیعی سمجھ کر رد کر دیا وہ کہنے لگے کہ نظام طبیعی میں انحراف ہو ہی نہیں سکتا۔ دوسری طرف مستشرقین نے کہا۔ اسلامی عقیدے میں طبیعت کو دخل نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مستشرقین اس امر سے ناواقف ہیں کہ علماء اسلام نے عام طبیعی نظام کے علاوہ دوسرے قانون کو خارق عادت کے نام سے یاد کیا ہے۔ چونکہ معجزہ کرامت طبیعت سے انحراف نہیں بلکہ محض

عادت کے خلاف ہے اور خالق کائنات کے دونوں قانون فطری ہیں۔ آیا حضرت آدم علیہ السلام حوا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت حسب عادت وحسب معمول ہوئی؟ سب سے پہلا پرندہ، گائے بھینس یعنی مخلوق اول بلکہ پوری کائنات کس طرح معرض وجود میں آئی؟ ظاہر ہے کہ طبیعت بذات خود قانون طبیعی کی پابند ہے۔ بنیادی غلط فہمی عقلیت پسندوں اور سائنس دانوں کو معجزہ کی تردید پر مجبور کرتی ہے کیونکہ یہ لوگ اصول ''علت ومعمول'' کے قائل ہیں اور ڈاکٹر قادری نے اس کلیہ پر یوں تبصرہ کیا کہ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۵۰۵ ہجری) نے یہ ثابت کردیا کہ عقلی نقطہ نظر سے کلیہ علت ومعلوم غلط ہے (امام غزالی کا فلسفہ مذہب وخلق صفحہ ۱۳۱)۔

سو سال بعد ہیوم (Hume) جان سٹاوٹ میل سپنسر (Spencer) اور کمت (Comte) بھی اسی نتیجہ پر پہنچے۔ پروفیسر روحی اس مسئلہ کا حل کسی طریقے سے کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ''ہم یہ مانتے ہیں کہ معجزہ ایک اثر ہے لیکن اللہ کا ارادہ اس کی بنیادی علت ہے۔ تمام پوشیدہ اور حیرت انگیز علتیں اس طرح عمل کرتی ہیں کہ ہم ان کا مشاہدہ نہیں کرسکتے مزید اضافہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ اگر معجزہ کا سن کر اس کی علت نہ جاننے کا دعویٰ کرتا ہے تو حقیقت سے اس کی ناواقفیت معجزہ کے عدم یا بے حقیقت ہونے کی دلیل نہیں بن سکتی۔'' (سیرت النبی جلد۳ صفحہ ۵۹)

☆ بوعلی سینا کی رائے

مشہور فلسفی ''ابن سینا'' معجزہ وکرامت کا طبیعت سے انحراف تسلیم نہیں کرتا۔ وہ ان کے وجود پذیر ہونے کے امکان پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ ''اگر کسی عارف کے بارے میں سنو کہ اس نے اپنا روزمرہ کھانا ایک عرصے تک چھوڑے رکھا تو اسے مان لو کیونکہ ایسا ہونا فطرت کے مطابق ہے۔'' اگر یہ معلوم ہو کہ کوئی عارف اپنی صلاحیت سے بڑھ کر کسی خارق عادت حرکت یا عمل کو انجام دینے کی طاقت رکھتا ہے

تو اس کا انکار نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اسی علت کو یقیناً قانون فطرت کے مطابق پاؤ گے۔

اگر یہ معلوم ہو کہ کسی عارف نے نا معلوم شئے کے بارے میں پیشین گوئی کی اور وہ صحیح ثابت ہوئی خواہ وہ خوشخبری ہو یا کسی طرح کی دھمکی۔ اس پر شک کرنے کی بجائے یقین کرنا چاہئے کیونکہ فطرت کی راہوں میں ان باتوں کے اسباب موجود معلوم ہیں۔ ممکن یہ کہ کسی عارف کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ ضابطہ فطرت کے خلاف باتیں کرتا ہے اور تم اس کی تردید کرنے لگو۔ مثلاً کوئی عارف بارش کیلئے دعا کرتا ہے۔ بارش ہونے لگتی ہے۔ کسی بیمار کے لئے دعا کرتا ہے اور اس کو شفا ملتی ہے۔ کسی قوم یا گروہ کیلئے بددعا کرتا ہے اور زلزلہ آتا ہے یا زمین انہیں نگل جاتی ہے یا دوسرے اسباب کے ذریعے لوگ تباہی میں مبتلا ہو جاتے ہیں یا وہ دعا کرتا ہے جس سے لوگ تباہ نہیں ہوتے یا کوئی وحشی درندہ اس کے سامنے بے آزار بن جاتا ہے۔ پرندے اس سے انسیت رکھتے ہیں۔ یہ تمام چیزیں ایسی ہیں جن کو انجام دینا کسی عارف کے لئے مشکل نہیں۔ لہذا تمہیں جلد بازی کی بجائے صبر اور سوچ سے کام لینا چاہئے۔

جس شخص کی جبلت میں یہ چیز مضمر ہو اور وہ نیک سچا اور راہ راست پر چلنے والا ہو اور صاحب معجزہ پیغمبر یا صاحب کرامت ولی ہو سکتا ہے۔ اس سے اس کے نفس کی مزید پاکیزگی بڑھتی ہے۔ وہ ارتقاء کی اعلیٰ ترین منزلیں طے کرتا ہے لیکن وہ شخص جو خارق عادت عمل شیطانی پہلو کے ساتھ انجام دیتا ہے یقیناً خبیث جادوگر ہے (کتاب الاشارت بوعلی سینا صفحہ ۲۰۷)۔

امام رازی علیہ الرحمتہ (متوفی ۶۰۶ ہجری) نے لباب الاشارت والتنبیہات' قصتہ السحر والسحرۃ فی القرآن میں بڑی ہی دل نشین بحث اس سلسلے میں کی ہے۔ میری نظر سے یہ تمام کتابیں گزری ہیں اور ابھی ابھی مطالب عالیہ اور نہایتہ العقول نام کی دو کتابیں بھی امام رازی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی شائع ہو چکی ہیں۔ مطالب عالیہ میں

حقیقت نبوت' معجزہ اور انبیاء کے طریقہ دعوت پر پرمغز اور بصیرت افروز بحث کی ہے۔

☆ کرامات اولیاء برحق ہیں

علامہ سعد الامین تفتازانی شرح عقائد میں لکھتے ہیں کہ ''اولیاء اللہ کی کرامات حق ہیں۔'' آیات یعنی معجزات انبیاء علیہم السلام سے مخصوص ہیں مثلاً مردوں کو زندہ کرنا' زمین سے پانی جاری کرنا' آگ کا بے اثر ہونا' اسی طرح کے دوسرے خارق عادت اعمال جو انبیاء کے ہاتھوں انجام پاتے ہیں۔ ''آیات'' کہلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھوں اس لئے ظاہر کرتا ہے کہ ان سے ان کے دعوائے نبوت کی تصدیق ہو جائے۔

کرامات اولیاء سے مخصوص ہیں یعنی وہ تمام خارق عادت اعمال جو اولیاء کے ذریعے انجام پاتے ہیں۔ انہیں ''کرامت'' کہتے ہیں۔ اللہ ان کے ذریعہ یہ اعمال ان کے اعزاز واکرام کے لئے صادر کرتا ہے۔ ولی کے لغوی معنی قریب کے ہیں اور اگر کوئی بندہ اپنی کثرت اطاعت' عبادات اور خلوص سے بارگاہ ایزدی کا قرب حاصل کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا احسان' فضل اور کرم اس کے شامل حال ہوتا ہے (شرح فقہ اکبر صفحہ ۳۰)۔

☆ کرامت کا ظاہر کرنا جائز ہے

طاؤس الفقراء عبداللہ بن علی بن یحییٰ ابونصر سراج طوسی کرامات کے ظاہر ہونے کی حکمت بتاتے ہیں۔

تلك فقلت له ما معنى الكرامات وهم قدا كرموا حتى تركوا الدنيا اختيارا فيكف اكرموا بان يحعل لهم الحجارة ذهبا فما وجه ذالك فقال لا يعطيهم ذلك لقدرها ولكن

یعطیھم ذلك حتی یحتجوا بکون ذلك علی انفسھم عند اضطرابھا وجن عھا من فوت الرزق الذی قسم اللہ لھم فیقولو الذی یقدر علی ان نصیر تلك الحجارۃ ذھبا کما ھو اتنظر الیہ الیس بقدر ان یسوق رزقك الیك من حیث لا تحسبہ فیحتجوا بذلك علی ضجیج تقرمھم عند فوت الرزق و یقطحرا بذلك حجج انفسھم فیکون ذلك سیا الریاضیۃ نفوسھم وتا دیا لھا' وقد حکی لنا ابن سالم فی معنی ذالك حکایۃً ابن سھل بن عبداللہ رحمتہ اللہ انہ قال کان رجل بالیصرۃ یقال لہ اسحق بن احمد وکان من ابنآء الدنیا نخرج من الدنا اعنی من جمیع ما کان لہ و اسحق ابن احمد وکان من ابنآء الدنیا فخرج من الدنیا اعنی من جمیع ما کان لہ وقاب وصحب سھلاً رحمتہ اللہ فقال یوماً لسھل رحمتہ اللہ یا ابا محمد ان نفسی ھذہ لیس تترك الضجیج والصراخ من خوف قوت القوت والنوم فقال لہ سھل رحمتہ اللہ خذ ذلك الحجر وسل ربك ان بمیرہ لك طعاما تا کلہ فقال لہ ومن امامی فی ذلك حتی افعل ذلك فقال سھل امامك ابراھیم علیہ السلم حیث قال رب ارنی کیف تحی الموتی قال اولم تور من قال بلی ولکن لیطمین قلبی' فالمحنی فی ذلك ان النفس لا تطمین الا برویتہ العین لان من جبلتھا السك فقال ابراھیم علیہ السلم ارفا کیف تطمئین نفسی ذاتی مومن بذلك والنفس لا تطمئن الا بردیۃ العین فکذلك

الاولیاء یظهر الله تعالیٰ لهم الکرامات تادیباً لنفوسهم وتهذیبا وزیادة لهم ویکون فی ذلك فرق بینه وبین الانبیاء۔

ڈاکٹر پیر محمد حسن صاحب نے مذکورہ بالا عربی عبارت کا ترجمہ حسب ذیل کیا ہے۔میں نے ابن سالم علیہ الرحمتہ سے اس کے متعلق سوال کرتے ہوئے پوچھا' کرامت سے کیا مراد ہے حالانکہ وہ پہلے سے ہی عزت پا چکے ہیں۔حتی کہ انہوں نے اپنی مرضی سے دنیا کو ترک کیا لہذا اس بات میں کہ ان کے پتھر کو سونا بنا دیا جائے کیسے عزت پائی گئی۔اس کی کیا وجہ ہے۔

جواب دیا اللہ تعالیٰ انہیں یہ کرامات اس لئے عطا نہیں کرتا کہ ان کے ہاں ان چیزوں کی کوئی قدر ومنزلت ہوتی ہے بلکہ اس لیئے عطا کرتا ہے کہ وہ اسے اپنی ذات کیلیئے اس وقت دلیل بنائیں جب وہ رزق جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مقرر کر رکھا ہے نہ ملنے کی وجہ سے نفس مضطرب اور بیقرار ہو اور یہ اپنے نفس سے کہیں کہ وہ خدا جو پتھر کو سونا بنانے پر فائز ہے جیسا کہ دیکھ رہا ہے کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ تمہارا رزق تمہارے پاس اس طرح لے آئے کہ تمہارے وہم وگمان میں بھی نہ۔لہذا رزق نہ ملنے پر وہ اسے اپنے نفس کے شوروغوغا کے خلاف حجت بنائیں گے اور اپنے نفس کے دلائل کو اس سے کاٹ دیں گے تاکہ یہ ان کے نفس کیلیئے ریاضت اور ادب سکھانے کا سبب بنے۔

اس سلسلے میں ابن سالم نے ہمیں سہل بن عبداللہ سے روایت کرتے ہوئے ایک آیت سنائی سہل فرماتے ہیں۔بصرہ میں اسحٰق بن احمد نام کا ایک شخص تھا۔وہ بڑا مالدار تھا۔اس نے اپنی تمام دولت خیرات کردی اور توبہ کی اور سہل رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت میں رہنے لگا۔ایک روز اس نے سہل سے کہا۔اے ابواحمد! یہ نفس خوراک اور قوت لایموت نہ ملنے کے خوف سے چیخ وپکار ترک نہیں کرتا۔سہل نے کہا یہ پتھر لے اور اللہ سے درخواست کر کہ اسے تمہارے لئے کھانا بنادے کہ تو اسے کھا سکے۔اسحاق نے

کہا کہ اس سوال کرنے میں میرا امام کون ہوگا تا کہ میں ایسا کروں۔ سہل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا تمہارا امام ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ جب انہوں نے یوں کہا تھا۔

قال رب ارنی کیف نحیی الموتی قال اولم تومن قال بلی ولکن لیطمین قلبی۔ ''خدایا مجھے یہ تو دکھادے کہ مردوں کو کیسے زندہ کرے گا' اللہ کریم نے کہا' کیا تمہارا اس پر ایمان نہیں؟ ایمان تو ہے مگر میں یہ سوال اس لئے کر رہا ہوں کہ میرے دل کو اطمینان آجائے۔'' اس کا مقصد یہ ہے کہ نفس (کسی امر کو) آنکھ سے دیکھ کر ہی مطمئن ہوتا ہے۔ کیونکہ شک کرنا اس کی فطرت میں ہے اسی لئے تو ابراہیم علیہ السلام نے کہا مجھے یہ دکھا دو کہ میرا نفس کیسے پرسکون ہوتا ہے کیونکہ میرا تو اس پر ایمان ہے مگر نفس آنکھ دیکھے بغیر اطمینان حاصل نہیں کرتا۔ یہی حال اولیاء کا ہے اللہ تعالیٰ ان کے نفسوں کو ادب سکھانے اور مہذب بنانے کی غرض سے ان سے کرامات کا اظہار کراتا ہے نیز اس لئے کہ ان کا ایمان اور زیادہ مضبوط ہو (کتاب اللمع ۳۰۲)۔

☆ امام قشیری علیہ الرحمۃ کی تصریح

رسالہ قشیریہ میں امام ابوالقاسم عبدالکریم لکھتے ہیں۔

قال الانستاذ ابوالقاسم ظهور الكرامات على الاولياء جائز والدليل على جوازها انه امر موهوم حدوثد فى العقل لا يردى حصوله الى رفع اصل من الاصول فواجب وصفه سبحانه بالقدرة ايجاده داذا وجب كونه مقدور الله سبحانه فلا شى يمنع جواز حصوله وظهور الكرامات علامة صدق من ظهرت عليه فى احواله فمن لم يكن صادقا نظهر مثلها عليه لا يحوزو الذى يدل عليه ان تعريف القديم سبحانه آيانا حتى تفعق بين من كان صادقا فى اء حواله وبين من هو

بطل من طریق الاستدلال امن موہوم الا یکون ذلك الا اختصاص الولی بمالا یرجد مع المفترفی فی دعواہ ذلك الاسر ہوا الکرامة التی اجرنا الیہا ولا بذان تکون ہذہ الکرامة فعلا للعادہ فی ایام التکلیف ظاہرا علی موصوف بالولایة فی معنی تصدیقه فی جاله (رسالہ قشیر صفحہ ۱۸۸)۔

ڈاکٹر پیر محمد حسن اس کا اردو ترجمہ اس طرح کرتے ہیں۔ استاد ابوالقاسم فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ سے کرامت ظاہر ہونا جائز ہے۔ اس کے جائز ہونے کی دلیل یہ ہے کہ یہ ایک امر ہے کہ جس کا واقع ہونا عقل میں آتا ہے اور اس سے کوئی شرعی اصول نہیں ٹوٹتا۔ لہذا یہ ضروری ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی یہ صفت اس طرح حاصل کریں کہ اسے کرامت کے پیدا کرنے کی قدرت ہے۔ لہذا جب یہ واضح ہو گیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے تو اس کے جائز ہونے میں کوئی چیز مانع نہیں ہو سکی۔

اور کرامت کا ظاہر ہونا اس شخص کی سچائی کی علامت ہے جس کے احوال میں یہ ظاہر ہوئی ہے۔ لہذا جو سچا نہ ہو گا۔ اس سے اس قسم کی کرامت کا جائز ہونا بھی جائز نہیں۔ اس کا پتہ اس سے چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں کرامت کی جو شناخت بتلائی ہے تاکہ ہم سچے اور جھوٹے میں فرق کر سکیں وہ استدلال کے طور پر ایسا امر ہے جو عقل میں آسکتا ہے اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب ولی کو ایسے امور کے ساتھ مخصوص کر دیا جائے جو مفتری کذاب میں نہیں پائے جا سکتے اور یہی وہ امر ہے جسے ہم کرامت کہتے ہیں اور یہ بھی ضروری ہے کہ کرامت ایام تکلیف میں (یعنی اسی دنیا میں) ایک خارق عادت فعل ہے اور ایسے شخص سے صادر ہو جو ولایت کے ساتھ موصوف ہوتا کہ اس کی حالت سے اس کی تصدیق ہو سکے۔ واعلم انه لیس للولی مساکنة الی الکرامة التی تظہر علمه ولا له ملاحظة فربما یکون لهم فی ظهور

جنسها قوة يقين و زيادة بصيرة لتحققهم ان ذلك فعل الله فيستد لون بها على صحة ما هم عليه من العقائد وبالجملة فالقول بجواز ظهورها على الاولياء واجب وعليه جمهورا اهل المعرفة ولكثرة ماتعاثر باجنا سها الاخبار والحكايات صار العلم بكونها وظهورها على الاولياء فى الجملة علما قويا انتفى عنه الشكوك ومن توسط هذه الطائفة وتواتر علمه حكايا تهم واخبارهم لم نبق له شبهة فى ذلك على الجملة ومن دلائل هذا الجملة نص القرآن فى قصه صاحب سليمان عليه السلام حيث قال انا ايتك به قبل ان يرتد اليك طرفك ولم يكن نبيا۔

یادرکھیں کہ ولی کے لیئے یہ درست نہیں کہ وہ اپنی کرامت پرنظر رکھے بعض اوقات اس قسم کی کرامتوں کے ظاہر ہونے سے ان کے یقین میں قوت اور بصیرت زیادہ حاصل ہوتی ہے۔اس لئے کہ انہیں اس بات کا یقین ہوتا ہے۔(درحقیقت) اللہ کا فعل ہے اوراس سے انہیں اپنے عقائد کے صحیح ہونے کی دلیل مل جاتی ہے۔

مختصر یہ کہ یہ عقیدہ رکھنا کہ ولی کے ہاتھوں کا کرامت کا ظاہر ہونا جائز ہے۔ واجب ہے اور یہی عقیدہ جمہور اہل معرفت کا ہے اور چونکہ اس قسم کی روائتیں اور حکائتیں کثرت اور تواتر کے ساتھ منقول ہیں اس لئے اولیاء سے فی الجملہ ان کے ظاہر ہونے کا اس قدر قوی ہو جاتا ہے کہ اس سے تمام شکوک اٹھ جاتے ہیں جو شخص ان لوگوں کے درمیان ہے اوران کی روایات و حکایات تواتر سے پہنچتی رہیں اسے اس بات سے قطعاً شبہ نہیں رہتا۔

☆ کرامت پر قرآن کریم سے استدلال

اس کی دلیل قران کریم کی وہ آیت ہے جس کا ذکر سلیمان علیہ السلام کے قصہ میں آیا ہے چنانچہ فرمایا۔انا اتيك بـه قبل ان يرتد اليك طرفك ”میں اسے تمہارے پاس تمہارے آنکھ جھپکنے سے بھی پہلے لے اٰوں گا۔“ حالانکہ ان الفاظ کا کہنے والا نبی نہ

تھا۔ امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد گرامی آپ الیواقیت والجواہر میں امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں۔ وکان الیافعی رحمتہ اللہ یقول یجب علی الولی اخفاالکرامۃ الامن ضرورۃ اواذن اوحال غالب لا یکون لہ فیہ اختیار ولا تعمل اویکون التقویۃ یقین بعض المریدین۔ "ولی پر اپنی کرامت کو چھپانا اور پوشیدہ رکھنا واجب ہے۔ ہاں ضرورت پر دکھا سکتا ہے یا معبود کی اجازت پر ظاہر کرنا یا حال غالب ہونے پر جب کہ خود اس کا اختیار بالکلیہ باقی نہ رہے۔ کرامت کا ظاہر ہو جانا یا اپنے بعض مریدوں کی تقویت ایمان والیقان کی خاطر۔"

☆ سید جلال الدین مخدوم جہانیاں کا حوالہ

جس وقت کسی سالک کو کچھ کرامت ظاہر کرنا ہو تو جن لوگوں نے اس سے تعلق و بیعت کی ہے اگر ان سے کہے تو درست ہے اور غیر سے نہ کہے اور اگر کسی مصلحت سے کہے تو یوں کہے کہ ایک درویش سے ایسا ظاہر ہوا اپنا نام نہ لے اپنے سر حمل نہ کرے اس لئے کہ کتاب علم الکلام عقیدہ نسفی میں مذکور ہے۔ لو یقول الشیخ للذی تعلقہ و تابعہ بین کرامۃ سیأ بجوز۔ "یعنی اگر شیخ اس شخص سے جس نے اس سے تعلق کیا ہے اور اس کا تابع ہوا اپنے کرامت سے کچھ کہے تو جائز ہے۔"

☆ حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے دور مبارک کا تاریخی پس منظر

آپ کے دور میں فلاسفہ اور معتزلہ فکری اعتبار سے اپنے عروج پر تھے۔ معتزلہ معجزات انبیاء اور کرامات اولیاء کے منکر تھے۔ ایسے دور میں حضور غوث الاعظم نے عملاً کرامت کا اظہار کر کے اسلام کی سچائی وحقانیت کا ثبوت مہیا کیا اور منکرین کرامات اولیاء کو عملی ثبوت دے کر یہ امر ثابت کیا کہ کرامات ممکن ہیں اور برحق ہیں۔ اللہ کریم ہم سب کو صراط مستقیم پر چلائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین طٰہٰ یٰسین صلی اللہ علیہ وسلم

کرامات اولیاء

الحمد لله رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلوة والسلام علے سید المرسلین وخاتم النبیین عالم الاولین والاخرین مالک السموات والارض الذی کان نبیا وادم بین الماء والطین وعلی اله واصحابه وازواجه وبنته واولیاء امته اجمعین الی یوم الدین

اما بعد

فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

الا ان اولیاء الله لاخوف علیهم ولا هم یحزنون

محبت سے درود پاک

الصلوٰةوالسلام علیک یا سیدی یا رسول الله

وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب الله

محترم سامعین کرام! ہماری سلسلہ وار گفتگو شان اولیاء کرام ہے۔ گزشتہ جمعۃ المبارک پر ہم لفظ کرامت کو سمجھ رہے تھے۔ آج انشاءاللہ العزیز کرامات اولیاء کرام و کرامات صحابہ علیہم الرضوان کا مختصر بیان ہوگا۔ اللہ کریم ہم سب کو بطفیل زلف محبوب کریم ﷺ حق سمجھنے اور حق پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

محترم سامعین کرام! قدرت خداوندی معجزات انبیاء علیہم السلام اور کرامات اولیاء عظام درحقیقت ایک ہی سورج کی روشن کرنیں اور ایک ہی دریا کی نہریں ہیں اور معجزہ کرامت میں اسی فاعل حقیقی کی قدرت کاملہ کارفرما ہوتی ہے جس کا ظہور کبھی کسی نبی کے معجزہ میں ہوتا ہے اور کبھی کسی ولی کی کرامت میں۔ دریا کا بہتا ہوا تیز پانی کبھی

نہروں کی صورت اختیار کر لیتا ہے اور کبھی طوفانی موجیں بن کر کناروں سے نکل پڑتا ہے اور یہی پانی کبھی خطرناک گرداب کی شکل اختیار کر کے تباہی کا باعث بن جاتا ہے اور کبھی خوفناک بھنور کی صورت میں ہر چیز کو ڈبو دیتا ہے لیکن حقیقت میں یہ تمام مشاہدات و کیفیات اسی پانی کے ہیں۔ جو مختلف صورتوں میں نمایاں ہوتا رہتا ہے اور مختلف ناموں سے بولا جاتا ہے۔

دودھ کبھی دہی بن جاتا ہے اور کبھی لسی، کبھی چھاچھ کہلاتا ہے اور کبھی مکھن۔ اصل میں یہ تمام اسماء وصفات اسی ایک دودھ ہی کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں جو مختلف شکلوں صورتوں اور ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ قدرت خداوندی بھی کبھی عصائے موسیٰ کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے اور کبھی نفس مسیحائی کی شکل میں نمایاں ہوتی ہے کبھی شق القمر میں کارفرما ہوتی ہے اور کبھی ردالشمس میں جلوہ گر۔ کبھی بلقیس کا تخت آنکھ جھپکنے سے پہلے لانے کے لیئے حضرت آصف کے مقدس ہاتھوں میں ظاہر ہوتی ہے اور کبھی تازہ کھجوریں کھلانے کی خاطر حضرت مریم علیہ السلام کے مطہر پنجہ میں دیکھی جاتی ہے کبھی غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی زبان پاک پر جلوہ گر ہوتی ہے اور کبھی پیر سیال لجپال کے دست دعا میں معجزہ کرامت کسی نبی و ولی کے اس فعل کا نام ہے۔ جو عادت کے خلاف ہو اور جسے عقل تسلیم نہ کرے۔ مثلاً آگ کا کام جلا دینا ہے اور اگر آگ نے کسی وقت کسی کو نہیں جلایا اگر ایسا کام کسی نبی سے سرزد ہوا ہے تو معجزہ کہلائے گا اور اگر کسی ولی سے صادر ہوا ہے تو کرامت ہوگا۔

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسے خلاف عادت افعال تو اکثر جادوگر اور شعبدہ باز بھی کر کے دکھاتے رہتے ہیں تو پھر معجزہ و کرامت اور جادو میں کیا فرق رہ جاتا ہے؟

تو اس کا جواب یہ ہے خلاف عادت و عقل فعل اگر کسی نبی سے صادر ہو تو وہ معجزہ کہلائے گا اور اگر کسی ولی سے سرزد ہو تو وہ کرامت کہلائے گا اور اگر ایسا ہی خلاف

عادت و عقل فعل کسی عام مومن سے صادر ہو تو اس کو معونت کہیں گے اور اگر کسی کافر سے اس کا ظہور ہو تو اس کو استدراج کہا جائے گا اور معجزہ وکرامت اور جادو و استدراج میں فرق یہ ہے کہ جادو و استدراج اسباب کا محتاج ہوتا ہے اور معجزہ و کرامت کسی اسباب کے محتاج نہیں ہوتے۔ گزشتہ جمعۃ المبارک پر ہم نے اس پر کافی گفتگو کی تھی۔

بہر حال کرامت کی دو قسمیں ہیں حسی و معنوی۔ حسی مثلاً پانی پر چلنا' ہوا میں اڑنا' دل کی باتیں جاننا بیماروں کو شفا دینا' غائبانہ مدد کرنا اور آنِ واحد میں ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچ جانا وغیرہ اور معنوی کرامت حسد و بغض سے دل کو پاک رکھنا' اسلام کی حدوں پر قائم رہنا' شریعت مطہرہ کی پابندی کرنا' فرائض خداوندی اور سنت محبوب کریم ﷺ پر کاربند رہنا وغیرہ۔

اولیاء اللہ رحمہم اللہ علیہم چونکہ خداوند تعالیٰ کے دوست' ساتھی' قریب اور محبوب و مقبول اور اس کی صفات کے مظہر ہوتے ہیں اس لئے ان کیلئے آن واحد میں ایک جگہ سے دوسری جگہ پر جانا' کسی کی غائبانہ امداد کرنا' ہوا میں اڑنا' پانی پر چلنا' کسی کی مشکل کشائی کرنا' قلب ماہیت کرنا اور دوسرے تصرفات و خوارق عادات کوئی مشکل نہیں اس لئے کہ ان تمام محیر العقول واقعات اور تصرفات و کرامات میں اسی قادر مطلق کی قدرت کاملہ کارفرما ہوتی ہے۔ جو راحت جاں ﷺ کے فرمان کے مطابق جب کسی ولی اللہ کے ہاتھ اللہ کے ہاتھ' اس کی زبان خدا کی زبان' اس کی آنکھیں اللہ کی آنکھیں اور اس کے پاؤں خدا کے پاؤں ہو جاتے ہیں اور پھر وہ اللہ تعالیٰ کی آنکھوں سے دیکھتا ہے' اس کے کانوں سے سنتا ہے اور اسی کے پاؤں سے چلتا ہے اور اسی کے ہاتھوں سے پکڑتا ہے۔ تو پھر مقبولان الٰہی کے لئے کوئی بڑی سے بڑی مشکل حل کرنا ایک شہر سے دوسرے شہر میں آنِ واحد میں چلے جانا اپنے آپ کو کئی صورتوں میں ظاہر کرنا اور دور سے کسی کی فریاد سن کر دستگیری کرنا عین دین اور شریعت ہے بلکہ اگر کوئی شخص کسی ولی اللہ

سے ایسی ہی کوئی کرامت دیکھے تو دیکھنے والے کو یہ ایمان رکھنا چاہئے کہ اللہ کریم کی کوئی صفت اور قدرت ہے جس کا ظہور اس ولی اللہ کے ذریعے سے ہوا ہے۔ بقول عارف رومی رحمتہ اللہ علیہ۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود
''پنجہ او پنجہ حق میشود''

کرامات صحابہ کرام علیہم الرضوان

☆ محترم سامعین کرام! حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت کے مطابق جب آپ کا جنازہ مبارک راحت دو جہاں ﷺ کے روضۂ اقدس پر پہنچایا گیا اور یہ عرض کی گئی۔ السلام علیک یا رسول اللہ علیہ السلام هذا ابوبکر بالباب کہ اے کملی والے آقا آپ کا یار غار آپ کے در اقدس پر حاضر ہو گیا ہے تو قد انضتح الباب واذا بهاتف يهتف من الصبر ادخلو الحبيب الى الحبيب پس روزہ انور کا دروازہ خود بخود کھل گیا اور روضہ اقدس سے آواز آئی کہ یار کو یار کے پاس لے آؤ۔

☆ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانے میں آپ نے حضرت ساریہ رضی اللہ تعالی۔ف عنہ کو لشکر اسلام کا سپہ سالار بنا کر نہند کی طرف بھیجا جو مدینہ منورہ سے تقریباً تین ہزار میل کے فاصلہ پر تھا۔ جمعہ کے دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ بلند آواز سے دوران خطبہ پکارا تھے یا سارية الجبل کہ اے ساریہ پہاڑ کی طرف سے بچو۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے وہ دن اور تاریخ اور وقت لکھ

لیا۔ فتح یاب ہونے کے بعد جب لشکر اسلام مدینہ منورہ واپس آیا تو حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ غرونا یوم الجمعة فی وقت الخطبة فهزمونا فاذا انسان یصیح یا سارية الجبل کہ جمعہ کے دن خطبہ کے وقت جنگ شروع ہوئی اور ہمیں شکست کا سامنا ہو رہا تھا کہ اچانک میرے کانوں میں آواز آئی کہ ساریہ پہاڑ کی طرف سے بچو۔ چنانچہ اس کے بعد اسلام کو فتح ہوگئی (تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۴۶۵)۔

☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں مدینہ منورہ میں زلزلہ آ گیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا درہ زمین پر مارا اور فرمایا اسکن باذن الله فکنت وما حدثت الزلة بالدينت۔ بعد ذالك کہ اللہ کے حکم سے ٹھہر جا۔ تو زمین ٹھہر گئی اور پھر اس کے بعد مدینہ منورہ میں زلزلہ نہیں آیا (تفسیر کبیر)۔

☆ روم کے بادشاہ نے ایک آدمی کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کرنے کیلئے بھیجا وہ آدمی مدینہ شریف آیا اور لوگوں سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شاہی محل پوچھنے لگا۔ لوگوں نے بتایا کہ ان کا کوئی محل نہیں ہے۔ وہ تو صحرا میں لیٹے ہوئے ہیں۔ وہ رومی صحرا کی طرف گیا دیکھا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ریت پر اینٹ کا تکیہ بنا کر سوئے ہوئے ہیں۔ وہ شخص بڑا حیران ہوا کہ یہ ہے مسلمانوں کا خلیفہ جس کے رعب و جلال سے شرق و غرب کانپتے ہیں۔ فلما دفع السيف اخرج الله من الرض اسدين پس جب اس نے تلوار اٹھائی تو خدا تعالیٰ نے زمین سے دو شیر کھڑے کر دیئے اس کی تلوار گر پڑی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیدار ہوئے تو وہ مسلمان ہو گیا (تفسیر کبیر)۔

☆ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن کسی راستے پر جا رہا تھا

کہ میں نے ایک عورت کو دیکھا اور پھر میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا۔ مالی اراکم رد خلون علی و آثار الزناء ظاہرۃ علیکم کہ میں کیا دیکھ رہا ہوں کہ تم میرے پاس آئے ہو اور تمہارے چہرے پر زناء کے آثار نمایاں ہیں۔ میں نے عرض کی کہ کیا محبوب دوجہاں ﷺ کے بعد پھر وحی آنی شروع ہو گئی ہے تو آپ نے فرمایا۔ لا ولکن فراسته صادقة کہ نہیں وحی تو نہیں آئی لیکن یہ مومن کی سچی فراست ہے (تفسیر کبیر)۔

☆ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام نے چوری کی اس کے اقبال جرم کر لینے پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے ہاتھ کاٹ دیئے۔ وہ جا رہا تھا کہ راستہ میں اسے حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن کرّا رضی اللہ تعالیٰ عنہما ملے۔ ابن کرّا نے پوچھا من قطع یدك فقال امیر المومنین و یسر المسلمین کہ تیرے ہاتھ کس نے کاٹے ہیں تو اس نے کہا کہ مومنوں کے امیر اور مسلمانوں کے محبوب و مددگار یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔ ابن کرّا نے فرمایا کہ انہوں نے تو تیرا ہاتھ کاٹا ہے اور تو ان کی تعریف کرتا ہے تو اس نے جواب دیا کہ انہوں نے حق پر میرا ہاتھ کاٹ کر مجھے دوزخ کی آگ سے بچالیا ہے۔

حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو بلایا اور اس کے کٹے ہوئے ہاتھ پر پٹی باندھ دی اور دعا فرمائی۔ فسمعنا صوتا من السماء ارفع الوداء عن الید۔ پس ہم نے آسمان سے آواز سنی کہ اپنی چادر اس کے زخم سے اٹھا لو۔ جب ہم نے اس کے ہاتھ سے چادر اٹھائی تو اس کا ہاتھ جڑا ہوا تھا اور پہلے سے بھی اچھا تھا (تفسیر کبیر)۔

☆ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ادنیٰ کرامت یہ ہے کہ وہ گھوڑے کی ایک رکاب میں پاؤں رکھتے تو دوسری رکاب میں پاؤں رکھنے سے پہلے قرآن پاک ختم کر لیتے تھے۔

☆ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال پاک کا جب وقت قریب آیا تو آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا۔ بیٹی میرے مرنے کے بعد میرا ترکہ قرآن پاک کی رو سے اپنے بہن بھائیوں میں تقسیم کر دینا۔ بیٹی نے عرض کی کہ ابا جان انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ مگر میری بہن تو ایک ہی اسماء ہے۔ دوسری بہن کہاں ہے تو آپ نے فرمایا۔ ذو بطن انبۃ خارجۃ اراھا جاریۃ کہ تمہاری سوتیلی ماں حاملہ ہے اور اس کے پیٹ میں لڑکی ہے (تاریخ الخلفاء صفحہ ۶۱)۔

آئندہ جمعۃ المبارک پر انشاء اللہ العزیز محبت و معیت اولیاء کے موضوع پر گفتگو ہوگی۔

وما علینا الا البلغ المبین

محبت و معیت اولیاء

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

اما بعد

فاعوذ باالله من الشیطن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

یایھا الذین امنوا اتقو الله و کونو مع الصادقین

ثم قال الله تبارک وتعالی

واصبر نفسک مع الذین یذکرون الله قیاما وقعوداوعلی جنوبھم

محبت سے درود پاک

الصلوٰۃوالسلام علیک یا سیدی یا رسول الله

وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب الله

محترم سامعین کرام! قرآن پاک کی ان آیات میں اللہ کریم نے ایمان والوں کو حکم دیا ہے کہ سچے لوگوں یعنی اولیائے کرام اور بزرگان دین کے ساتھ ہو جاؤ اور ان کی معیت ورفاقت اختیار کرو۔

اور دوسری آیت پاک میں اللہ کریم نے اولیاءعظام کی معیت ورفاقت کو اور بھی کھل کر بیان فرمایا ہے کہ اتنا ہی نہ کرنا کہ کسی مرد کامل کے مقدس ہاتھوں میں ہاتھ دے کر یعنی صرف بیعت کر کے ہی بس نہ کرنا بلکہ اپنے نفس کو اپنے دل کو اور اپنی روح کو بھی اولیاء اللہ کے ساتھ وابستہ کرنا۔ غرضیکہ جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیائے کرام کے ساتھ معیت جسدی کا حکم فرمایا ہے وہاں معیت روحانی کی بھی تاکید کی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کسی مرشد کامل کی ظاہری بیعت پر ہی اکتفا نہ کرنا بلکہ باطنی طور پر بھی ان سے لگاؤ

رکھنا ضروری ہے۔

اگر کوئی مسلمان دل سے کسی مردِ کامل کی غلامی اختیار کر لے گا اور دل و جان سے اللہ کے محبوب و مقرب بندوں سے محبت رکھے گا تو اس کا فائدہ قیامت کے دن یہ ہو گا۔ راحت جاں ﷺ نے فرمایا۔المرء مع من احب کہ دنیا میں جس کو جس سے محبت ہو گی وہ قیامت میں اسی کے ساتھ ہو گا۔ رحمت دو جہاں ﷺ کے اس فرمان سے یہ حقیقت پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ دنیا میں اگر کسی کو داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ سے محبت ہے تو قیامت کے دن وہ داتا کے ساتھ ہو گا اور دنیا میں جس کو غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت ہے قیامت کے دن وہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہو گا۔ دنیا میں جسے میرے پیر سیال لجپال کے ساتھ عقیدت و محبت ہو گی تو قیامت والے دن ان کے ساتھ ہو گا اور دنیا میں جسے راحت جاں ﷺ سے محبت ہو گی قیامت میں وہ محبوب کبیریا ﷺ کے ساتھ ہو گا۔ سنی اگر چہ گنہگار ہی سہی لیکن گستاخ و بے ادب نہیں ہیں۔ اس لئے قیامت کے دن انشاء اللہ اولیائے کرام' صحابہ کرام اور جناب خیر الانام ﷺ سے محبت و عقیدت ہی ان کے لیئے وسیلۂ نجات اور ذریعہ بخشش بن جائے گی۔ کیونکہ ہر سنی کے دل میں ہر ولی' ہر پیر فقیر' ہر صحابی اور ہر نبی کی محبت و عقیدت پوری طرح سے موجود ہے اور ہر سنی کا دامن کسی نہ کسی پیر و فقیر اور کسی نہ کسی مردِ کامل سے وابستہ ہے اور ہر سنی کسی نہ کسی مرشد و پیر کا طالب و مرید ہے۔ مگر یہ گستاخانِ نبوت و ولایت اور اولیاء اللہ کی شان پاک میں بے ادبی و گستاخی کرنے والے مولوی اور بزرگانِ دین سے عداوت رکھنے والے واعظ اور ان کے متعلق بغض و عناد رکھنے والے بدعقیدہ لوگ قیامت کے روز کہاں جائیں گے۔ کس کو پکاریں گے کس سے فریاد کریں گے اور کس کے ساتھ ہوں گے جب کہ دنیا میں انہیں کسی نبی' ولی یا کسی مرشدِ کامل سے کوئی عقیدت و محبت نہیں ہے۔ عارف رومی فرماتے ہیں۔

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا
نشیند در حضور اولیاء

جو شخص یہ چاہتا ہے کہ میں اللہ کریم کے ساتھ بیٹھوں یعنی بارگاہ رب العزت میں مقبول ہو جاؤں تو اسے چاہئے کہ وہ اولیاء اللہ کے پاس بیٹھے ان کی صحبت اختیار کرے اور بزرگان دین کی مجلس میں رہے۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

مولانا روم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ کے پاس ایک لمحہ بیٹھنا سو سال کی مقبول عبادت سے افضل و بہتر ہے۔ چنانچہ عارف رومی رحمتہ اللہ علیہ نے مثنوی شریف میں اور دیوبندیوں کے امام و پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب امداد المشتاق کے صفحہ ۵۴ پر راحت دو جہاں ﷺ کا یہ فرمان لکھا ہے۔ من اراد ان یجلس مع الله فليجلس مع اهل التصرفك ہ جو شخص یہ ارادہ کرے کہ میں اللہ کے پاس بیٹھوں پس وہ کسی صوفیائ کسی درویش اور کسی مرد کامل کے پاس بیٹھ جائے۔ مقصد یہ کہ اولیائے کرام کے پاس بیٹھنا ہی اللہ کریم کے پاس بیٹھنا ہے اور پھر یہی نہیں بلکہ

پیر کامل صورت ظلِ الٰہہ
یعنی دید پیر دید کبریا

چونکہ مرشد برحق اور پیر کامل کی صورت جمال خداوندی کا پرتو ہوتا ہے۔ اس لئے اپنے پیر کو دیکھنا خدا کو دیکھنا ہے۔ اولیاء اللہ کی صحبت' بزرگان دین کی مجلس صوفیائے کرام کی رفاقت اور درویشانِ کامل کی معیت کا یہ اثر ہوتا ہے کہ برے اچھے ہو جاتے ہیں اور بد نیک۔ بے مراد بامراد ہو جاتے ہیں اور بدنصیب خوش نصیب اور پیتل سونا

اور ناقص کامل بن جاتا ہے جیسا کہ حضرت شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

گلے خوشبوئے در حمام رُوزے
رسید از دستِ محبوب بدستم

کہ ایک دن میں حمام میں نہا رہا تھا کہ ایک دوست نے مجھے خوشبودار مٹی دی۔

بدو گفتم کہ مشکے یا عبیری
کہ از بوئے دلا ویزے تر مستم

تو میں نے مٹی سے پوچھا کہ تو مشک ہے یا عنبر' تیری دل کو بھانے والی خوشبو نے مجھے مست کر دیا ہے۔

بگفتا من گلے ناچیز بودم
و لیکن مدتے با گل نشستم

تو اس مٹی نے جواب دیا کہ ہوں تو میں ایک ناچیز و حقیر مٹی۔ لیکن میں چند دن گلاب کے پھول کی صحبت میں رہی ہوں یعنی مجھ پر گلاب کا پھول اُگا ہوا تھا اور اس صُحبت کا اثر یہ ہے کہ

جمال ہمنشیں درمن اثر کرد
وگرنہ من ہما خاکم کہ ہستم

اس گلاب کے پھول کی خوشبو میرے اندر بھی آ گئی ہے۔ ورنہ میں وہی حقیر مٹی ہوں۔ شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ کی اس حقیقت افروز مثال اور ایمان بخش دلیل سے یہ حقیقت پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اگر ناچیز و حقیر مٹی چند دن گلاب کے پھول کی صحبت میں رہ کر اور مشک و عنبر بن کر شیخ سعدی کے دل و دماغ کو معطر کر سکتی ہے تو ایک گنہگار بندہ کسی اللہ کے ولی کی صحبت میں رہ کر نیکو کار بھی ہو سکتا ہے اور ایک بدکار خوش اطوار بھی ہو سکتا ہے اور ایک ناقص انسان کسی مردِ کامل کی صحبت میں رہ کر کامل بھی بن

سکتا ہے اور جس طرح یہ ناممکن ہے کہ برف میں رکھی ہوئی کوئی چیز ٹھنڈی نہ ہو اور آگ پر رکھی ہوئی کوئی شے گرم نہ ہو۔ اسی طرح یہ بھی ناممکن ہے کہ کوئی ناقص انسان کسی کامل کی صحبت کے اثر اور اس کی فیوض و برکات سے محروم رہے۔ عارف رومی رحمتہ اللہ علیہ فیضِ صحبت کی مثال دے کر فرماتے ہیں۔

سیل چوں آمد بدریا بحر گشت
دانہ چوں آمد بمزرع کشت گشت

کہ جس طرح قطرہ دریا میں مل کر دریا اور دانہ کھیت میں مل کر کھیتی بن جاتا ہے۔ اسی طرح ایک ناقص کسی کامل کی صحبت میں رہ کر کامل بن جاتا ہے اور پھر فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص کو کسی نیک اور کامل کی صحبت اور مجلس نصیب نہ ہو تو وہ قرآن پاک کی تلاوت کرے اور یہ ایسے ہے جیسے اس نے ارواحِ انبیاء علیہم السلام کی صحبت پالی کیونکہ

ہست قرآں ہائے انبیاء
ماہیان بحر پاک کبریا

کہ قرآن مجید میں انبیاء اکرام علیہم السلام کے حالات کا بیان ہے جو کہ دریائے وحدت میں غوطہ زن رہنے والے ہیں (ماہیان)۔ ارشاد رومی کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کسی کامل کی صحبت میسر نہ آسکے تو پھر ان کے حالات و حکایات ہی کو پڑھنا اور سننا بمنزلہ ان کی صحبت کے ہے۔ بازاروں میں دودھ قیمتاً فروخت ہوتا ہے اور پانی کی کوئی قیمت نہیں ہے لیکن اگر کوئی قوم کا دشمن دودھ میں پانی ملا دے تو پھر پانی زبان حال سے دودھ کو کہتا ہے کہ تیری تو قیمت ہے اور میری کوئی قیمت نہیں ہے لیکن اب میں تیری صحبت میں آکر تجھ میں سما گیا ہوں اور اب میرا کیا حال ہوگا۔ تو دودھ بھی زبانِ حال سے پانی کو جواب دیتا ہے کہ جب تک تو مجھ سے جدا تھا تو تیری کوئی قیمت نہ تھی اور اب چونکہ تو میری صحبت میں آ گیا ہے اس لئے اب جو قیمت میری ہے وہی تیری۔

گرم کوٹ کا کپڑا اچا ہے پانچ سو روپے گز والا ہی کیوں نہ ہو پھر بھی وہ کبھی درزی کی دوکان پر کٹا پھٹا اور ادھر ادھر بکھرا رہتا ہے اور کبھی کسی دھوبی کی دوکان پر الٹ پلٹ ہوتا رہتا ہے لیکن اگر پانچ روپے گز کا کھدر قرآن پاک کا غلاف بن جائے تو پھر قرآن مجید کے ساتھ لگ کر وہ بھی مسلمانوں کی بوسہ گاہ بن جاتا ہے اور ہاتفِ غیبی سے آواز آتی ہے کہ اے ایمان والو! اگرچہ یہ پانچ روپے گز کا معمولی کھدر ہے مگر اب یہ قرآن پاک کی صحبت میں آ کر اس کا غلاف بن چکا ہے اس لئے اب اس کو بے وضو ہاتھ نہ لگائیں۔

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالع ترا طالع کند

قرآن کریم میں اللہ کریم نے اصحاب کہف کے ایمان افروز قصّے کے ساتھ ان کے اس کتے کا ذکر بھی فرمایا ہے۔ جو ان کی صحبت میں رہ کر جنت کا حقدار بن گیا تھا۔ قصہ یہ ہے کہ کسی زمانے میں اور کسی شہر میں ایک بادشاہ حکمران تھا جس کا نام دقیانوس تھا اور وہ بہت ظالم تھا اس نے اپنی سلطنت میں یہ اعلان کروا دیا تھا کہ میری حکومت میں جس کسی نے بھی اللہ کا نام لیا اس کو قتل کر دیا جائے گا اور اس ظالم کی سلطنت میں اللہ تعالیٰ کے سات اولیائے کرام بھی رہتے تھے جو دن رات اپنے رب کریم کی عبادت و ریاضت اور اس کے ذکر و فکر میں مشغول رہتے تھے۔ انہوں نے جب یہ اعلان سنا تو وہ آدھی رات کے وقت شہر سے نکل کھڑے ہوئے جب وہ شہر سے باہر نکلے تو ان اولیاء اللہ نے دیکھا کہ ایک کتا بھی ان کے پیچھے پیچھے آ رہا ہے۔ وہ کتے کو اپنے ساتھ دیکھ کر گھبرائے کہ یہ بھونکے گا تو پھر ہم پکڑے جائیں گے اور اسی خطرے کے پیش نظر وہ کتے کو مارتے، ہٹانے اور دھتکارنے لگے مگر کتے نے ان کو کہا۔ ماتریدون منی لا تخشوا احبا نبی انا احب احباء اللہ فنا موا حتی احرسکم (تفسیر کبیر جلد

۵ صفحہ ۴۷۴) کہ اپ کا مجھ سے کیا مطلب ہے آپ لوگ مجھ سے کوئی خوف نہ کھائیں میں تو اللہ سے محبت کرنے والوں سے محبت رکھتا ہوں پس آپ لوگ سو جائیں میں آپ کا پہرہ دوں گا اور میری تو آرزو ہے کہ آپ لوگوں کی پاک صحبت سے میری نجات ہو جائے اور قیامت کے دن میں بھی بخشا جاؤں۔ چنانچہ قیامت کے دن جب اصحاب کہف یعنی وہ اولیاء اللہ جنت میں داخل ہوں گے تو آج اولیاء اللہ کی پاک صحبت کو شرک و بدعت کہنے والے بدعقیدہ مولوی اس کتے کو بھی ان کے ساتھ جنت میں جاتا دیکھیں گے۔

پھر اس کتے نے کہا اے اللہ کے دوستو اگر چہ میں کتا ہوں مگر یہ جانتا ہوں کہ تم اللہ کے محبوب و مقرب ہو۔ اس لئے میں تمہیں بھونکوں گا نہیں۔ میں اس کتے کے قدم کیوں نہ چوم لوں جو کتا ہو کر بھی اللہ کے ولیوں کو نہیں بھونکا اور ان انسانوں کو ابلیس کیوں نہ کہوں جو انسان ہو کر اولیاء اللہ کو بھونکتے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں اور ان کی شانِ اقدس میں گستاخی کرتے ہیں۔ اللہ قادر و کریم کو اس کتے کی یہ ادا پسند آ گئی اور اس کی آواز پر تحسین و آفرین کہتے ہوئے قرآن پاک میں اس کتے کا ذکر بھی کیا ہے اور اس کے پہرہ کو اس طرح بیان فرمایا ہے۔ وکلبھم باسط ذراعیہ بالوصید غور کرو کہ وہ ایک کتا ہو کر پہاڑ کی ایک غار کے منہ پر بیٹھ کر تین سو نو سال تک اولیاء اللہ کا پہرہ دیتا ہے لیکن یہ کتنے افسوس کی اور دکھ کی بات ہے کہ اپنے آپ کو مسلمان کہلانے والے انسان اولیاء اللہ کو گالیاں دیتے ہیں ان کو برا کہتے ہیں اور ان پر طعنہ زنی کرتے ہیں۔ تو پھر مجھے یہ کہنے میں کوئی عذر نہیں ہے کہ اولیاء اللہ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والے انسانوں سے اولیاء اللہ کی صحبت کے فیض سے جنت میں جانے والا کتا ہزار درجے افضل ہے۔

پھر قرآن پاک کے اس ایمان افروز قصے سے یہ بات بھی پوری طرح ثابت ہو

جاتی ہے کہ جب اولیاء اللہ کی خدمت کرنے اور ان کی صحبت میں رہنے پر اللہ کریم کا لطف وکرم اور اس کی رحمت و بخشش ایک کتے پر ہو سکتی ہے تو پھر اولیاء اللہ کی خدمت اور ان کی صحبت میں رہنے پر ایک انسان خدا کی رحمت و بخشش سے کیسے محروم رہ سکتا ہے۔

امداد المشتاق صفحہ ۱۰۲۔ مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ بیٹھے تھے کہ ایک کتا سامنے سے گزرا۔ آپ کی نگاہ اس پر پڑ گئی تو وہ کتا اس قدر صاحب کمال ہو گیا کہ شہر کے تمام کتے اس کے پیچھے دوڑتے تھے۔ وہ کتا ایک جگہ بیٹھ گیا تو سب کتوں نے اس کے گرد حلقہ باندھ کر مراقبہ کیا۔

امداد المشتاق صفحہ ۱۵۷ پر لکھتے ہیں کہ میں نے حاجی صاحب مرحوم سے سنا ہے کہ ایک بزرگ مشغول بیٹھے تھے کہ ایک کتا سامنے سے گزرا۔ اتفاقاً اس بزرگ کی نظر اس کتے پر پڑ گئی پھر اس بزرگ کی یہ کرامت ظاہر ہوئی اور ان کی نگاہ کا اس کتے پر اتنا اثر ہوا کہ جہاں وہ کتا جاتا کتے اس کے پیچھے پیچھے ہو لیتے اور جہاں وہ بیٹھتا سارے کتے حلقہ باندھ کر اس کے ارد گرد بیٹھ جاتے تھے۔ پھر ہنس کر فرمایا کہ وہ کتا تمام کتوں کے لئے شیخ بن گیا۔ آگے لکھتے ہیں کہ دیکھئے جن کے فیوض و برکات جانوروں پر بھی ہوں ان سے انسان کیسے محروم رہ سکتا ہے۔ ہرگز مایوس نہ ہونا چاہئے۔ ہاں دھن ہونی چاہئے تھوڑی ہی ہو۔

اصحاب کہف کی برکت سے ان کا کتا بھی ایسا مشرف ہوا کہ اللہ کریم نے کلام پاک میں اس کا ذکر فرمایا' جس کو قیامت تک نمازوں میں پڑھا جائے گا۔ تو جب اللہ کریم کی عنائیت کتے پر اس قدر ہو گئی تو ہم پر کیوں نہ ہو گی۔ امداد المشتاق صفحہ ۱۱۳ پر لکھتے ہیں کہ فقیر مرتا نہیں ہے صرف ایک مکان سے دوسرے مکان مین انتقال کرتا ہے اور فقیر کی قبر سے وہی فائدہ حاصل ہو گا جو زندگی ظاہری میں۔ فرمایا حضرت صاحب نے کہ میں نے حضرت کی قبر سے وہی فائدہ اٹھایا جو حالتِ حیات میں اٹھایا تھا۔

اولیاء اللہ سے بغض و عناد رکھنے والے گستاخ اور بے ادب مولویوں اور بد عقیدہ واعظوں کو چاہیئے کہ وہ ہماری کوئی بات نہیں مانتے اور ہماری کسی کتاب پر ان کو یقین نہیں ہے تو نہ سہی۔ کم از کم اپنے ہی پیرو مرشد اور امام و پیشوا مولانا اشرف علی تھانوی پر ہی یقین کر کے اور ان کی لکھی ہوئی ان سچی باتوں کو تسلیم کر کے اولیاء اللہ کی شانِ اقدس میں گستاخیاں کرنی چھوڑ دیں اور اپنے باطل عقیدے سے توبہ کر کے سچے دل سے اولیائے کرام رحمہم اللہ علیہم کے خادم بن جائیں۔

☆ حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ جو اپنے وقت کے قطب تھے کا ایک مجوسی سے وجود باری تعالٰی کے متعلق بحث ہوگئی۔ اس آتش پرست کافر نے کہا کہ ہم دونوں ہاتھ ملا کر آگ میں ڈالتے ہیں جس کا ہاتھ جل گیا وہ جھوٹا اور جس کا بچ گیا وہ سچا ہوگا۔ چنانچہ اس دہریئے نے حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ باندھ کر آگ میں ڈال دیا اور جب تھوڑی دیر کے بعد ہاتھ باہر نکلے تو دونوں کے ہاتھ صحیح سلامت تھے۔ نہ ہی مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ کا ہاتھ جلا اور نہ ہی اس مجوسی کا۔ رات ہوگئی اور جب ساری کائنات سوگئی تو حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ نے گوشہ تنہائی میں بارگاہ رب العزت میں عرض کی یا مولا۔ یہ مجوسی تو تیری ذات کا منکر تھا اور میں نے تو ستر سال تک تیری عبادت کی ہے مگر تو نے یہ کیا کیا کہ نہ تو میرا ہی ہاتھ جلایا اور نہ ہی اس کافر کا۔ تو پردہ غیب سے جواب آیا کہ اے میرے مقبول بندے تیرا سوال تو ٹھیک ہے لیکن میں اس کے کفر کو دیکھتا یا تیرے ہاتھ کو۔ بات یہ ہے کہ چونکہ اس کا ہاتھ تیرے ہاتھ کے ساتھ تھا اس لئے میں نے تیرے ہاتھ کی برکت سے اس کا بھی نہیں جلایا اسے کہو کہ اگر امتحان لینا ہے تو پھر اکیلا اپنے ہاتھ کو آگ میں ڈالے۔ یہ ہے اولیاء اللہ کی معیت و محبت کا اثر اور بزرگان دین کی صحبت کا فیض اور اولیائے کرام کے ہاتھوں میں ہاتھ دے

کر بیعت کرنے کا مقصد۔

اولیاء اللہ کے مراتب و مدارج ہوتے ہیں۔کوئی ولی ہوتا ہے اور کوئی غوث' کوئی قطب ہوتا ہے اور کوئی ابدال۔کوئی قطب مدار ہوتا ہے اور کوئی اوتاد۔اوتاد جمع وتد کی ہے اور وتد کے معنے میخ اور قطب کے معنے بھی کلی کے ہیں اور پھر ہم ہر روز دیکھتے ہیں کہ چکی کے دو پُڑوں کے درمیان ایک کلی ہوتی ہے جس کا تعلق چکی کے دونوں پُڑوں سے ہوتا ہے اور چکی چلنے پر وہ دانہ جو چکی سے چمٹ جائے وہ پسنے سے محفوظ رہتا ہے۔

اسی طرح یہ اولیاء اللہ اور قطب و اوتاد اس کائنات میں ایک کلی کی مانند ہیں جن کا تعلق زمین سے بھی ہوتا ہے اور آسمان سے بھی۔فرش سے بھی ہوتا ہے اور عرش سے بھی اور مخلوق سے بھی ہوتا ہے اور خالق سے بھی اور یہ خدا اور بندوں کے درمیان ایک وسیلہ ہیں۔خالق و مخلوق کے درمیان ایک رابطہ ہیں' آقا اور غلاموں کے درمیان ایک ذریعہ ہیں اور جس طرح وہ دانہ جو چکی کی کلی سے چمٹ جائے پسنے سے بچ جاتا ہے اسی طرح سے وہ گنہگار جو کسی ولی اور مرشد کامل کے دامن سے لپٹ جائے خدا کے عذاب سے محفوظ رہتا ہے۔اس لئے اے گنہگار بندہ اور اے درد و غم کے مارے ہوئے انسانو! اگر تم بھی دنیا و آخرت میں عذاب خداوندی اور قہر الٰہی سے بچنا چاہتے ہو اور دکھ درد و رنج و غم اور مصائب و آلام سے نجات پانا چاہتے ہو اور اطمینان قلب سکون دل اور تسکین روح حاصل کرنا چاہتے ہو تو آؤ اس دانے کی طرح جو چکی کی کلی سے چمٹ کر پسنے سے بچ جاتا ہے تم بھی کسی مرشد کامل کے دامن سے لپٹ جاؤ۔کسی مرد قلندر کی صحبت اختیار کرو' کسی ولی اللہ کے ہاتھوں میں ہاتھ دو اور کسی فقیر بے نوا کے قدم چوم لو۔

بازار میں ایک آدمی سنگترے بیچ رہا تھا اور بلند آواز سے پکار رہا تھا کہ اچھے سنگترے! اچھے سنگترے! ایک مست پاس سے گزرا۔اس نے جب یہ آواز سنی تو وجد

میں آ کر رقص کرنے لگا۔لوگ حیران تھے کہ اس درویش کو کیا ہو گیا ہے۔آ خر لوگوں نے پوچھا۔اے مست! یہ وجد و رقص کس بات پر تھا؟ تو اس مست نے جواب دیا کہ کیا تم نے اس سنگترے بیچنے والے کی آواز نہیں سنی۔ جو بلند آواز سے پکار رہا تھا کہ اچھے سنگترے! اچھے سنگترے! جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ کتنے اچھے ہیں جو کسی مرشد کامل کی سنگت سے تر گئے ہیں۔

اولیاء اللہ کی معیت و محبت بزرگان دین کی صحبت اور کسی مرد کامل کی رفاقت سے نہ صرف یہ کہ ناقص کامل اور پیتل سونا بن جاتا ہے۔ بلکہ مرشد کی توجہ اتحادی سے شیخ کامل اور مرید صادق کے درمیان سے تمام حجابات باطنی اٹھ جاتے ہیں اور من و تو کا امتیاز مٹ جاتا ہے۔

خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ اپنے ایک خدمت گار نانبائی پر خوش ہوئے اور فرمایا۔ مانگ کیا مانگتا ہے۔عرض کی آقا مجھے اپنے جیسا کر دیجئے۔خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ نے اس نانبائی کو سامنے کھڑا کر کے توجہ اتحادی ڈالی۔بس پھر کیا تھا۔دیکھنے والے نہ پہچان سکے کہ کہ باقی باللہ رحمتہ اللہ کون ہے اور نانبائی کون ہے۔لیکن چونکہ اس نانبائی کا کاسئہ گدائی چھوٹا تھا اور وسعت دل تنگ تھی۔اس لئے وہ شیخ کامل کی توجہ اتحادی کو برداشت نہ کر سکا اور تھوڑی دیر کے لئے اللہ اللہ کہتا ہوا جاں بحق ہو گیا۔مولانا رُوم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

کہ کسی مرد کامل کے پاس ایک گھڑی بیٹھنا ہزار سال کی مقبول عبادت سے بہتر ہے۔مگر حضرت میراں بھیک رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

ایک گھڑی سے آدھی اور آدھی سے بھی آدھ

بھیکا سنگت سادھ کی کاٹے کوٹ اپرادھ

اور جب کوئی طالب صادق اور مرید باوفا اپنے مرشد کامل کی صحبت میں اپنے آپ کو فنافی الشیخ کر لیتا ہے جو کہ منزل حقیقت و معرفت کی پہلی سیڑھی ہے تو پھر وہ مرید باوفا بھی شیخ کامل بن جاتا ہے اور پھر کانٹا مرید کو چھبتا ہے تو درد شیخ کو ہوتا ہے۔ خنجر اس پر چلتا ہے اور خون اس کا بہتا ہے۔

حقیقت ایک ہے ہر شئے کی خاکی ہو کہ نوری ہو
لہو خورشید کا ٹپکے اگر ذرے کا دل چیریں

اور پھر وہ جدھر دیکھتا ہے اسے اپنے شیخ کے سوا اور کچھ بھی نظر نہیں آتا عاشق و معشوق کا حقیقی اتحاد اور طالب و مطلوب کی سچی سنگت اور مرید و شیخ کی پکی معیت و محبت و صحبت کا آخری مقام یہی ہے کہ مرید شیخ میں فنا ہو جائے اور شیخ مرید کو اپنے جیسا کر دے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجنوں لیلیٰ کی محبت میں فنا ہو چکا تھا اور اسے ہر طرف اور ہر چیز میں لیلیٰ ہی نظر آتی تھی۔ ایک دفعہ مجنوں کے جسم میں پھوڑا نکل آیا۔ ایک حکیم کو بلایا گیا حکیم نشتر سے فصد کرنے لگا تو مجنوں نے روک دیا۔ حکیم نے کہا کہ اے مجنوں تُو تو شیروں سے بھی نہیں ڈرتا اور اب نشتر سے ڈر گیا ہے۔ مجنوں نے جواب دیا۔

گفت مجنوں من نمی ترسم زنیش　صبر من ازکوہ سنگین است بیش
لیک از لیلیٰ وجود من پر است　ایں صدف پر از صفاتِ آں درست
ترسم اے فساد گر فسدم کنی　نیش را ناگاہ بر لیلیٰ زنی
درمیان لیلیٰ و من فرق نیست

حکیم صاحب میں نشتر سے نہیں ڈرتا اس لئے کہ میرا صبر و تحمل تو پہاڑ سے بڑھ کر ہے لیکن میرے وجود میں لیلیٰ سمائی ہوئی ہے اور میرے بدن کا صدف لیلیٰ کی محبت کے

موتیوں سے بھرا ہوا ہے۔ میں ڈرتا تو اس لئے ہوں کہ اگر تو نے میرے پھوڑے پر نشتر چلائی تو یہی نشتر لیلیٰ کے جسم پر لگے گی اس لئے کہ مجھ میں اور لیلیٰ میں کوئی فرق نہیں ہے۔

اللہ کریم بطفیلِ زلف محبوب کریم ﷺ ہمیں راہ راست پر استقامت عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

نحمده و نصلی و نسلم علی رسوله الکریم امابعد

فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

الا ان اولیاء الله لاخوف علیهم ولاهم یحزنون.

الذین امنوا و کانو یتقون.

لهم البشری فی الحیوة الدنیا وفی الاخره.

لا تبدیل لکلمات الله ذلک هوالفوزالعظیم

محبت وعقیدت سے درودوسلام

الصلوة والسلام علیک یا سیدی یارسول الله

وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب الله

محترم سامعین! ہماری سلسلہ وار گفتگو شانِ اولیاء ہے' کئی گزشتہ جمعوں سے ہم اس چیز کو سمجھ رہے ہیں۔ آج مزید کچھ سمجھنے کی کوشش کریں گے۔ توجہ فرمائیں' اللہ قادرو کریم نے اپنے پاک کلام میں ارشاد فرمایا لاتبدیل لکلمات الله کہ اللہ تعالیٰ نے اولیائے عظام کی جو شان بیان فرمائی اور ان کے مقام کا جو ذکر کیا ہے اور ان کی صفات اور ان کے انعام و اکرام کی وضاحت کی ہے اب قیامت تک اس میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی۔

مختلف الفاظ کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ راحت دو جہاں ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ من عادلی ولیا فقد اذنته بالحرب (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۹۷ ابن ماجہ شریف ۲۹۶) کہ جو شخص بھی میرے دوستوں کے ساتھ دشمنی اور عداوت رکھتا ہے میں اس کے

ساتھ اعلان جنگ کرتا ہوں۔ابن ماجہ کے الفاظ یہ ہیں۔ بارز اللہ بالمحاربة ان اللہ یحب الابرار اتقیا کہ اللہ تعالیٰ اولیائے کرام کے دشمنوں کے ساتھ جنگ کرنے کو تیار ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے متقی وصالح اور مقبول و برگزیدہ بندوں سے محبت کرتا ہے۔مصابیح الھدیٰ یخرجون من کل غبراء مظلمة کہ اللہ تعالیٰ کے یہ ولی ومقبول بندے رشد وہدایت کے چراغ ہیں اور جب دنیا میں ضلالت وگمراہی کی تاریکی چھا جاتی ہے اور فسق وفجور کا اندھیرا مسلط ہو جاتا ہے اور جب کفر و باطل کی ظلمت حق وصداقت کے چہرے کو ڈھانپ لیتی ہے تو یہ اولیاء اللہ اپنے دین وایمان کی روشنی اور حق وہدایت کے نور سے اجالا کر دیتے ہیں اور جب اس عالمِ فانی پر فرعونیت و یزیدیت کے گھٹا ٹوپ اندھیرے چھا جاتے ہیں تو یہ مقدس جماعت عصائے کلیم اور جذبہ حسینی علیہ السلام کی شمع جلا کر بھٹکتے ہوئے بندگانِ خدا کو سیدھی راہ دکھاتے ہیں اور جب اس خطۂ ارض پر باطل پرستی کے طوفان اٹھتے ہیں اور ظلم وستم کی آندھیاں چلتی ہیں اور وحشت و بربریت کے سیاہ بادل چھا جاتے ہیں اور احکاماتِ الٰہیہ کی مخالفت اور شریعت مصطفیٰ ﷺ سے بغاوت ہونے لگتی ہے تو یہ مقدس جماعت اپنی روحانی قوت باطنی طاقت اور خدا داد صلاحیتوں سے حق وصداقت اور رشد وہدایت کا علم لے کر اعلائے کلمۃ الحق کہتے ہوئے میدانِ عمل میں آ کر ہر قسم کے فسق وفجور، ظلم وستم اور کفر وشرک کو مٹانے کے لئے کسی بڑی سے بڑی طاقت اور ظالم و جابر حکومت سے برسرِ پیکار ہو کر رشد وہدایت' حق وصداقت اور انسانیت وآدمیت کے پرچم کو بلند کرتے ہیں۔اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ حضرت شیخ سرہندی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ مغلِ اعظم اکبر کی پھیلائی ہوئی لعنت جو دینِ اکبری کی صورت میں مخلوقِ خدا پر مسلط کی جارہی تھی بے سروسامانی کے عالم میں محض اپنی روحانی قوت اور باطنی طاقت لے کر اور فقر ودرویشی کی تلوار لے کر نہ اٹھتے اور جہانگیر کے

سجدہ کرانے کی مشرکانہ روش کے خلاف حق وہدایت کا علم لے کر ظاہری طور پر بے سہارا ہونے کے باوجود بھی اگر جہانگیر کی حکومت سے ٹکر نہ لیتے اور سلیم شاہی حکومت کی رسمِ مشرکانہ کے خلاف برسرِ پیکار ہو کر گوالیار کے قلعے میں قید نہ ہوتے تو بہت ممکن تھا کہ آج ہمارے سر بھی اپنے معبود حقیقی کے علاوہ اپنے حکمرانوں کے سامنے بھی جھکے ہوئے ہوتے۔

حالانکہ شیخ جانتے تھے کہ میں تنہا ہوں' اکیلا ہوں' بے سہارا ہوں' بے وسیلہ ہوں اور بے سروسامان ہوں اور میری ٹکر ایک حکومت سے ہے۔ میرا مقابلہ ایک بادشاہت سے ہے' میری جنگ جہانگیر کی تلواروں سے ہے اور میری لڑائی سلیم شاہی لشکر سے ہے۔ مگر پھر بھی وہ حق وصداقت کی حمایت میں اور رشد وہدایت کی دستگیری کرنے کیلئے اور ہندوستان میں رسوماتِ مشرکانہ کو توڑنے کے لیئے اور دینِ اکبری کے قلعے کو پاش پاش کرنے کے لئے اللہ ورسول کا نام لے کر تنِ تنہا میدانِ عمل میں کود پڑے اور پھر فقرا ور رویشی کی خدائی آواز جہانگیر کے شاہی محلات کی دیواروں سے ٹکرائی۔ ۔ ۔ ۔ کہ ۔ ۔ ۔ ۔ خدا کے سوا کسی انسان کو سجدہ کرنا حرام ہے۔ شیخ سرہندی بظاہر بے سروسامان تھے اور بے آسرا تھے۔ لیکن باطن میں دین وایمان کی لازوال قوت' فقر ودرویشی کی روحانی طاقت اللہ اور اس کے محبوب ﷺ کی مدد اور مردانِ کامل کا جاء وجلال قدم قدم پر ان کے ساتھ تھا۔ علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ شیخ سرہندی کی خدمتِ اقدس میں نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہوئے یوں کہتے ہیں۔

حاضر ہوا میں شیخِ مجدد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیرِ زمیں مطلعِ انوار
اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحبِ اسرار

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفسِ گرم سے ہے گرمئی احراد
وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان
اللہ نے بر وقت کیا جس کو خبر دار

الغرض فرمان محبوب ﷺ نے بڑے ہی پیارے انداز میں اولیائے کرام رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کی صفات و عادات' ان کے خصائص و کمالات اور ان کے طرزِ عمل کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ عبرتناک لہجہ میں اولیاء اللہ کے دشمنوں اور گستاخوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلانِ جنگ فرمایا ہے۔ حقیقت شناس دلوں اور حق بین نگاہوں کے لئے تو قرآنِ پاک کی یہ ایک آیت اور راحت جاں ﷺ کی یہ ایک حدیثِ پاک ہی کافی ہے کہ اولیاء اللہ کی مخالفت اور ان کی بے ادبی کرنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ جنگ کرنے کے مترادف ہے اور ایک مسلمان چاہے وہ گنہگار ہی کیوں نہ ہو۔ اولیائے عظام کی مخالفت کر کے کبھی بھی خدا تعالیٰ کے کئے ہوئے اس اعلانِ جنگ کو قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہوتا مگر خدا جانے پاکستان کے بدعقیدہ مولویوں اور گستاخ واعظوں میں اتنی جرات کہاں سے آ گئی ہے کہ وہ اولیاء اللہ اور بزرگانِ دین کی مخالفت اور ان کی شان میں گستاخی کر کے اللہ تعالیٰ سے جنگ کرنے کو تیار رہتے ہیں۔ شاید ان کو یقین ہے کہ ہم جیت جائیں گے حالانکہ یہ حقیقت بدعقیدہ لوگ بھی مانتے ہیں کہ شیطان کی قوتِ باطلہ خدائی طاقت کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

اولیاء اللہ کے معنی ہیں اللہ کے دوست' اللہ کے ساتھی اور اللہ کے یار' مگر یہ بدعقیدہ لوگ اللہ کے یاروں کو غیر اللہ کہتے ہیں۔ چلو ایک لمحے کے لیئے میں مان لیتا ہوں کہ یہ اللہ کے غیر ہیں تو پھر میں ان سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ اولیاء اللہ غیر اللہ تو پھر اولیاء اللہ کون ہیں جن کا ذکر قرآن و احادیث میں بار بار آیا ہے۔

اور اگر ان بدعقیدہ لوگوں کی یہ بات مان لی جائے کہ یہ غیر اللہ ہیں تو پھر اس مقدس جماعت کی وہ تمام صفات اور ان کے وہ تمام انعامات جو اللہ کریم نے ان کو عطا فرمائے ہیں بالکل لغو ہو کر رہ جائیں گے مثلاً ان اولیاء اللہ کو کوئی غم و خوف نہیں ہے' نہ ہی دنیا میں اور نہ ہی قیامت میں اور نہ اپنا اور نہ اپنے ماننے والوں کا اور یہ پکے مومن اور متقی ہیں اور ان کے لئے دنیا و آخرت میں میری رحمت و بخشش اور لطف و کرم کی خوشخبری ہے بھلا غیروں کو بھی کبھی کسی نے خوشخبری دی ہے اور ان پر بھی ایسے ایسے انعامات کی بارش کی ہے؟ نہیں! ہرگز نہیں!! غیروں کے لئے تو غصہ و ناراضگی ہوتی ہے۔ عذاب و عتاب ہوتا ہے اور رنج و غم اور حزن و ملال ہوتا ہے لیکن ان پر تو لطف و کرم کی بارش ہے رحمت و بخشش کے وعدے ہیں اور بے خوف و غم ہونے کا مژدہ ہے اور پھر غیروں کی تو کوئی بات بھی نہیں مانتا مگر اولیاء اللہ کے متعلق تو راحت جاں ﷺ نے فرمایا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب کبریا ﷺ نے فرمایا۔

رب اشعث مدفوع بالابواب لو اقسم علی اللہ لا برہ (مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۳۲۹' مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۴۶) کہ میری امت میں کچھ ایسے فقیر و درویش بھی ہوں گے جن کی ظاہری حالت یہ ہو گی کہ ان کے لباس پھٹے ہوئے ہوں گے۔ بال بکھرے ہوئے اور حالت خستہ ہو گی اور لوگ ان کو اپنے دروازوں سے ٹھکرائیں گے لیکن باطل میں وہ اللہ تعالیٰ کے اتنے قریب ہوں گے اور اللہ کریم کو اتنے پیارے ہوں گے کہ اگر وہ کسی بات پر قسم بھی کھا لیں گے تو اللہ کریم ان کی قسم کو پورا کرے گا یعنی اگر وہ قسم کھا لیں گے کہ کل بارش ہو گی تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا کرنے کے لئے ضرور بارش برسائے گا اور اگر وہ قسم کھا لیں گے کہ فلاں شخص کے گھر لڑکا پیدا ہو گا تو اللہ کریم ان کو پورا کرنے کے لئے ضرور اس کو لڑکا عطا کر دے گا۔

وعباد الرحمن الذین یمشون علی الارض هونا واذا

خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما والذین یبیتون لربھم سجدوا قیاما (پارہ ۱۹' سورۃ الفرقان) اور رحمٰن یعنی اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے خاص بندے بھی ہیں جو زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے گفتگو کرتے ہیں تو وہ ان کی سلامتی مانگتے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو راتوں کو اپنے رب کے لئے قیام وسجود میں گزار دیتے ہیں۔قرآن پاک کی یہ آیت کریمہ بھی شانِ اولیاء میں ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے اس لئے کہ اللہ قادر وکریم نے ان کو عبادالرحمٰن فرمایا ہے اور پھر ان کے خصائص وفضائل کی تعریف کی ہے اور ان کی عادات وصفات کی مدح وثناء فرمائی ہے کہ جب اللہ کے ولی زمین پر چلتے ہیں تو ایسی عاجزی وانکساری سے چلتے ہیں کہ زمین دکھتی نہیں اور جب جاہل لوگ ان پر طعنہ زنی کرتے ہیں ان کے لیئے برے الفاظ بولتے ہیں' ان کی شان میں گستاخی کرتے ہیں تو پھر بھی وہ ناراض نہیں ہوتے بلکہ ان کے حق میں کہہ دیتے ہیں کہ خدا تمہارا بھلا کرے۔

غور کریں کہ اولیائے کرام کے حق میں طعنہ زنی کرنے والوں اور ان کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے والوں اور ان سے عداوت رکھنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے جاھلون فرمایا ہے۔چونکہ اللہ تعالیٰ علیم بالذات الصدور ہے اور اس کو علم تھا کہ ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا کہ کچھ لوگ جو اپنے آپ کو مولوی اور عالم کہیں گے وہ میرے اولیائے کرام پر طعنہ زنی کریں گے ان کے حق میں برے الفاظ کہیں گے۔ان سے عداوت رکھیں گے اور ان کی شان میں بے ادبیاں اور گستاخیاں کریں گے ان کے نیازمندان عقیدمندوں اور ان کی عزت وتکریم کرنے والوں اور ان کے قدم چومنے والوں پر شرک و بدعت کے فتوے لگائیں گے۔اسی لئے اس نے آج سے چودہ سو سال پہلے ہی ایسے لوگوں کو جاہلون فرما دیا۔اب اگر کوئی مولوی بھی بن جائے اور عالم بھی اور اپنے آپ کو شیخ الحدیث بھی کہلوائے یا شیخ القرآن بھی لیکن اولیائے کرام کی

شان وتکریم میں بے ادبی اور گستاخی کرے تو فرمانِ خداوندی کے مطابق وہ جاھلون میں شامل ہیں۔ آگے اللہ تعالیٰ نے اپنے ولیوں کی مقدس جماعت کی صفات اور ان کے طرزِ عمل کو بیان فرمایا ہے کہ جب ساری دنیا خوابِ غفلت میں محو ہو جاتی ہے تو اللہ کے یہ محبوب دوست اپنے رب کو راضی کرنے کے لیئے ساری ساری رات کبھی سجدے کرتے ہیں اور کبھی قیام کی حالت میں کھڑے گزار دیتے ہیں۔ اس آیت پاک میں اللہ کریم نے فقرودرویشی اور روحانیت وولایت کے معیار کو بھی بیان فرما دیا ہے کہ جو صحیح معنوں میں فقیرودرویش اور اللہ کے ولی ہوتے ہیں وہ ساری ساری رات عبادت وریاضت اور مجاہدہ ومراقبہ میں گزار دیتے ہیں مطلب یہ کہ تہجد گزار اور شب بیدار ہوتے ہیں اور جب مخلوقِ خدا سو جاتی ہے تو یہ اٹھ کر اللہ کی حمد وثناء بیان کرتے ہیں۔ علامہ اقبال اسی موقع پر فرماتے ہیں۔

عطار ہو رومی ہو رازی ہو غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہِ سحر گاہی

☆ حضرت عبداللہ ابنِ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ محبوب کریم ﷺ خانہ کعبہ کا طواف کر رہے ہیں اور فرما رہے ہیں۔ والذی نفس محمد بیدہ لحرمة المومن اعظم عند الله حرمة منك (ابن ماجہ شریف صفحہ ۲۹۰) کہ اے خانہ کعبہ مجھ کو اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مومن کی عزت وحرمت تیری عزت وحرمت سے زیادہ ہے۔ اگرچہ ہر مومن ولی نہیں ہوتا مگر ہر ولی مومن ضرور ہوتا ہے۔ الذین امنو وکانو یتقون تو جب راحت جاں ﷺ کے فرمان کے مطابق ایک ولی کی شان و عزت خانہ کعبہ سے افضل ہے تو پھر ان کی عزت وتوقیر کی کیا حد۔ ان کی تعظیم وتکریم کا کیا ٹھکانہ۔ ان کے ادب واحترام کا کیا مقام اور ان کے فضائل وکمالات میں کون سا

شک باقی رہ جاتا ہے اور پھر ان کی شان میں بے ادبی اور گستاخی کرنے والے گمراہ اور باطل پرست نہیں تو اور کیا ہیں۔ عارف رومی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ حج کے لیئے پیدل جارہے تھے کہ ایک صحرا مین انہوں نے دیکھا کہ ایک درویش خستہ حالت میں بیٹھا ہوا ہے اور جب حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اس فقیر کے قریب سے گزرے تو اس نے پوچھا اے بایزید رحمتہ اللہ علیہ کہاں جارہے ہو تو انہوں نے جواب دیا کہ میں حج کرنے جارہا ہوں تو اس فقیر نے فرمایا کہ اے بایزید رحمتہ اللہ علیہ کعبے جاکر تم صرف کعبے کا طواف ہی کروگے تو۔

گفت طوافے بگر دم ہفت بار
ویں نکوتر از طوافِ حج شمار

کہ تم میرا ہی طواف کرلو اور یہ یاد رکھو کہ میرا طواف کعبے کے طواف سے افضل ہے اور کعبے جاکر تو تم صرف خدا کا گھر ہی دیکھو گے مگر

چوں مرا دیدی خدا دیدہ ای

کہ جب تم نے مجھے دیکھ لیا تو پھر سمجھو کہ خدا کو دیکھ لیا۔
اس لئے کہ

کعبہ را یک بار بیتی گفت یار
گفت یا عبدی مرا فتاد یار

اس لئے کہ اس نے کعبہ کو صرف ایک بار اپنا گھر کہا ہے اور مجھے ہر روز ستر بار کہتا ہے کہ اے میر بندے۔

مشکوٰۃ شریف صفحہ ۷۱ بروایت بخاری شریف میں حضرت سائب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان رجلا ام قوما فبصق فی القبلۃ ورسول اللہ ینظر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقومہ حین فرغ لا

یصلی لکم کہ ایک آدمی نے قبلہ کی طرف منہ کر کے تھوکا اور پھر محبوب کریم ﷺ نے دیکھا کہ وہی شخص جماعت کرا رہا ہے جب نماز سے لوگ فارغ ہوئے تو راحت جاں ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری نماز نہیں ہوئی اس لئے کہ اس امام نے ایک دفعہ قبلہ کی طرف منہ کر کے تھوکا تھا اور پھر رحمت دو جہاں ﷺ نے اس کو فرمایا' انك قد اذيت الله ورسوله کہ تو نے قبلہ کی طرف تھوک کر اللہ اور اس کے رسول کو دکھ پہنچایا ہے۔ تو جو شخص کعبہ کی طرف منہ کر کے تھوکے محبوب کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق اس کے پیچھے تو نماز جائز نہیں ہے اور اولیاء اللہ کی شان تو کعبے سے بھی افضل ہے پھر جو اولیاء اللہ کا بے ادب و گستاخ ہو اس کے پیچھے نماز کیسے ہو سکتی ہے اور اگر کعبے کی طرف منہ کر کے تھوکنا اللہ اور اس کے رسول کو دکھ پہنچایا ہے تو کعبے سے تو ایک ولی کی شان زیادہ ہے پھر ان کی بے ادبی و گستاخی کرنی بھی ضلالت و گمراہی ہے۔ عارف رومی فرماتے ہیں۔

چوں خدا خواہی کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکاں زند

کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو بدنام و بے پردہ' بے دین و گمراہ اور دنیا و آخرت میں رسوا کرنا چاہتا ہے تو وہ شخص اولیاء اللہ کی شان میں گستاخی کرنے لگ جاتا ہے اور بزرگانِ دین اور فقیروں اور درویشوں کے حق میں طعنہ زنی شروع کر دیتا ہے اور فرماتے ہیں۔

حب درویشاں کلید جنت است
دشمن ایشاں سزائے لعنت است

کہ فقیروں اور درویشوں کی محبت جنت کی کنجی ہے اور ان کا دشمن و مخالف اور ان سے عداوت و بغض رکھنے والا لعنت کا مستحق ہے۔ نہیں نہیں بلکہ عذاب و عتاب کا حقدار ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے راحت جاں ﷺ سے سنا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا۔الا بدال یکونون بالشام وھم اربعون رجلاً کلما مات رجل ابدل اللہ مکانہ رجلا یستقی بھم الغیث وینتصر بھم علی الاعداء ویصرف عن اھل الشام بھم العذاب (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۸۲) کہ ملک شام میں ہر زمانے میں چالیس ابدال موجود رہتے ہیں اور جب ان میں سے کوئی وفات پا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرا بنا دیتا ہے اور ان کے کام یہ ہیں کہ بارش برساتے ہیں دشمنوں کے مقابلے میں مدد کرتے ہیں اور شام والوں پر سے عذاب کو روکتے ہیں۔

پاکستان کے گستاخ اور بدعقیدہ مولویوں کو راحت دو جہاں ﷺ کی اس حدیث پاک پر غور کرنا چاہئے کہ راحت دو جہاں ﷺ نے کس انداز اور کھلے الفاظ میں اولیاء اللہ کے تصرفات کو بیان فرما دیا ہے کہ یہ بارش برساتے ہیں دشمنوں کے مقابلے میں مسلمانوں کی امداد کرتے ہیں اور عذاب الٰہی کو روکتے ہیں۔عارف رومی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اولیاء راہست قدرت از الٰہ
تیر جستہ باز گر داند ز راہ

کہ ان اولیائے اللہ میں اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی اتنی قدرت ہوتی ہے کہ کمان سے نکلے ہوئے تیر کو بھی واپس لا سکتے ہیں اور مولانا آگے فرماتے ہیں۔

گفتہ ناگفتہ کند از فتح باب
ازاں نے سیخ سوزو نے کباب

کہ یہ اولیائے کرام ان ہونی بات کو ہونی اور ہونی کو انہونی کر دیتے ہیں یہاں تک کہ آگ پر نہ سیخ کو جلنے دیں اور نہ ہی کباب کو اور ان کا یہ تصرف واختیار اس لئے ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اتنے قریب ہوتے ہیں کہ اللہ کریم ان پر اپنی رحمت و بخشش

اور قبولِ دعا کے دروازے کھول دیتا ہے اور یہ باذنِ الٰہی اس پر قادر ہوتے ہیں کہ آثار کو اسباب پر مرتب نہ ہونے دیں اور اپنی دعا و قدرت سے کسی کے دکھ کو سکھ میں بدل سکتے ہیں کسی بیمار کو شفا دے سکتے ہیں کسی کی مشکل میں مدد کر سکتے ہیں کسی کی تنگدستی دور کر سکتے ہیں اور کسی بے کس و لاچار کی دستگیری کر سکتے ہیں کسی کی ڈوبی نبض چلا سکتے ہیں اور کسی کی ڈوبتی کشتی کو کنارے پر لگا سکتے ہیں اب اس واضح حقیقت کے بعد بھی بدعقیدہ لوگوں کا یہ شور مچانا اور بے ادب واعظوں کا یہ واویلا کرنا بالکل فضول ہے کہ یہ اولیاء اللہ کچھ نہیں کر سکتے ان کے اختیار میں کوئی چیز نہیں ہے ان کو پکارنا گمراہی ہے اور ان سے مدد مانگنا شرک ہے اور ان کے آستانوں پر جانا بدعت و بے دینی ہے اور یہ من دون اللہ یعنی غیر اللہ ہیں۔ اصل میں اولیائے کرام رحم اللہ علیہم کے یہ دشمن اور قرآن پاک کی ان آیات کو جو بتوں کے بارے میں نازل ہوئیں ہیں انبیاء اور اولیاء پر چسپاں کر کے بھولے بھالے مسلمانوں کو گمراہ کرتے رہتے ہیں اور اپنی ہٹ دھری پر قائم رہ کر قرآن و حدیث کی مخالفت اور اولیاء اللہ سے دشمنی کر کے اللہ تعالیٰ سے جنگ کرتے رہتے ہیں۔

تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۴۶۳ میں امام رازی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ الولی ھو القریب فی اللغۃ کہ ولی کے لغوی معنی قریب کے ہیں۔ فاذا کان العبد قریبا من حضرت اللہ بسبب کثرۃ طاعتہ و کثرۃ اخلاصہ و کان الرب قریبا منہ برحمتہ و بفضلہ واحسانہ کہ جب کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری، ریاضت و عبادت اور اخلاص و مجاہدہ نفس کے سبب اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ بھی اپنی رحمت و بخشش اور لطف و کرم سے اس بندے کے قریب ہو جاتا ہے۔ فھناك حصلت الولایۃ پس اس طرح اس بندے کو درجہ ولایت حاصل ہو جاتا ہے۔ صفحہ ۴۶۹ پر ہے۔ ان العبد ولی اللہ

والرب ولی العبد قال الله تعالیٰ الله ولی الذین امنو۔ والله ولی المتقین والله ولی المومنین وھو یتولی الصالحین (سورۃ آل عمران۔ جاثیہ۔ البقرہ۔ اعراف) کہ بندہ اللہ تعالیٰ کا دوست ہے اور اللہ بندے کا دوست ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا دوست ہے اور اللہ متقین کا ساتھی ہے اور اللہ ایمان والوں کا دوست ہے اور وہ صالحین سے پیار کرتا ہے۔ فثبت ان الرب ولی العبد والرب ولی العبد۔ والرب حبیب العبد والعبد حبیب الله پس یہ ثابت ہو گیا کہ اللہ بندے کا ولی ہے اور بندہ اللہ کا دوست ہے اور رب تعالیٰ بندے کا یار اور حبیب ہے اور بندہ رب تعالیٰ کا حبیب اور یار ہے۔ جیسا کہ اللہ کریم نے فرمایا۔ یحبھم ویحبونہ۔ والذین امنوا اشد حبا لله۔ ان الله یحب التوابین۔ وان الله یحب المتقینن۔ کہ ان سے اللہ محبت کرتا ہے اور وہ اللہ سے محبت رکھتے ہیں اور ایمان والے اللہ تعالیٰ سے بہت محبت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے اور اللہ متقین سے محبت کرتا ہے اور جب یہ سب کچھ قرآن پاک سے ثابت ہے تو پھر جب اللہ کا کوئی بندہ اپنے رب کی اطاعت وفرمانبرداری کرتا ہے اور جس چیز کا وہ حکم دیتا ہے وہ کرتا ہے اور جس شے سے وہ منع کرتا ہے رک جاتا ہے۔

فکیف یبعد ان یفعل الرب الرحیم الکریم مرۃ واحدۃ مایرید العبد۔ تو پھر یہ کیوں کر بعید اور ناممکن ہے کہ ایک بندہ عاجز و بے اختیار ہو کر بھی جو خدا کہتا ہے وہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ قادرِ مطلق ہے اور خالق کائنات اور رحیم وکریم ہو کر جو بندہ کہے وہ نہیں کر سکتا۔ یعنی ہو سکتا ہے اور ہو سکتا ہی نہیں بلکہ ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندوں کی بات مان لیتا ہے اور جو وہ کہتے ہیں وہ کر دیتا ہے۔

☆ امام راضی رحمتہ اللہ علیہ کی اس ایمان افروز اور حقائق سے بھرپور مدلل اور مفصل

تقریر کے بعد اب اولیائے کرام رحم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے فیوض و برکات اور کمالات وتصرفات میں کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہ جاتا اور پھر جس دلائل قرآنیہ سے انہوں نے فقر ودرویشی اور ولایت وروحانیت کو کھل کر بیان کیا ہے اور اولیائے کرام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا جو تعلق اور ان سے جو محبت ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کے ساتھ اولیائے عظام کو جو تعلق اور محبت ہے ان تمام چیزوں کو قرآن پاک کی روشنی میں جس احسن طریقے سے واضح کیا ہے وہ حقیقت شناس لوگوں کے لئے نور بصیرت ہے اور مصنف مزاج لوگوں کے لئے چراغ ہدایت اور خصوصاً اولیائے کرام کو ماننے والے' عقیدت و محبت رکھنے والے اور ان کی چوکھٹ پر اپنی جبین نیاز جھکانے والے سینوں کے لئے دین و ایمان کو تازگی اور دل و جان کو راحت بخشنے والی ایک واضح حقیقت ہے اور اولیائے عظام کے مخالفوں اور ان سے بغض وعداوت رکھنے والے بدعقیدہ لوگوں کے لئے درس عبرت بھی ہے اور سبق آموز مضمون بھی۔ اللہ کریم ارشاد فرماتے ہیں۔

الاخلاء یومئذ بعضھم لبعض عدو الا المتقین۔ (زخرف) کہ قیامت کے دن اور میدان حشر کی ہیبت و ہولناکی سے گھبرا کر جب مخلوقِ خدا ایک دوسرے کا ساتھ چھوڑ دے گی اور جب کوئی دوست کسی دوست کے کام نہیں آئے گا' باپ اپنے بیٹے سے بھاگ جائے گا اور بیٹا اپنے باپ کا انکار کرے گا' بھائی اپنے بھائی کو جواب دیدے گا اور یار یار کو اور جب تمام رشتے ٹوٹ جائیں گے تو یہ اولیائے کرام قیامت کے دن بے سہاروں کا سہارا بن کر بے چاروں کا چارہ بن کر دکھیوں کے دستگیر ہو کر گنہگاروں کی شفاعت اور بے یاروں اور بے مددگاروں کی امداد کریں گے۔

مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۹۴ پر حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ راحت دو جہاں ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن حساب کتاب کے بعد جب اللہ تعالیٰ مخلوق کے حق میں آخری فیصلہ کر دے گا اور جنتیوں اور دوزخیوں کی پشتوں پر مہریں لگا دی جائیں گی

تو فرشتوں کو حکم فرمائے گا کہ پہلے جنتیوں کو جنت میں لے جاؤ چنانچہ جنتی بڑی خوشی و مسرت سے جنت کی طرف چلے جائیں گے اور دوزخی حسرت و یاس کے دریا اور شرمندگی ورسوائی کے سمندر میں ڈوبے ہوئے ان کو دیکھتے ہوں گے اور پھر جب اولیاء اللہ کی صف دوزخیوں کے پاس سے گزرے گی تو ایک دوزخی جس کی پشت پر تقدیر الٰہی کی مہر لگ چکی ہوگی دوڑ کر اللہ کریم کے ایک دوست کے پاؤں پکڑے گا اور عرض کرے گا اما تعرفنی کہ کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں اور پھر خود ہی کہے گا افا الذی سقیتك شربته کہ میں وہی ہوں جس نے آپ کو ایک دفعہ پانی پلایا تھا۔ وقال بعضهم انا الذی وصبت لك وضوء اور کوئی کسی ولی سے کہے گا کہ میں وہ ہوں جس نے آپ کو ایک دفعہ وضو کرایا تھا۔ فیشفع له فید خله الجنة پس وہ اللہ تعالیٰ کے ولی ان دوزخیوں کی شفاعت کریں گے اور وہ اولیاء کرام کی شفاعت و مدد کے صدقے میں جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا غضب رحمت میں تبدیل ہو جائے گا۔ ان کی مشکل حل ہو جائے گی اور ان کے دکھ دور ہو جائیں گے اور ان کی بگڑی ہوئی تقدیر بن جائے گی اسی لئے تو اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اندازہ کون کر سکتا ہے اس کے زورِ بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

اولیاء اللہ رحم اللہ علیہم کی امداد و شفاعت اور ان کے وسیلہ و صدقے پر شرک و بدعت کے فتوے لگانے والے بدعقیدہ مولوی غور کریں کہ قرآنِ پاک کی یہ آیت پاک محبوب کریم ﷺ کی یہ حدیث مبارکہ کیسے واضح الفاظ میں اولیاء اللہ کی شفاعت و استعانت اور ان کی امداد اور ان کے وسیلے کا اعلان کر رہی ہے۔

☆ حشر کے میدان میں جہنمیوں کا اللہ تعالیٰ کے ولیوں کے پاس جا کر فریاد کرنا اور پھر امداد و شفاعت طلب کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اولیائے کرام کے مقدس

آستانوں پر جا کر ان کی قدم بوسی کرنا اور ان کی چوکھٹ کو چوم کر ان سے اپنے دکھوں کا علاج، بیماری کی شفا، مشکلوں کے حل اور گناہوں کی معافی کے لیئے مدد مانگنا اور دعا کرانا نہ شرک ہے اور نہ بدعت بلکہ جائز و مستحسن ہے اور اگر سچ پوچھو تو عین شریعت ہے۔ اس لئے بھی کہ وہ چیز جو قیامت میں اور آخرت میں جائز و درست ہے وہ اس دنیا میں کیوں ناجائز و غلط ہے۔

روزِ حشر اور قیامت کے دن وہ دوزخی دربارِ خداوندی میں حاضر تھے اس لئے ان کا حق تو یہ تھا کہ وہ دربارِ خداوندی میں فریاد کرتے اور اپنے رب تعالیٰ سے مدد مانگتے اور براہِ راست اللہ تعالیٰ سے معافی کے خواستگار ہوتے مگر نہیں انہوں نے دیکھا کہ آج اللہ تعالیٰ قہر و غضب اور پورے جاہ و جلال میں ہے کسی ایسے مردِ کامل اور اللہ کے دوست کا وسیلہ تلاش کرو جس کی شفاعت و سفارش اللہ تعالیٰ قبول کرلے اس لئے انہوں نے خداوند تعالیٰ کے دربار میں فریاد کرنے کی بجائے اولیاء اللہ کے دامن کو پکڑ کر التجاء کی اور پھر ان کے وسیلے سے اللہ کریم نے ان کو معاف کردیا اور ان کی تقدیر بدل گئی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر ایسا کیوں کیا گیا اور ایسا کیوں ہوا؟ تو جواب یہ ہے کہ صرف اس لئے کہ وہ بدعقیدہ لوگ اور اولیائے عظام سے عداوت و دشمنی رکھنے والے گستاخ واعظ اور ان سے مدد مانگنے پر شرک و بدعت کے فتوے لگانے والے بے ادب مولوی یہ جان جائیں کہ اولیاء اللہ کی شان کیا ہے اور آج یہی بزرگانِ دین گنہگاروں کے کام آرہے ہیں اور یہ اللہ کریم کے دوست ہیں جن کو تم دنیا میں غیر اللہ سمجھتے تھے اور بھولے بھالے مسلمانوں کو یہ کہہ کر گمراہ کرتے رہے کہ اولیاء اللہ کسی کی مدد نہیں کرسکتے، کسی کے کام نہیں آسکتے، کسی کی فریاد نہیں سن سکتے۔ کسی کو شفا نہیں دے سکتے اور ان کے اختیار میں کچھ نہیں ہے اور ان کے آستانوں پر جانا اور ان سے مدد مانگنا شرک و بدعت ہے اور پھر اس حدیث پاک سے یہ بھی ثابت ہوا کہ فقیر و درویش

اپنے پیرومرشد کی کی ہوئی خدمت ضائع نہیں جاتی۔ایک نے پانی پلایا تھا اور دوسرے نے وضو کرایا تھا۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

وما علینا الا البلغ المبین

جنت کے مالک

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

امابعد

فاعوذ باللہ من الشطین الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تلک الجنۃ التی نورث من عبادنا من کان تقیا

صدق رسول رب العلمین

عقیدت ومحبت سے درودوسلام

الصلوۃ وسلم علیک یا سیدی یا رسول اللہ

وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

محترم سامعین کرام! اللہ کریم قران پاک کی سورہ مریم میں ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ ہم نے اپنی جنت کا وارث اپنے اولیاء کو بنا دیا ہے اور یہی وہ جنت ہے جس کا وارث ہم نے اپنے متقین بندوں کو بنا دیا ہے اور متقین ہی اولیاء اللہ ہیں۔

ان اولیاء الا المتقین (سورۃ انفعال آیت ۳۴) کہ یہ متقی ہی اس کے ولی و دوست ہیں۔ جب فرمانِ خداوندی کے مطابق یہ اولیاء اللہ جنت کے وارث ہیں تو پھر قیامت کے دن ان کا کسی کو جنت عطا کر دینا کون سی مشکل بات ہے۔ نزہت المجالس میں ہے' حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں راحت جاں ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن عرشِ الٰہی سے منادی ہوگی کہ میرے محبوب پاک کے اصحابی کہاں ہیں پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ دربارِ خداوندی میں حاضر ہوں گے تو اللہ کریم فرمائے گا۔

یاابابکر قف علی باب الجنۃ فادخل من شئت برحمۃ اللہ وامنع من

شئت بعلم اللہ کہ اے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جنت کے دروازے پہ کھڑے ہو جاؤ اور اللہ کی رحمت سے جس کو چاہو جنت میں داخل کردو اور جس کو چاہو اللہ کے علم سے روک دو اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حکم ہوگا کہ یا عمر قف علی المیزان فثقل من شئت وخفف من شئت کہ اے عمر (رضی اللہ عنہ) میزان پر کھڑے ہو جاؤ اور جس کے چاہو اعمال زیادہ کردو اور جس کے چاہو تم کم کردو اور جس کا تم چاہو پلّہ بھاری کردو اور جس کا چاہو ہلکا کردو اور حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کو کہا جائے گا کہ قف علی الصراط کہ اے عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) پل صراط پر کھڑے ہو جاؤ اور جس کو تم چاہو بازو سے پکڑ کر پار کردو اور جس کو تم چاہو دوزخ میں پھینک دو اور پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حکم ہوگا کہ یا علی قف علی الحواض فاسق من شئت واصرف من شئت کہ اے علی (رضی اللہ عنہ) حوضِ کوثر پر کھڑے ہو جاؤ اور جس کو تم چاہو پانی پلا دو اور جس کو چاہو پیاسا رکھو۔ اس روایت پر غور کرو کہ جنت کے دروازے پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' میزان پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ' پل صراط پر حضرت عثمان غنی اور حوضِ کوثر پر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور یہ سب راحت دو جہاں ﷺ کے صحابی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں اور تمام اولیاء اللہ کے پیشوا اور امام ہیں۔ نہیں نہیں بلکہ منبع ولایت ہیں مگر بدعقیدہ لوگوں کے باطل عقیدے کے مطابق یہ غیر اللہ ہیں اور غیر اللہ کے آستانوں پر جانا اور ان سے مدد مانگنا اور مشکل کشائی کے لیئے فریاد کرنا اور ان کے آگے حاجت روائی کے لئے ہاتھ پھیلانا ان کے نزدیک شرک و بدعت ہے۔ اس لئے بدعقیدہ مولویوں' گستاخ واعظوں اور اولیاء اللہ کے بے ادب لوگوں کے لیئے قیامت کے دن سوائے جہنم کے کوئی ٹھکانہ نہیں ہوگا۔ اس لیئے جب یہ لوگ جنت کی طرف دیکھیں گے تو وہاں بھی غیر اللہ' میزان کی طرف دیکھیں گے تو وہاں بھی غیر اللہ' پل صراط سے گزریں گے تو وہاں بھی غیر اللہ اور پھر شدت پیاس

سے تنگ آ کر حوضِ کوثر کی طرف دوڑیں گے تو وہاں بھی غیر اللہ جن کو یہ لوگ مشکل کشا ہی نہیں مانتے تو پھر میں حیران ہوں کہ ان بدعقیدہ لوگوں کا قیامت میں کیا بنے گا۔ اگر یہ میری بات مان لیں تو آج بھی اپنے باطل اور لغو عقیدے سے توبہ کر کے کسی مردِ کامل کے دامن کو تھام لیں۔ کسی درویشِ باخدا کے قدم چوم لیں اور کسی مرشدِ پاک کے آستانے پر سرِ نیاز جھکا دیں۔

اور پھر میں یہ سوچتا ہوں کہ ان لوگوں کا قیامت میں کیا بنے گا۔ جو صحابہ اکرام رضی اللہ عنہ پر طعن و تشنیع اور ان کی شان اقدس میں گستاخیاں کرتے رہتے ہیں اور نعوذ باللہ من ذالک ان کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے۔ اس لئے اگر صحابہ اکرام رضی اللہ عنہ سے بغض و حسد رکھنے والے لوگ بھی اگر چاہتے ہیں کہ ہماری نجات ہو جائے تو ان کو بھی چاہئے کہ اپنی عقائد باطلہ سے توبہ کر کے صحابہ کرام کے نیاز مندوں میں اپنا نام لکھوا لیں اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگ کر صحابہ کرام کے غلام بن جائیں۔ خدا بڑا ہی رحیم و کریم اور ستار و غفار ہے اور اس کی رحمت و بخشش کے دروازے سے آج ہی کھلے ہیں۔ انشاء اللہ وہ اپنے دوستوں اور صحابہ کرام کے صدقے سے ان کو ان کی غلطیاں معاف کر دے گا۔

محترم سامعین کرام! غور فرمائیں کہ جنت کے دروازے پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور میزان پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور پل صراط پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں اور حوضِ کوثر پر حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کا صحابہ کرام کو قیامت کے دن پر منصب عطا کرنا اس کی شانِ کریمی ہے اور بندہ نوازی ہے۔

بلا تشبیہ مثال اگر کوئی بادشاہ اپنے ملک کے مختلف محکمے وزیروں کے سپرد کر دے تو کون سا کفر و شرک ہے اور کسی کو کیا حق ہے کہ وہ اس بادشاہ سے پوچھے کہ تو نے ایسا کیوں کیا ہے۔ ہاں اگر یہ یا دوسرے وزراء اپنے اپنے فرائض کو پوری دیانت و

صلاحیت سے انجام نہ دیں تو ان کو بدلا جا سکتا ہے مگر یہ صحابہ کرام اور اولیائے عظام اللہ تعالیٰ کے ایسے وزیر ہیں کہ جن کے متعلق یہ شبہ کرنا بھی کفر ہے کہ یہ لوگ اپنے فرضِ منصبی میں کسی قسم کی بد دیانتی یا کوتاہی کرتے ہوں گے اس لئے یہ وزیر بدلے بھی نہیں جا سکتے کیونکہ یہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کے وزیر نہیں ہیں بلکہ حبیب بھی ہیں۔ان اللہ یحب المتقین اور وزیر تو بدلتے رہتے ہیں مگر حبیب کبھی نہیں بدلتے۔

دوستو! نبوت کے بعد صحابہ کرام علیہم الرضوان ولایت وطریقت' حقیقت ومعرفت اور رشد وہدایت کے امام و پیشوا ہیں اور طریقت کے چاروں سلسلوں نقشبندیہ' چشتیہ' قادریہ اور سہروردیہ کے سردار وسرتاج اور منبع ومخزن ہیں۔فیصل آباد کے آٹھ بازار ہیں جن کے نام یہ ہیں۔کچہری بازار' ریل بازار' کارخانہ بازار' امین پور بازار' منٹگمری بازار' چنیوٹ بازار' بھوانہ بازار اور جھنگ بازار اور شہر کے وسط میں گھنٹہ گھر ہے اور ایک گول بازار ہے جو شہر کے اردگرد گھومتا ہے کہ اگر کوئی شخص اس بازار کی کسی دوکان سے چل پڑے تو تھوڑی دیر کے بعد تمام شہر کا چکر لگانے کے بعد پھر اسی دکان پر آ جائے گا۔اگر (فیصل آباد) شہر کی بناوٹ اور اس کے نقشے پر غور کیا جائے تو یہ مسئلہ پوری طرح سمجھ میں آ جاتا ہے کہ اگر کسی مسافر نے گھنٹہ گھر جانا ہو تو وہ شہر کے ان آٹھوں بازاروں میں سے جس بازار میں بھی داخل ہو گا گھنٹہ گھر سامنے نظر آ جائے گا اور وہ مسافر بڑی آسانی سے گھنٹہ گھر پہنچ جائے گا لیکن اگر غلطی سے گول بازار میں داخل ہو جائے تو پھر وہ ساری زندگی شہر کے اردگرد چکر لگاتا رہے گا مگر گھنٹہ گھر تک نہیں پہنچ سکے گا۔

بلاتشبیہ ومثال! جس طرح فیصل آباد شہر کے مرکز تک پہنچنے کے لئے کسی بازار میں داخل ہونا ضروری اور لازمی ہے اسی طرح سے مرکز رسالت ﷺ اور خدا تک پہنچنے کے لئے طریقت کے کسی بازار میں داخل ہونا ضروری اور لازمی ہے مگر یہ بدعقیدہ لوگ تو

گول بازار کے چکر میں پھنسے ہوئے چکر لگا رہے ہیں۔اس لئے قیامت تک ان کو منزل مقصود نہیں مل سکتی اور ملے بھی کیوں کہ جب کہ اللہ کریم نے ان کے متعلق یہ فیصلہ کر دیا ہوا ہے۔

ومن یضلل فلن تجدلہ ولیا مرشدا (پارہ ۱۵' سورۃ کہف) کہ وہ شخص جو گمراہ ہو گیا پس نہ پائے کسی ولی یا مرشد کو یعنی مددگار راہنما کو۔ یہ آیت پاک بھی اولیائے کرام رحم اللہ علیہم سے بغض وعداوت رکھنے والوں اور ان کی شان پاک میں گستاخی کرنے والوں کے لئے تازیانہ عبرت بھی ہے اور ان کی ضلالت وگمراہی پر ایک خدائی مہر بھی۔اس لئے کہ یہ بدعقیدہ لوگ کسی ولی ومرشد کے طالب نہیں ہیں اور نہ ہی کسی پیر فقیر کو مانتے ہیں اور نہ ہی اولیاء اللہ اور کسی مرشد کامل کے تصرفات وکمالات کے قائل ہیں اور نہ ہی اس دنیا کے خطرناک جنگل سے صحیح وسلامت گزرنے کے لئے کسی مددگار وراہنما کی ضرورت محسوس کرتے ہیں اور نہ ہی گناہ ومعصیت کے سمندر کی طوفانی موجوں سے اپنی کشتی حیات کو بحفاظت کنارے پر لے جانے کے لئے کسی ملاح کو تلاش کرتے ہیں اور نہ ہی اس ظلمت کدہ جہاں سے سیدھے راستے پر چلنے کے لئے کسی مردِ کامل کے نور معرفت سے روشنی حاصل کرتے ہیں اور نہ ہی خدا اور رسول تک پہنچنے کے لئے کسی فقیر و درویش کے وسیلے کی جستجو کرتے ہیں۔

دوستو! قرآن پاک کی اس آیت مبارکہ سے یہ حقیقت بھی پوری طرح سے واضح ہو جاتی ہے کہ ضلالت وگمراہی سے بچنے کے لئے فسق وفجور کے اندھیروں میں روشنی حاصل کرنے کے لئے اور اللہ اور اس کے محبوب ﷺ تک پہنچنے کے لئے کسی ولی ومددگار اور کسی مرشد وراہنما کا دامن پکڑنا ضروری ہے۔اگر کسی وزیر یا کسی افسر کو ملنا ہو تو ہزاروں وسیلے تلاش کرنے پڑتے ہیں۔ان کے دوستوں کو تلاش کرنا پڑے گا جب کہ اللہ کریم نے خود ہی فرما دیا ہے کہ یہ میرے دوست ہیں میرے یار ہیں اور مجھے ملنے

والے ہیں۔ جس طرح بغیر تیل کے چراغ نہیں جل سکتا اور بغیر پانی کے درخت نہیں پھل سکتا اسی طرح بغیر مرشد کے خدا نہیں مل سکتا۔ اسی لئے تو درویشِ لاہوری کہتا ہے کہ

کیمیاء پیدا کن از مشتے گلے
بوسہ زن بر آستانِ کاملے

اے مسلمان اگر تو اپنی مشتِ خاک کو سونا بنانا چاہتا ہے تو کسی مردِ کامل کے آستانے کی مقدس چوکھٹ کو چوم۔

دریا پہاڑوں کے چشموں سے نکلتے ہیں اور پھر سارے پاکستان کو سیراب کرتے ہیں اور سوکھی ہوئی کھیتیاں سرسبز و شاداب کرتے ہیں مگر نہ تو ضلع فیصل آباد کی زمین براہ راست کسی چشمے سے سیراب ہوتی ہے اور نہ ہی ضلع فیصل آباد کا کوئی خطہ مگر ان چشموں سے بنجر علاقوں اور بارانی زمین کو سیراب کرنے کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا گیا کہ چشموں سے دریا نکلے اور دریاؤں سے بڑی بڑی نہریں نکالی گئیں اور نہروں سے سوؤے اور سوؤں سے کھالے اور پھر کھالوں سے نالیاں اور ہم ہر روز دیکھتے ہیں کہ یہ نالیاں زمین کو سیراب کرتی ہیں اور ہر نالی کے پانی کا تعلق بالواسطہ چشموں کے پانی سے ہے۔ نہیں نہیں بلکہ ہر نالی کا پانی چشمے کا ہی ہے۔

دوستو! نبوت کے سرچشمہ سے ولایت و روحانیت کے چار بڑے دریا نکلے پھر ان دریاؤں سے سینکڑوں نہریں نکلیں پھر ان نہروں سے ہزاروں کھالے اور کھالوں سے لاکھوں نالیاں نکلیں جن کے ذریعے کروڑوں انسانوں کی دل کی کشتِ ویراں سیراب ہوگئی۔ سینوں کے اجڑے ہوئے کھیت سرسبز ہو گئے اور ضلالت و گمراہی اور فسق و فجور کی بادِ خزاں سے اُجڑے ہوئے دلوں کے غنچوں میں حق و صداقت اور رشد و ہدایت کی بہار آ گئی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ' حضرت عثمان

غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ولایت اور روحانیت کے دریا ہیں، جن سے طریقت و معرفت کی سینکڑوں نہریں نکلیں۔ حضرت اویس قرنی، حضرت خواجہ حسن بصری، حضرت امام جعفر صادق، حضرت ذوالنون مصری، حضرت بایزید بسطامی، حضرت شیخ شبلی، حضرت جنید بغدادی، حضرت ابوالحسن خرقانی، حضرت غوثِ اعظم، حضرت خواجہ معین الدین، حضرت داتا گنج بخش، حضرت باوا فرید، حضرت نظام الدین اولیاء، حضرت بہاؤالحق ذکریا، حضرت خواجہ فقیر محمد چوراہی، حضرت شیخ جماعت علی شاہ، خواجہ محمد قمرالدین سیالوی پیر سید مہر علی شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ یہ تمام بزرگانِ دین اور اولیائے کرام چشمہ ولایت و روحانیت اور منبع رشد و ہدایت سے نکلے ہوئے ان چار دریاؤں کی طریقت و حقیقت کی نہریں ہیں جن کے صدقے سے جن کے وسیلے سے جن کی معرفت سے اور جن کے ذریعے سے نسلِ انسانی کے دلوں کی بنجر زمین سیراب ہوتی آ رہی ہے اور قیامت تک ہوتی رہے گی اور حقیقت و معرفت کے گلشن مہکتے رہیں گے اور رشد و ہدایت کے پھول کھلتے رہیں گے۔

اور جس طرح ضلع فیصل آباد کے کسی باغ کو سیراب کرنے والے پانی کا تعلق بالواسطہ پہاڑوں سے نکلنے والے چشمہ سے ہے اسی طرح حضرت خواجہ خواجگان قبلہ عالم شہنشاہ طریقت میرے پیرومرشد حضرت شیخ الاسلام والمسلمین حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی سے پیدا ہوا روحانی تعلق بالواسطہ چشمہ ولایت و روحانیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہو جائے گا نہیں نہیں بلکہ سرچشمہ نبوت و رسالت سید المرسلین راحت دو جہاں ﷺ سے ہو جائے گا اور اگر سچ پوچھو تو اللہ کریم سے ہو جائے گا۔

ان الذین یبایعونك تحت الشجرۃ انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم (پارہ ۲۶ سورۃ الفتح آیت ۱۰)۔

میرے گھر میں بجلی ہے اور جب رات کے اندھیرے میں مجھے روشنی کی ضرورت

پڑتی ہے تو میں ایک بٹن کو دبا لیتا ہوں جس سے میرا کمرہ فوراً روشن ہو جاتا ہے اور سارے مکان میں اجالا ہو جاتا ہے اور سارا گھر چمک اٹھتا ہے اور میرے کمرے کی بجلی کے بلب کا تعلق بالواسطہ کسی بجلی گھر سے ہے۔ جہاں مختلف طریقوں سے تقسیم ہوتی ہوئی تاروں کے ذریعے میرے مکان تک پہنچتی ہے تو جس طرح مکان کے اندھیرے کو دور کرنے کے لیئے کسی چراغ یا بجلی کے بلب کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح دل کے اندھیرے کو بھی دور کرنے کے لیئے کسی مرشد کامل کے نور معرفت کی ضرورت ہے اور جس طرح کسی مکان کی بجلی کے بٹن کا تعلق کسی بجلی گھر سے ہوتا ہے اسی طرح کسی مرشد کامل سے پیدا کیا ہوا روحانی تعلق بالواسطہ محبوب کریم ﷺ اور اللہ کریم سے ہو جاتا ہے۔

یخرجھم من الظلمات الی النور اور مصابیح الھدیٰ کا یہی مطلب ہے کہ جب اس کائنات ارضی پر ضلالت و گمراہی کے اندھیرے چھا جاتے ہیں، فسق و فجور کی تاریکی پھیل جاتی ہے، کفر و باطل کی سیاہی غالب آ جاتی ہے اور بے دینی والحاد کی ظلمت مسلط ہو جاتی ہے تھ پھر اللہ کریم اپنے مقبول بندوں اور اولیائے کرام کے ذریعے سے نسلِ انسانی کو کفر و باطل کے اندھیروں، فسق و فجور کی تاریکیوں اور بے دینی والحاد کی ظلمتوں سے نکال کر رشد و ہدایت کی روشنی، حق و صداقت کے اجالے اور دین و ایمان کے نور کی طرف لے آتا ہے۔

حضرت ابی سعید خذری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ راحت جاں ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں ایک آدمی تھا جس نے ننانوے قتل کیئے۔ پھر وہ توبہ کرنے کے ارادے سے گھر سے نکلا۔ اس نے ایک راہب سے پوچھا کہ میں نے ننانوے قتل کیئے ہیں اور اب میں توبہ کروں تو کیا اللہ کریم میری توبہ قبول کرے گا کہ نہیں؟ اس راہب نے کہا کہ نہیں۔ تو اس نے اس راہب کو بھی قتل کر دیا اور پھر اس نے آگے جا کر کسی شخص

سے پوچھا تو اس نے جواب دیا امت قریۃ کذا و کذا کہ فلاں بستی میں چلے جاؤ۔ مسلم شریف کے الفاظ ہیں فانطلق الی ارض کذا و کذا فان بھا اناسا یعبدون اللہ کہ فلاں بستی میں چلے جاؤ وہاں کے کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے ہیں یعنی اولیاء اللہ ہیں ثم سال عن اعلم اہل الارض پھر اس نے ایک بہت بڑے عالم دین سے سوال کیا تھا اور عالم دین نے اس کو یہ فرمایا تھا۔

اور جب وہ اللہ تعالیٰ کے ایک ولی کی طرف اپنے گناہوں کی معافی کرانے اور توبہ قبول کرانے کی عرض سے جا رہا تھا تو راستے میں اس کی موت واقع ہوگئی۔ فاختصمت فیہ ملائکۃ الرحمۃ وملائکۃ العذاب پس رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے آپس میں جھگڑنے لگے۔ عذاب کے فرشتے کہتے تھے کہ یہ ایک سو آدمیوں کا قاتل ہے اس لئے یہ جہنمی ہے اور رحمت کے فرشتوں کا موقف تھا کہ اب یہ اللہ کے ولیوں کی طرف توبہ کرنے جا رہا تھا اس لئے جنتی ہے۔

تب اللہ کریم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ جاؤ اور یہ گنہگار جہاں سے چلا ہے وہاں سے لے کر جہاں اس نے جانا ہے وہاں تک فاصلہ ناپ لو۔ اگر اگلا حصہ کم ہے تو یہ جنتی ہے اور اگر پچھلا حصہ کم ہے تو یہ دوزخی ہے۔ جب فرشتے وہ فاصلہ ناپنے لگے تو فاوحی اللہ الی ھذہ ان تقربی۔ اللہ کریم نے زمین کو حکم دیا کہ آگے سے سمٹ جا پس وہ زمین آگے سے سمٹ گئی اور فاصلہ کم ہوگیا وہ بستی قریب ہوگئی اور پھر اللہ کریم نے فرشتوں کو فرمایا کہ کون سا حصہ کم ہوا ہے تو فرشتوں نے عرض کی یا مولا۔ ھذہ اقرب بشبرا کہ یہ بستی پچھلے حصے سے ایک بالشت کم ہے۔ فغفر لہ اللہ کریم کی رحمت و بخشش کا دریا جوش میں آگیا اور اس سو انسانوں کے قاتل کو بخش دیا۔ (مسلم و مشکوٰۃ شریف)

غور فرمائیں کہ وہ گنہگار اور ایک سو انسانوں کا قاتل ابھی اللہ کے ولی کے پاس

پہنچا بھی نہیں ہے بلکہ ابھی اس بستی کی طرف جا رہا تھا جس میں اولیاء اللہ رہتے تھے تو اللہ قادر و کریم نے اس قاتل و گنہگار کو بخش دیا۔ صرف اس لئے کہ وہ توبہ کرنے اولیاء اللہ کی طرف جا رہا تھا اور اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند آ گئی کہ اگر چہ یہ گنہگار ہے لیکن توبہ کرنے میرے دوستوں اور میرے اولیاء کرام رحمہم اللہ علیہم کی طرف جا رہا ہے۔ اگر میں نے اس کی توبہ قبول کر کے اور اس کے گناہ معاف کر کے آج نہ بخشا تو میرے اولیائے عظام کی شان میں فرق آ جائے گا۔

دوستو! تو ہم بھی اللہ کے ولی کسی پیر و فقیر اور کسی مرشد کامل کے مقدس ہاتھوں میں اپنے ہاتھ دے کر صرف اس لئے بیعت کرتے ہیں تا کہ ہماری توبہ قبول ہو جائے' ہمارے گزشتہ گناہوں کی معافی ہو جائے اور اس مرشدِ کامل کے وسیلے سے ہمیں اللہ اور محبوب ﷺ کا سیدھا راستہ مل جائے اور اولیاء اللہ کے صدقے سے ہماری نجات ہو جائے اور ہماری بگڑی ہوئی تقدیر بدل جائے اور اس حدیث پاک سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ کی زیارت و ملاقات کی نیت کر کے قصداً جانا نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ باعثِ بخشش اور وسیلہ نجات بھی ہے۔

اور ایسا ہو بھی کیوں نہ جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان اللہ یحب المتقین کہ اللہ تعالیٰ اولیائے کرام سے محبت کرتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی مقبول بندے سے محبت کرتا ہے تو پھر ساری کائنات اس سے محبت کرنے لگ جاتی ہے اور وہ ساری مخلوق کا محبوب بن جاتا ہے۔ جیسا کہ سید المرسلین ﷺ نے فرمایا۔ ان اللہ اذا احب عبدا دعا جبریل فقال انی احب فلانا فاحبہ قال فیحبہ جبریل ثم ینادی فی السماء فیقول ان اللہ یحب فلانا فاحبولا فیحبہ اھل السماء ثم یوضع لہ القبول فی الرض (مشکوۃ شریف صفحہ ۴۲۵)۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب کریم ﷺ نے فرمایا۔ کہ جب اللہ کریم کسی بندے سے محبت

کرنے لگتا ہے تو حضرت جبریل علیہ السلام کو بلا کر کہتا ہے کہ میں فلاں بندے سے مہبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو۔ راحت جاں ﷺ نے فرمایا پھر جبریل علیہ السلام بھی اس بندے سے محبت کرنے لگ جاتا ہے اور پھر آسمانوں پر منادی کر دی جاتی ہے کہ اے آسمان والو! اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے۔تم بھی اس سے محبت کرو۔ پس آسمانوں کے تمام فرشتے بھی اس بندے سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ زمین والوں کے دلوں میں بھی اپنے اس مقبول ومحبوب بندے کی محبت پیدا کر دیتا ہے۔

محترم سامعین کرام! اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ جل جلالہ محبت فرماتا ہے اس کے ساتھ ساری مخلوق محبت کرتی ہے۔

☆ محبوب کریم ﷺ بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔
☆ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔
☆ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔
☆ عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔
☆ علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔
☆ بلال حبشی رضی اللہ عنہ بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔
☆ غوثِ اعظم رحمتہ اللہ علیہ بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔
☆ مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔
☆ خواجہ ہندالولی رحمتہ اللہ علیہ بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔
☆ داتا علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔
☆ خواجہ شیخ السلام والمسلمین رحمتہ اللہ علیہ بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔
☆ سید پیر مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔
☆ سید جماعت علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔

☆ خواجہ محمد علی رحمتہ اللہ علیہ بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔
☆ زمین والے بھی اس سے محبت کرتے ہیں اور آسمان والے بھی۔
☆ مشرق ومغرب والے بھی اس سے محبت کرتے ہیں اور شمال وجنوب والے بھی۔
☆ المختصر فرش وعرش کی تمام مخلوق اس سے محبت کرتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ مقبولانِ الٰہی کے مقدس آستانوں پر مخلوقِ خدا کا ہجوم رہتا ہے اور اولیائے کرام کے دروازوں پر حاجب مندوں کا میلہ لگا رہتا ہے اور ان دلق پوشوں کی بارگاہوں پر بڑے بڑے شہنشاہ کاسئہ گدائی لئے پھرتے ہیں اور ان فاقہ مستوں کی چوکھٹوں پر دنیا کے تاج داروں کی جبینِ نیاز جھکی رہتی ہے اور ان خدا پرستوں کے درباروں پر ہزاروں دکھ درد کے مارے انسان مشکل کشائی کے لئے اپنے دامن پھیلائے رکھتے ہیں اور ان فقیروں کے ڈیروں پر دنیا کے ٹھکرائے ہوئے لاکھوں انسان پناہ لیتے ہیں۔اسی لئے تو عدم کہتا ہے کہ۔

ارے میکسارو سویرے سویرے
خرابات کے گرد پھیرے پہ پھیرے
کبھی اس طرف بھی گزر کر تو دیکھو
بڑی رونقیں ہیں فقیروں کے ڈیرے

اور پھر ان کی چشمہء روحانیت سے اپنی پیاس بجھانے کے لئے تشنگانِ معرفت کا ہجوم رہتا ہے اور ان کے میخانہء عرفان وحقیقت سے شراب عشق ومستی پینے والوں کا میلہ لگا رہتا ہے اور ان کے چراغِ رشد وہدایت سے حق وصداقت کی راہ تلاش کرنے والے پروانوں کا اژدہام رہتا ہے پھر ان کے دروازوں سے کوئی خالی نہیں جاتا بلکہ جو بھی آتا ہے جھولی بھر کے جاتا ہے بیمار آتا ہے تو شفا پا کر جاتا ہے۔ دکھ والا آتا ہے تو سکھ لے کر جاتا ہے۔ بے چین آتا ہے تو چین سمیٹ کر واپس جاتا ہے۔ بے مراد آتا

ہے تو بامراد ہو کر جاتا ہے۔ بھٹکا ہوا آتا ہے تو منزل پا کر جاتا ہے۔ بدنصیب آتا ہے تو خوش نصیب ہو کر جاتا ہے۔ دوزخی آتا ہے تو جنتی ہو کر جاتا ہے۔ بے اولاد آتا ہے تو اولاد سے نوازا جاتا ہے اور سچ پوچھو تو چور آتا ہے تو قطب بنا دیا جاتا ہے۔ اس لئے تو درویش لاہوری کہتا ہے۔

ہزاروں خوف ہو لیکن زبان ہو دل کی رفیق
یہی ازل سے رہا ہے قلندروں کا طریق
ہجوم کیوں ہے زیادہ شراب خانے میں
فقط یہ بات کہ پیرِ مغاں ہے مردِ خلیق

اور یہی نفوسِ قدسیہ ہیں جو اطاعت الٰہی اور رسول ﷺ کی بدولت عبادت و ریاضت کے ذریعے اور مراقبہ و مجاہدہء نفس کی معرفت اپنے رب تعالیٰ کے ساتھ اتنا قرب اور تعلق پیدا کر لیتے ہیں کہ محبوب کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق پھر اللہ تعالیٰ ان کی آنکھیں بن جاتا ہے اور وہ ان آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے کان بن جاتا ہے وہ اللہ کے کانوں سے سنتے ہیں۔ اللہ ان کے ہاتھ بن جاتا ہے اور وہ اللہ کے ہاتھوں سے پکڑتے ہیں۔ اللہ ان کے پاؤں بن جاتا ہے وہ اللہ کے پاؤں سے چلتے ہیں اور پھر جب بھی اور جو بھی وہ سوال کرتے ہیں اللہ تعالیٰ پورا کر دیتا ہے جو مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ عطا کر دیتا ہے اور جو وہ کہتے ہیں اللہ کریم مان لیتا ہے حالانکہ اللہ کی آنکھیں نہیں لیکن وہ دیکھتا ضرور ہے۔ اس کے کان نہیں لیکن وہ سنتا ضرور ہے۔ اس کے ہاتھ نہیں لیکن وہ پکڑتا ضرور ہے اور اس کی زبان نہیں لیکن وہ بولتا ضرور ہے وہ جسم و اعضاء سے پاک ہے۔ چلنے پھرنے سے مبرا ہے۔ کھانے پینے سے منزہ ہے۔ سونے جاگنے' اٹھنے بیٹھنے' طول وعرض اور مرض وغرض سے پاک ہے۔

☆ اور راحت جاں ﷺ کے فرمان کے مطابق جب اولیاء اللہ کا دیکھنا اللہ کی آنکھ

سے دیکھتا ہے تو پھر اس کے دیکھنے کی کوئی حد نہیں ہوگی۔ پھر وہ مصلّے پر بیٹھ کر ساری کائنات کو دیکھ سکتا ہے زمین وآسمان کو دیکھ سکتا ہے۔ فرش وعرش کو دیکھ سکتا ہے اور لوح کو قلم کو دیکھ سکتا ہے۔ اس لیئے تو عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

لوحِ محفوظ است پیشِ اولیاء

کہ لوحِ محفوظ بھی اولیاء اللہ کے سامنے ہے اور ایک مردِ کامل جب اللہ تعالیٰ کے کانوں سے سنتا ہے تو پھر اس کے سننے کی بھی کوئی حد نہیں ہوگی۔ وہ اپنے حجرے میں بیٹھ کر شرق وغرب کی آوازیں سن سکتا ہے۔ قرب و جوار کی صدائیں سن سکتا ہے دور و نزدیک کی پکاریں سن سکتا ہے اور اپنے مریدوں کی فریادیں جہاں بھی وہ ہوں گے سن سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں جمعہ کا خطبہ دیتے ہوئے فرمایا۔ یاساریۃ الجبل کہ اے ساریہ پہاڑ کی جانب سے بچو۔ حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ نے چھتیس سو میل کے فاصلے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز سن لی۔ کیوں؟ اس لئے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ کی آنکھ سے دیکھا اور حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ نے اللہ کے کانوں سے سنا اور پھر اس کی پکڑ بھی اللہ تعالیٰ کی پکڑ ہوگئی کیونکہ اس کے ہاتھ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہیں۔ اسی لئے اقبال رحمۃ اللہ کہتے ہیں کہ

ہاتھ ہے اللہ کا بندہ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفریں کارِ کشا و کار ساز

اور پھر اولیاء اللہ کا بولنا بھی اللہ کریم کا بولنا ہے اور اللہ کریم کا بولنا ہی تقدیر الٰہی ہے۔ عارف رومی نے فرمایا:

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

ایسے ہی مردِ مومن اور ایسے ہی بندہ خدا کے متعلق اقبال کہتا ہے کہ

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن
گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

اور پھر فقر و درویشی کے مقام کو بیان کرتا ہے کہ

اک فقر سِکھاتا ہے صیاد کو نخچیری
اک فقر سے کھلتے ہیں اسرارِ جہانگیری
اک فقر سے قوموں میں مسکینی و دلگیری
اک فقر کی مٹی میں خاصیت اکسیری
اک فقر ہے شبیری اس فقر میں ہے میری
میراثِ مسلمانی سرمایہ شبیری

یہاں اس درویشِ لاہوری نے فقر و درویشی کے دونوں پہلو بیان کر دیئے ہیں۔ اصلی بھی اور نقلی بھی۔ رحمانی بھی اور شیطانی بھی۔ یعنی اس خطہ ء ارض میں ایک تو مقبولانِ الٰہی، مردان کامل اور اولیاء اللہ ہیں جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے کہ وہ ضلالت و گمراہی کی تاریکیوں میں رشد و ہدایت کی شمع روشن کرتے ہیں اور فسق و فجور کے اندھیروں میں حق و صداقت کے چراغ جلاتے ہیں اور کفر و باطل کی ظلمتوں میں دین و ایمان کا نور پھیلاتے ہیں اور پھر احکامِ خداوندی، قوانینِ الٰہیہ اور ناموسِ دین و اسلام کی خاطر کسی بڑی سے بڑی طاقت سے بھی ٹکر لینے سے دریغ نہیں کرتے اور وہ ساری ساری رات ریاضت و عبادت میں گزار دیتے ہیں اور ذکر و فکر میں مشغول رہتے ہیں اور دوسرے وہ مست و الست اور ننگ دھڑنگ فقیر و درویش ہیں جو فقر و درویشی کا لباس پہن کر مسلمانوں کو دھوکہ دے رہے ہیں نہ نماز نہ روزہ، نہ فرض نہ نفل، نہ ذکر نہ فکر، نہ عبادت نہ ریاضت نہ وضو نہ مصلّیٰ اور نہ شریعت نہ طریقت اور پھر بھی فقیر کے فقیر اور

درویش کے درویش اور پیر کے پیر۔ بس کونڈا اور ڈنڈا بھنگ اور چرس اور عیاشی وفحاشی ہے لیکن پھر ولی کے ولی' مگر قصور ان کا نہیں بلکہ ان کے ماننے والوں کا ہے جو اتنے جاہل و نادان ہیں کہ ان کو حق و باطل کی پہچان نہیں' نیک و بد کا امتیاز نہیں اور اچھے اور برے کی تمیز نہیں ہے' کتنے افسوس کی بات ہے کہ پاکستان کے مسلمان اصلی اور نقلی گھی کی تو پہچان کر لیتے ہیں مگر اصلی ونقلی پیر کو نہیں پہچان سکتے اور خالص و ملاوٹ والے دودھ کو تو پرکھ سکتے ہیں مگر خالص و ملاوٹی فقیر کو نہیں پرکھ سکتے اور یہ اچھے اور برے دوست کو تو پہچان لیتے ہیں مگر اچھے اور برے درویش کو نہیں جان سکتے۔

خبردار! وہ فقیر جو احکام خداوندی کا باغی ہو' وہ درویش جو شریعت مصطفیٰ ﷺ سے بے عمل ہو اور وہ پیر جو اسلام کی حدوں کو توڑے وہ اسلام کی مقدس پیشانی پر ایک بدنما داغ ہے۔ دین کے حسین چہرے پر ایک کلنگ کا ٹیکہ ہے اور مذہب کے خوبصورت ماتھے پر ایک سیاہ دھبہ ہے اور ایسا فقر قوم میں بے حسی و بزدلی' مسکینی و دلگیری اور بے حیائی و بے غیرتی پیدا کرتا ہے اور ایک وہ فقیر ہے جو عبادت و ریاضت کے ذریعے ذکر وفکر کے سبب اور مراقبہ ومجاہدہ کی معرفت فنا فی اللہ کے مقام پر پہنچ کر عصائے کلیم اور ید قدرت بن جاتا ہے اور ایسا فقر قوم میں بہادری وشجاعت' ہمت و جرات' بے باکی وحق گوئی' جہانگیری و جہانبانی اور طہارت و پاکیزگی سکھاتا ہے اور اس کی ہر بات کلمہ حق ہوتی ہے اور اس کی ہر دعا قبول ہوتی ہے اور ایسا فقر بادشاہی سے افضل اور جہانگیری سے بلند ہوتا ہے۔ اقبال رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ

میرا فقر بہتر ہے سکندری سے
یہ آدم گری ہے وہ آئینہ سازی

اور

مقامِ فقر کتنا بلند ہے شاہی سے
روش کسی کی گدایانہ ہو تو کیا کہیئے

اور

فقر کے ہیں معجزات تاج و سریر و سپاہ
فقر ہے میروں کا میر اور فقر ہے شاہوں کا شاہ

اور

دارا و سکندر سے وہ مردِ فقیر اولیٰ
جس فقر سے آتی ہو بوئے اسد اللہ

اور

قوت سلطان ومیراز لا الٰــــــــــــــــــــہ
ہیبت مردِفقیرازل لا اِلٰــــــــــــــــــــہ
فقر عریاں گرمئی بدر و حنین
فقر عریاں بانگ تکبیر حسین

کہ کسی مردِفقیر کا جاہ وجلال لَااِلٰہ کی ضرب سے پیدا ہوتا ہےاورفقیرودرویش وہی ہے جوحضرتِ امام حسین رضی اللہ عنہ کےنقشِ قدم پر چل کر دنیا سے باطل پرستی کومٹانے کیلئے نعرہ تکبیر سے پہاڑوں کے دل ہلا دے اورفقیر وہ ہے جو کفروشرک کی طاغوتی طاقتوں سے ٹکر لے کہ بدروحنین کے معرکوں کو پھر زندہ کر دے اور اطاعت و بندگی کا یہی وہ مقام ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ اپنے کسی مقبول و برگزیدہ بندے کو عَبۡـــدُہٗ کہہ کر پکارتا ہےاور جب کوئی بندہ عبدہ کے مقام پر پہنچ جائے تو پھر

عبد دیگر عبدہ چیزے دگر
ایں سراپا انتظار او منتظر

کس ز سر عبدہ آگاہ نیست
عبدہ آگاہ نیست
عبدہ جز سر الا اللہ نیست

اور اس بندے کو یہ مقام حاصل ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا اس سے اتنا گہرا تعلق ہو جاتا ہے کہ

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

یہی وہ قوت تھی جس کو لے کر حضرت معین الدین چشتی ہندوستان میں آئے اور پھر اسی لا الہ کی قوتِ ایمانی سے پرتھوی راج کے شاہی محلوں میں اسلام کا پرچم لہرایا اور ہندوستان کے پجاریوں کو معبود حقیقی کے آگے جھکایا اور اپنے تصرفات و کمالات اور فقر و درویشی کی ہیبت و کرامات سے ظلمت کدہ ہند میں توحید خداوندی کا چراغ جلایا اور اپنی اسی باطنی قوت سے ہندوستان کے مشہور جادوگر جے پال کے طلسم باطل کو توڑ کر اس کو جان کائنات ﷺ کا کلمہ پڑھایا۔

اور یہی وہ طاقت تھی جسے حضرتِ مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ لے کر اٹھے اور پھر اسی روحانی قوت اور حق کے جلال سے اکبر کی حکومت کی دیواروں کو ہلا دیا اور جہانگیر کے تختِ طاؤس کو اپنے پاؤں کی ٹھوکر سے روند کر کلمۂ حق سنایا اور اسی جذبۂ حسینی سے ہندوستان میں پھیلتی ہوئی مشرکانہ رسومات کو مٹا کر صرف ایک اللہ کے آگے سربسجود ہونے کی تبلیغ فرمائی اور مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی ضلالت و گمراہی کی تاریکیوں میں رشد و ہدایت کی شمع جلائی اور سچ تو یہ ہے کہ اگر اولیائے کرام دین و ایمان کی قوت اور فقر و درویشی کی طاقت لے کر ہندوستان میں نہ آتے تو بہت ممکن تھا کہ آج یہاں اسلام کا نام و نشان تک بھی نہ ہوتا۔ یہ محراب و منبر یہ مسجدیں و عبادت گاہیں یہ دین و

اسلام اور یہ مومن ومسلمان انہیں اولیائے کرام اور بزرگانِ دین کے فقرودرویشی اور ان کے تصرفات وکمالات کے مرہونِ منت ہیں۔

وماعلینا الا البلغ المبین

امام الاولیاء سیدنا بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ

نحمده ونصلی ونسلم علی رسوله الكريم

امابعد

فاعوذبالله من الشيطن الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم

والله ولی المتقين صدق الله مولانا العظيم

عقیدت ومحبت سے درود پاک

الصلوٰة والسلام عليک يا سيدی يارسول الله

وعلى الک واصحابک ياسيدی ياحبيب الله

محترم سامعین کرام! ہماری سلسلہ وار گفتگو اللہ کریم کے محبوب و مقرب بندوں کے بارے میں ہے۔ آج انشاء اللہ العزیز ہم سیدنا بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں کچھ سمجھنے کی کوشش کریں گے۔

اولیاء اور مشائخ عظام میں سے ہوئے ہیں اور اپنی ریاضت و عبادت کے ذریعہ قرب الٰہی حاصل کیا اور احادیث بیان کرنے میں آپ کو درک حاصل تھا۔

☆ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ حضرت بایزید کو اولیاء میں وہی اعزاز حاصل ہے جو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ملائکہ میں اور مقام توحید میں تمام بزرگوں کی انتہا آپ کی ابتدا ہے کیونکہ ابتدائی مقام میں ہی لوگ سرگرداں ہوکر رہ جاتے ہیں جیسا کہ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ کا فرمان ہے کہ اگر لوگ دوسو سال تک بھی گلشن معرفت میں سرگشتہ رہیں جب کہیں جا کر ان کو وہ ایک پھول مل سکتا ہے جو مجموعی طور پر ابتدا ہی میں مجھے مل گیا۔

☆ شیخ ابوسعید رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ میں پورے عالم کو آپ کے اوصاف سے لبریز دیکھتا ہوں لیکن اس کے باوجود بھی آپ کے مراتب کو کوئی نہیں جانتا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے دادا آتش پرست تھے اور والد بزرگوار کا بسطام کے عظیم بزرگوں میں شمار ہوتا تھا اور آپ کی کرامات کا ظہور شکم مادر ہی میں سے ہونے لگا تھا کیونکہ آپ کی والدہ فرماتی تھیں کہ جس وقت بایزید میرے شکم میں تھا تو اگر کوئی مشتبہ غذا میرے شکم میں چلی جاتی تو اس قدر بیکلی اور بے چینی ہوتی کہ مجھے حلق میں انگلی ڈال کر نکالنا پڑتی۔ حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ راہ طریقت میں سب سے بڑی دولت وہ ہے جو مادر زاد ہو۔ اس کے بعد چشم بینا اور اس کے بعد گوش ہوش لیکن اگر یہ تینوں چیزیں حاصل نہ ہوں تو پھر مرگ ناگہاں بہتر ہے۔

☆ جب آپ مکتب میں داخل ہوئے اور آپ نے سورہ لقمان کی یہ آیت پڑھی کہ ان اشکرلی ولوالدیک یعنی میرا شکرادا کرو اور اپنے والدین کا اس وقت اپنی والدہ سے آکر فرمایا کہ مجھ سے دو ہستیوں کا شکرادا نہیں ہوسکتا لہذا آپ مجھے اللہ کریم سے طلب کرلیں تاکہ میں آپ کا شکرادا کرتا رہوں یا پھر اللہ کریم کے سپرد کردیں تاکہ اس کے شکر میں مشغول ہو جاؤں۔ والدہ نے فرمایا کہ میں اپنے حقوق سے دست بردار ہوکر تجھے اللہ کریم کے سپرد کرتی ہوں چنانچہ اس کے بعد آپ شام کی جانب نکل گئے اور وہیں ذکر و شغل کو جزو حیات بنالیا اور مکمل تین سال شام کے میدانوں اور صحراؤں میں زندگی گزاری اور اس عرصہ میں یاد الٰہی کی وجہ سے کھانا پینا سب ترک کردیا۔ نہ صرف یہ بلکہ ایک سو سترہ مشائخ سے بھی نیاز حاصل کرکے ان کے فیوض سے سیراب ہوئے۔ انہیں مشائخ میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں۔

☆ ایک مرتبہ آپ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تھے تو انہوں

نے فرمایا کہ اے بایزید فلاں طاق میں جو کتاب رکھی ہے وہ اٹھا لاؤ۔ آپ نے دریافت کیا کہ وہ طاق کس جگہ ہے۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اتنا عرصہ رہنے کے باوجود بھی تم نے طاق نہیں دیکھا۔ آپ نے عرض کیا کہ طاق تو کیا میں نے تو آپ کے روبرو کبھی سر بھی نہیں اٹھایا۔ اس وقت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب تم مکمل ہو چکے لہذا بسطام واپس چلے جاؤ۔

☆ ایک مقام پر آپ کسی بزرگ سے نیاز حاصل کرنے پہنچے تو جس وقت آپ ان کے نزدیک ہو گئے تو دیکھا کہ انہوں نے قبلہ کی جانب تھوک دیا۔ یہ دیکھ کر آپ ملاقات کئے بغیر واپس آ گئے اور فرمایا کہ اگر وہ بزرگ مدارج طریقت کو جانتا تو شریعت کے منافی کام نہ کرتا اور آپ کے ادب کا یہ عالم تھا کہ مسجد جاتے وقت راستے میں بھی نہ تھوکتے' سفر حج میں چند قدموں کے بعد آپ نماز ادا کرتے ہوئے فرماتے کہ بیت اللہ دنیاوی بادشاہوں کا دربار نہیں جہاں انسان ایک دم پہنچ جائے اس طرح آپ پورے بارہ سال میں مکہ معظمہ پہنچے لیکن حج کے بعد مدینہ منورہ تشریف نہیں لے گئے اور فرمایا یہ کوئی معقول بات نہیں کہ حج کے طفیل میں مدینہ منورہ جایا جائے۔ اس کی زیارت کے لئے انشاء اللہ پھر کسی دوسرے موقع پر حاضر ہوں گا چنانچہ جب دوسرے سال مدنیہ منورہ روانہ ہوئے تو کئی افراد آپ کے ہمراہ ہو گئے لیکن آپ نے ان سے چھٹکارا حاصل کرنے کی اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور ایک دن نماز فجر کے بعد آپ نے لوگوں سے کہا کہ میں تو اللہ ہوں اس کے باوجود بھی لوگ لوگ میری پرستش نہیں کرتے۔ یہ سنتے ہی لوگ آپ کو پاگل سمجھ کر کنارہ کش ہو گئے لیکن درحقیقت یہ الفاظ آپ نے لسان غیب سے فرمائے تھے۔ ایک مرتبہ راہ میں آپ کو ایک ایسی کھوپڑی پڑی ہوئی مل گئی جس پر یہ تحریر تھا۔ صم بکم عمی فھم لا یعقلون یعنی وہ گونگے بہرے اور

اندھے ہیں اس لئے کہ وہ عقل نہیں رکھتے یہ پڑھتے ہی آپ چیخ مار کر بے ہوش ہو گئے اور ہوش آنے کے بعد اس کھوپڑی کو بوسہ دے کر فرمایا کہ یہ کسی ایسے صوفی کی ہے کہ جو ذکر الٰہی میں اس درجہ سرگرداں ہو گیا کہ نہ تو کان رہے جس سے اللہ کی بات سنے نہ زبان جس سے اس کا ذکر کر سکے اور نہ آنکھ رہی جس سے اس کا جمال دیکھ سکے۔

☆ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے پاس پیغام بھیجا کہ تم رات کو سکون و چین کے ساتھ نیند لے کر اہل قافلہ سے پیچھے رہ جاتے ہو۔ آپ نے جواب دیا کہ پوری رات سکون کی نیند لینے کے بعد اہل قافلہ سے بچھڑ کر جو پہلے منزل پر پہنچ جائے وہی کامل ہوتا ہے یہ سن کر ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ مرتبہ اللہ تعالیٰ انہیں مبارک فرمائے۔

مدینہ منورہ سے سفر میں آپ نے اپنے اونٹ پر بے حد بوجھ لاد لیا اور جب لوگوں نے کہا کہ جانور پر اس قدر بوجھ لادنا شان بزرگی کے خلاف ہے تو فرمایا کہ پہلے آپ لوگ غور سے دیکھ لیں کہ بوجھ اونٹ کے اوپر ہے بھی یا نہیں چنانچہ جب لوگوں نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ پورا بار اونٹ کی کمر سے اوپر تھا۔ یہ دیکھ کر جب لوگ حیرت زدہ ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ اگر میں اپنا حال پوشیدہ رکھتا ہوں تو دوسروں کو خبر نہیں ہوتی اور ظاہر کر دیتا ہوں تو حیرت زدہ رہ جاتے ہیں۔ ان حالات میں بھلا میں تمہارے ہمراہ کیسے رہ سکتا ہوں اور جب زیارت مدینہ سے فارغ ہوئے اور والدہ کی خدمت کا تصور آیا تو بسطام کے لئے روانہ ہو گئے اور جب اہل شہر کو آپ کی آمد کی اطلاع ملی تو کافی فاصلہ پر آپ کے استقبال کے لئے پہنچ گئے لیکن اس وقت آپ کو یہ خلجان ہو گیا کہ اگر لوگوں سے ملاقات کرتا ہوں تو یاد الٰہی میں غفلت ہو گی لہذا آپ نے ان لوگوں کو متنفر کرنے کے لئے یہ ترکیب کی کہ رمضان کے باوجود دوکان سے کھانا

خرید کر کھانا شروع کر دیا یہ دیکھتے ہی تمام عقیدت مند واپس ہو گئے اور آپ نے فرمایا کہ میں نے اجازت شرعی پر عمل کیا لیکن لوگ مجھے برا سمجھ کر منحرف ہو گئے۔

جب سفر سے واپسی پر مکان کے دروازے پر پہنچے اور دروازے سے کان لگا کر سنا تو والدہ صاحبہ وضو کرتے ہوئے یہ کہہ رہی تھیں کہ یا اللہ میرے مسافر کو راحت سے رکھنا اور بزرگوں سے اس کو خوش رکھ کر اچھا بدلہ دینا۔ یہ سن کر پہلے تو آپ روتے رہے پھر دروازے پر دستک دی تو والدہ ماجدہ نے پوچھا کون ہے۔ عرض کی کہ آپ کا مسافر چنانچہ انہوں نے دروازہ کھول کر ملاقات کرتے ہوئے فرمایا کہ تم نے اس قدر طویل سفر اختیار کیا کہ روتے روتے میری بصارت ختم ہو گئی اور کمر غم سے جھک گئی۔ آپ نے فرمایا کہ جس کام کو میں نے بعد کے لیئے چھوڑا تھا وہ پہلے ہی ہو گیا اور وہ میری والدہ کی خوشنودی تھی۔

☆ والدہ کا ادب

☆ آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے جتنے بھی مراتب حاصل ہوئے سب والدہ ماجدہ کی اطاعت سے حاصل ہوئے۔ ایک مرتبہ میری والدہ نے رات کو پانی مانگا۔ لیکن اتفاق سے اس وقت گھر میں قطعاً پانی نہیں تھا۔ چنانچہ میں گھڑا لے کر نہر سے پانی لایا مگر آمد و رفت کی تاخیر کی وجہ سے والدہ ماجدہ کو پھر نیند آ گئی اور میں رات بھر پانی لئے کھڑا رہا حتیٰ کہ شدید سردی کی وجہ سے وہ پانی آبخورے میں منجمد ہو گیا اور جب والدہ ماجدہ کی بیداری کے بعد میں نے انہیں پانی پیش کیا تو انہوں نے فرمایا کہ تم نے پانی رکھ دیا ہوتا اتنی دیر کھڑے رہنے کی کیا ضرورت تھی۔ میں نے عرض کیا کہ محض اس خوف سے کھڑا رہا کہ مبادا آپ کہیں بیدار ہو کر پانی نہ پئیں اور آپ کو تکلیف پہنچے۔ یہ سن کر انہوں نے مجھ کو دعائیں دیں۔ اسی طرح ایک

رات والدہ ماجدہ نے فرمایا کہ دروازے کا ایک پٹ کھول دو لیکن میں رات بھر اسی پریشانی میں کھڑا رہا کہ نہ معلوم داہنا پٹ کھولوں یا بایاں کیونکہ اگر ان کی مرضی کے خلاف غلط پٹ کھل گیا تو حکم عدولی میں شمار ہوگا چنانچہ انہیں خدمتوں کی برکت سے یہ مراتب مجھ کو حاصل ہوئے۔

☆ ریاضت

☆ آپ فرمایا کرتے کہ میں نے بارہ سال تک نفس کو ریاضت کی بھٹی میں ڈال کر مجاہدے کی آگ سے نہایا اور ملامت کے ہتھوڑے سے کوٹتا رہا جس کے بعد میرا قلب آئینہ بن گیا۔ پھر پانچ سال مختلف قسم کی عبادات سے اس پر قلعی چڑھاتا رہا پھر ایک سال تک جب میں نے خود اعتمادی کی نظر سے اس کا مشاہدہ کیا تو اس میں تکبر و خود پسندی کا مادہ موجود پایا چنانچہ پھر مسلسل پانچ سال تک سعی بسیار کے بعد اس کو مسلمان بنایا اور جب اس میں خلائق کا نظارہ کیا تو سب کو مردہ دیکھا اور نماز جنازہ پڑھ کر ان سے اس طرح کنارہ کش ہوگیا جس طرح لوگ نماز جنازہ پڑھ کر قیامت کے لئے مردے سے جدا ہو جاتے ہیں پھر اس کے بعد مجھے واصل الی اللہ کا مرتبہ حاصل ہوا۔

آپ مسجد میں داخل ہونے سے قبل دروازے پر کھڑے ہو کر گریہ زاری کرتے رہتے تھے اور جب وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا کہ میں خود کو حائضہ عورت کی طرح نجس تصور کرتے ہوئے روتا ہوں کہ کہیں میرے داخلے سے مسجد نجس نہ ہو جائے۔ ایک مرتبہ آپ سفر حج پر روانہ ہو کر چند منزل پہنچے کے بعد پھر واپس آ گئے اور جب لوگوں نے فسخ عزم کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ راستے میں مجھے ایک حبشی مل گیا اور اس نے مجھے اصرار کے ساتھ یہ کہا کہ خدا کو بسطام میں چھوڑ کر کیوں جاتا ہے چنانچہ میں واپس آ گیا۔

حج کے سفر میں کسی نے پوچھا کہ کہاں کا قصد ہے؟ فرمایا حج کا پھر اس نے پوچھا کہ کیا آپ کے پاس کچھ رقم ہے؟ فرمایا دوسو دینار۔ اس نے عرض کیا کہ میں مفلس ہوں اور عیالدار ہوں لہذا یہ رقم مجھ کو دے کر سات مرتبہ میرا طواف کر لیجئے تو اسی طرح آپ کا حج ہو جائے گا۔ آپ نے اس کے کہنے پر عمل کیا اور وہ رقم لے کر رخصت ہو گیا۔

جب آپ کے مراتب میں اضافہ ہونے لگا اور آپ کا کلام عوام کے اذہان سے بالاتر ہو گیا تو آپ کو سات مرتبہ بسطام سے نکالا گیا اور جب آپ نے نکالنے کی وجہ پوچھی تو کہا گیا کہ تم نہایت برے انسان ہو۔ آپ نے فرمایا کہ جس شہر کا سب سے برا انسان بایزید ہو وہ شہر سب سے اچھا ہے۔

ایک شب آپ عبادت خانہ کی چھت پر پہنچے اور دیوار پکڑ کر پوری رات ساکت کھڑے رہے جس کی وجہ سے آپ کو پیشاب میں خون آ گیا اور جب لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ اس کی دو وجوہ ہیں اول یہ کہ آج میں اللہ کریم کی عبادت نہیں کر سکا دوم یہ کہ ایام طفولیت میں مجھ سے ایک گناہ سرزد ہو گیا تھا۔ چنانچہ ان دونوں چیزوں سے ایسا خوفزدہ تھا کہ میرا قلب خون ہو گیا اور وہ خون پیشاب کے راستے سے نکلا۔

عبادت کے اوقات میں آپ کو یہ خوف لاحق رہتا کہ کہیں کسی کی آواز سے میری عبادت میں خلل واقع ہو جائے اس لئے مکان کے تمام سوراخ بند کر دیتے۔ عیسیٰ بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ میں تیس سال آپ کے ساتھ رہا لیکن کبھی آپ کو بات کرتے نہیں دیکھا اور آپ کی یہ عادت تھی کہ زانوں میں سر دیئے رہتے اور جب سر اٹھاتے تو پھر فوراً ہی سرد آہ کھینچ کر زانو پر رکھ لیتے اور حضرت سہلکی فرماتے ہیں کہ عیسیٰ بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے جیسا بیان کیا وہ قبض کی کیفیت ہوگی۔ ویسے آپ حالت بسط میں لوگوں سے باتیں بھی کرتے اور فیض بھی پہنچاتے تھے۔

☆ کیفیت وجد

☆ ایک مرتبہ حالت وجد میں آپ نے یہ کہہ دیا کہ سبحانی ما اعظم شانی یعنی میں پاک ہوں اور میری شان بہت بڑی ہے اور جب اختتام وجد کے بعد ارادت مندوں نے سوال کیا کہ یہ جملہ آپ نے کیوں کہا؟ فرمایا کہ مجھے تو علم نہیں کہ میں نے ایسا کوئی جملہ کہا ہو لیکن اگر آئندہ اس قسم کا کوئی جملہ میری زبان سے نکل جائے تو مجھے قتل کر ڈالنا۔ اس کے بعد دوبارہ حالت وجد میں پھر آپ نے یہی جملہ کہا۔ جس پر آپ کے مریدین قتل کر دینے پر آمادہ ہو گئے لیکن پورے مکان میں انہیں ہر سمت بایزید ہی بایزید نظر آئے اور جب انہوں نے چھریاں چلانی شروع کیں تو ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے پانی پر چھریاں چل رہی ہوں اور آپ کے اوپر اس کا قطعاً کوئی اثر نہیں ہوا۔ پھر جب کچھ وقفہ کے بعد وہ صورت رفتہ رفتہ ختم ہوتی چلی گئی تو دیکھا کہ آپ محراب میں کھڑے ہیں اور جب مریدین نے واقعہ بیان کیا تو فرمایا کہ اصل بایزید تو میں اور جن کو تم نے دیکھا وہ بایزید نہیں تھے لیکن اگر کوئی معترض یہ کہے کہ انسانی جسم اس قدر طویل کیسے ہو سکتا ہے؟ تو جواب یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جس وقت دنیا میں تشریف لائے تو طوالت کی وجہ سے ان کا سر آسمان سے ٹکراتا تھا اور جب حکم الٰہی سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان کے سر پر اپنا پر مارا اس وقت آپ کا قد چھوٹا ہو گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب اس کو بڑے جسم کے چھوٹا کر دینے پر قدرت ہے تو چھوٹے جسم کو بھی بڑا کر دینا اس کی قدرت میں داخل ہے اسی طرح جب تک بچہ شکم مادر میں رہتا ہے تو اس کا وزن بہت ہلکا ہوتا ہے لیکن ولادت ہوتے ہی وزن میں اضافہ ہو جاتا ہے مگر ان چیزوں کو سمجھنے کے لئے مراتب کی واقفیت بہت ضروری ہے۔

☆ آپ مسجد میں چالیس برس مقیم رہے لیکن اس درجہ محتاط تھے کہ مسجد کا اور مسجد سے باہر کا لباس جدا جدا ہوتا تھا اور اس عرصہ میں سوائے مسجد کی دیوار کے آپ نے کسی چیز سے ٹیک نہیں لگائی۔ آپ فرمایا کرتے کہ میں نے چالیس برس تک عام انسانوں کی غذا چکھی تک نہیں کیونکہ میرا رزق کہیں اور سے آتا تھا اور اس دوران اپنے قلب کی نگرانی میں مصروف رہا۔ اس کے بعد جب غور کیا تو ہر سمت بندگی اور خدائی نظر آئی پھر تیس سال خدا کی جستجو میں گزارے اس کے بعد خدا کو طالب اور خود کو مطلوب پایا اور اب تیس سال سے یہ کیفیت ہے کہ جب خدا کا نام لینا چاہتا ہوں تو پہلے تین مرتبہ اپنی زبان کو دھو لیتا ہوں۔

☆ حضرت بوتراب بخشی کا ایک ارادت مند اپنی ریاضت کے اعتبار سے بہت بلند تھا اور آپ اس سے یہ فرمایا کرتے کہ حضرت بایزید کی صحبت تیرے لئے زیادہ سود مند ہو گی لیکن وہ عرض کرتا کہ میں تو بایزید کے رب کو دن میں سو مرتبہ دیکھتا ہوں ان سے بھلا مجھے کیا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ حضرت ابوتراب نے فرمایا کہ ابھی تک تو نے اپنے پیمانے کے مطابق اللہ کا دیدار کیا ہے لیکن ان کی توجہ کے بعد ایسا دیدار ہو گا جس طرح دیدار کا حق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا مختلف طریقوں سے مشاہدہ کیا جا سکتا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ محشر میں ایک خاص تجلی تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر ڈالے گا اور ایک تجلی پوری مخلوق پر۔ یہ سننے کے بعد اس مرید کے قلب میں حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ کا اشتیاق دیدار پیدا ہوا اور اپنے مرشد کے ہمراہ جس وقت آپ کے مکان پر پہنچا تو آپ کہیں سے پانی بھرنے گئے ہوئے تھے اور جب یہ دونوں ان کی تلاش میں چلے تو دیکھا کہ آپ ایک ہاتھ میں گھڑا اور ایک ہاتھ میں پوستین لٹائے چلے آ رہے ہیں لیکن اس مرید پر آپ کی ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ لرزہ براندام ہو کر زمین پر گر پڑا اور وہیں دم نکل گیا اور جب حضرت

بوتراب نے کہا کہ آپ نے تو ایک ہی نظر میں کام ختم کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کے اندر کشف کا ایک خاص مقام باقی رہ گیا تھا جو اس وقت اس کو حاصل ہوا لیکن وہ برداشت نہ کرتے ہوئے جاں بحق ہو گیا۔ جس طرح مصر کی عورتیں حسن یوسف کی تاب نہ لا کر اپنی انگلیاں تراش بیٹھی تھیں۔

☆ حضرت یحییٰ بن معاذ نے جب آپ کو یہ تحریر کیا کہ آپ کی ایسے شخص کے بارے میں کیا رائے ہے جو ایک جام ازلی سے ایسا مست ہو گیا ہے کہ اس کی مستی ابد تک ختم ہونے والی ہے۔ آپ نے جواب میں تحریر کیا کہ یہاں ایک ایسا فرد بھی موجود ہے جو ازل و ابد کے بحر بیکراں کو پی کر بھی یہی کہتا ہے کہ کچھ اور مل جائے۔ پھر ایک مرتبہ یحییٰ بن معاذ نے تحریر کیا کہ میں آپ کو ایک راز بتانا چاہتا ہوں لیکن اس وقت بتاؤں گا جب ہم دونوں جنت میں شجر طوبیٰ کے نیچے کھڑے ہوں گے اور قاصد کو ایک ٹکیہ روٹی دے کر یہ ہدایت بھی کر دی کہ حضرت بایزید سے کہنا کہ اس کو کھالیں یہ آب زمزم سے گوندھی گئی ہے۔ اس کے جواب میں حضرت بایزید نے لکھا کہ جس جگہ خدا کو یاد کیا جاتا ہے وہاں جنت اور طوبیٰ دونوں موجود ہوتے ہیں اور ٹکیہ اس لئے واپس کر رہا ہوں کہ آب زمزم سے گوندھنے کی فضیلت اپنی جگہ مسلم لیکن یہ کیسے معلوم کہ جو بیج بویا گیا تھا وہ کسب حلال کا تھا یا کسب حرام کا۔ اس لئے کہ اس کے اکل حلال ہونے میں مجھ کو شک ہے۔ اس جواب کے بعد یحییٰ بن معاذ بعد نماز عشاء بغرض ملاقات بسطام پہنچے لیکن یہ خیال کر کے کہ کہیں آپ کو تکلیف نہ ہو اور کسی جگہ مقیم ہو گئے اور صبح کو جب آپ کے یہاں حاضر ہوئے تو معلوم ہوا کہ آپ قبرستان میں ہیں چنانچہ جب حضرت یحییٰ قبرستان پہنچے تو دیکھا کہ آپ انگوٹھوں کے بل کھڑے ہوئے مصروف عبادت ہیں اور ایسا محسوس ہوا کہ جیسے پوری رات اسی طرح کھڑے ہوئے گزار دی ہے پھر فراغت کے بعد جب

اچھی طرح دن نکل آیا تو آپ نے یہ دعا پڑھی۔ اعوذ بك ان اسئلك من هذا المقام میں تجھ سے پناہ طلب کرتا ہوں اس بات کی کہ میں تجھ سے اس مقام کا حال دریافت کروں۔

اس کے بعد حضرت یحییٰ نے پیش قدمی کرتے ہوئے سلام کیا اور رات کے واقعات دریافت کئے تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بیس مدارج عطا کرنے چاہے لیکن وہ سب حجاب کے تھے اس لئے میں نے قبول نہیں کئے۔ پھر حضرت یحییٰ نے پوچھا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ سے معرفت کیوں نہیں طلب کی یہ سنتے ہی آپ نے چیخ کر کہا کہ بس خاموش ہو جا۔ اس لئے کہ مجھے شرم آتی ہے کہ میں اس شے سے واقف ہو جاؤں جس کے لئے میری تمنا یہ ہے کہ اللہ کریم کے سوا اس سے کوئی واقف نہ ہو اور یہ بات تم خود سوچ لو کہ جہاں معرفت خداوندی کا وجود ہو وہاں مجھ جیسے گنہگار کا گزر کہاں کیونکہ اللہ کریم کی مرضی میں شامل ہے کہ معرفت کو اس کے علاوہ کوئی نہ جان سکے پھر حضرت یحییٰ نے عرض کیا کہ آج کی شب جو مراتب آپ کو عطا ہوئے ان کا کچھ فیض مجھے بھی پہنچا دیجئے۔ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر تجھ کو صفات آدم، قدس جبرئیل، خلعت ابراہیم شوق موسیٰ پاکیزگی عیسیٰ اور حب محمد ﷺ سب ہی کچھ عطا کر دیئے جائیں جب بھی خوش نہ ہونا کیونکہ یہ سب کچھ حاجات میں صرف اللہ کریم سے اللہ کریم ہی کو طلب کرتے رہنا تاکہ سب کچھ حاصل ہو جائے۔

☆ ایک مرتبہ قبرستان سے تشریف لا رہے کہ ایک بسطامی نوجوان بربط بجا رہا تھا تو آپ نے اس کو دیکھ کر لاحول پڑھی اور اس نوجوان نے بربط کو اتنی زور سے آپ کے سر پر دے مارا کہ سر پھٹ گیا اور بربط ٹوٹ گیا لیکن آپ نے گھر واپس آ کر اس نوجوان کو بربط کی قیمت اور کچھ حلوہ وغیرہ بھیجتے ہوئے پیغام دیا کہ اس رقم سے دوسرا بربط خرید لو اور حلوہ وغیرہ خوب کھاؤ تاکہ شکستہ بربط کا غم دور ہو جائے۔ اس

کے بعد اس نوجوان نے حاضر ہو کر معذرت طلب کی اور ہمیشہ کے لئے وہ اور اس کا ایک ساتھی دونوں تائب ہو گئے۔

ایک مرتبہ آپ ارادت مندوں کے ہمراہ ایک تنگ گلی سے گزر رہے تھے کہ سامنے سے ایک کتا آ گیا چنانچہ آپ نے اور مریدین نے راستہ چھوڑ دیا اور وہ کتا نکلا چلا گیا۔ اسی وقت کسی مرید نے پوچھا کہ جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے تو پھر آپ نے کتے کے لئے راستہ کیوں چھوڑ دیا۔ اس سے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کتے کو ہم پر برتری حاصل ہے اور یہ بات خلاف عقل بھی ہے اور خلاف شرع بھی۔ آپ نے جواب دیا کہ اس کتے نے مجھ سے سوال کیا تھا کہ ازل میں مجھ کو کتا اور آپ کو سلطان العارفین کیوں بنایا گیا۔ اس پر میرا کیا قصور تھا اور آپ کی کیا فضیلت تھی چنانچہ میں نے اس خیال سے کہ اللہ کا کتنا بڑا انعام ہے کہ اس نے مجھے کتے پر فضیلت عطا کر دی۔ اس لئے میں نے راستہ چھوڑ دیا پھر ایک اور مرتبہ راہ میں کتا ملا تو آپ نے دامن سمیٹ لیا جس پر اس کتے نے عرض کیا کہ آپ نے دامن کیوں بچایا اس لئے کہ اگر میں بھیگا ہوا نہیں ہوں تو مجھ سے ناپاکی کا خطرہ نہیں اور اگر بھیگا ہوا ہوتا تو آپ اپنے کپڑے پاک کر سکتے تھے لیکن یہ تکبر جس کا آپ نے مظاہرہ فرمایا یہ تو سات سمندروں کے پانی سے بھی پاک نہیں ہو سکتا۔ آپ نے فرمایا کہ تو سچ کہتا ہے اس لئے کہ تیرا تو ظاہر نجس ہے اور میرا باطن۔ لہذا ہم دونوں کو ایک ساتھ رہنا چاہیئے تاکہ کچھ پاکیزگی میرے باطن کو بھی حاصل ہو جائے لیکن کتے نے کہا کہ ہم دونوں کا ساتھ رہنا ممکن نہیں کیونکہ میں مردود ہوں اور آپ مقبول بارگاہ۔ دوسرے یہ کہ میں دوسرے دن کے لئے ایک ہڈی بھی جمع نہیں کرتا اور آپ سال بھر کا غلہ جمع کر لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ صد حیف جب میں کتے کے ہمراہ رہنے کے قابل بھی نہیں تو پھر اللہ کریم کا قرب کیسے حاصل ہو سکتا ہے اور پاک ہے اللہ جو بدترین مخلوق کی باتوں سے بہترین مخلوق کو درس عبرت دیتا

ہے۔

☆ ایک یہودی جو آپ کا پڑوسی تھا وہ کہیں سفر میں چلا گیا اور افلاس کی وجہ سے اس کی بیوی چراغ تک روشن نہیں کر سکتی تھی اور تاریکی کی وجہ سے اس کا بچہ تمام رات روتا رہتا تھا چنانچہ آپ ہر رات اس کے یہاں چراغ رکھ آتے اور جس وقت وہ یہودی سفر سے واپس ہوا تو اس کی بیوی نے تمام واقعہ سنایا جس کو سن کر اس نے کہا کہ کس قدر افسوسناک ہے یہ بات کہ اتنا عظیم بزرگ ہمارا پڑوسی ہو اور ہم گمراہی میں زندگی گزاریں چنانچہ میاں بیوی دونوں آپ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

☆ حضرت شیخ ابوسعید میخوارانی آپ کی خدمت میں بغرض امتحان حاضر ہوئے تو آپ نے ان کی پسند بھانپ کر فرمایا کہ تو ابوسعید راعی کے پاس چلے جاؤ وہ میرا مرید بھی ہے اور میں نے اپنی تمام ولایت اسی کے حوالے کر دی ہے چنانچہ جب وہ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ وہ مشغول عبادت ہیں لہذا یہ انتظار میں کھڑے رہے اور فراغت عبادت کے بعد جب انہوں نے پوچھا کہ کیا چاہتے ہو تو آپ نے عرض کیا کہ تازہ انگور۔ چنانچہ ابوسعید راعی نے ایک چھڑی کے دو ٹکڑے کر کے ایک اپنے اور ایک ان کے قریب زمین میں دفن کر دیئے اور تھوڑے ہی وقفہ میں دونوں مقامات سے انگور کے سرسبز درخت نمودار ہوئے شروع ہو گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے ان میں انگور بھی لگ گئے۔ فرق صرف یہ رہا کہ ابوسعید میخوارانی کے قریب کے درخت میں سیاہ اور ابوسعید راعی کے قریب کے درخت میں نہایت نفیس سفید قسم کے انگور تھے اور جب ابوسعید میخوارانی نے وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ مجھے تو صدق و یقین کا درجہ حاصل ہے اور تمہیں امتحان منظور تھا۔ اس لئے اللہ نے دونوں درختوں سے دونوں کی قلبی کیفیت ظاہر فرما دی اس کے بعد آپ نے

ایک کمبل دے کر یہ ہدایت کر دی کہ اس کو بحفاظت رکھنا اور کہیں گم نہ کر دینا۔ چنانچہ وہ کمبل لے کر حج کرنے چلے گئے لیکن کمبل انتہائی احتیاط کے باوجود بھی عرفات میں گم ہو گیا اور جب بسطام واپس آئے تو دیکھا کہ وہی کمبل ابوسعید راعی کے پاس موجود ہے۔

لوگوں نے جب آپ سے یہ سوال کیا کہ آپ کا مرشد کون ہے؟ فرمایا کہ ایک بوڑھی عورت اس لئے کہ میں ایک مرتبہ جنگل میں تھا کہ ایک بڑھیا سر پر آٹا رکھے ہوئے ملی اور مجھ سے کہنے لگی کہ یہ آٹا میرے مکان تک پہنچا دو۔ اسی دوران مجھے ایک شیر نظر آ گیا اور میں نے آٹا اس کی کمر پر رکھ کر بڑھیا سے کہا کہ جاؤ یہ تمہارے گھر پر پہنچا دے گا۔ لیکن تم یہ بتاتی جاؤ کہ شہر میں جا کر لوگوں سے کیا کہو گی۔ بڑھیا نے کہا کہ میں یہ کہوں گی کہ آج جنگل میں میری ملاقات ایک خود نما ظالم سے ہو گئی۔ آپ نے پوچھا کہ مجھے خود نما ظالم کا خطاب کیوں دیا۔ بڑھیا نے کہا کہ شریعت نے شیر کو مکلف نہیں بنایا اور تم ایک غیر مکلف کی پشت پر اپنا بوجھ لاد رہے ہو۔ یہ ظلم نہیں تو پھر کیا ہے اور دوسرا عیب تمہارے اندر یہ ہے کہ تم خود کو لوگوں پر صاحب کرامت ظاہر کرنا چاہتے ہو اور اسی کا نام نمائی ہے۔ چنانچہ میں نے بڑھیا کی بات سے ایسی نصیحت وعبرت حاصل کی کہ ہمیشہ کے لئے ایسی چیزوں کے اظہار سے توبہ کر لی۔ بس اس وجہ سے میں اس بڑھیا کو اپنا مرشد تسلیم کرتا ہوں اور اب میری یہ حالت ہے کہ ہر کرامت پر میں اللہ تعالیٰ کی تصدیق کا طالب ہوں اور اس تصدیق کے لئے اس دن سے ایک نور ظاہر ہوتا ہے جس پر سبز حروف میں یہ کلمات تحریر ہوتے ہیں۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نوح نجی اللہ، ابراہیم خلیل اللہ، موسیٰ کلیم اللہ، عیسیٰ روح اللہ علیہم السلام جس سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ پانچ شہادتیں میری کرامت کی شاہد ہیں۔

☆ حضرت احمد خضرویہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ خواب میں جمال خداوندی سے میں

مشرف ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم سب تو ہم سے اپنی ضروریات کی چیزیں طلب کرتے ہو لیکن بایزید ہم سے ہمیں کو مانگتا ہے۔

☆ آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھ سے ملاقات کرنے والوں میں بعض کو رحمت حاصل ہوتی ہے اور بعض کو لعنت کیونکہ جو لوگ میری مدہوشی کے عالم میں ملاقات کرتے ہیں وہ تو میری حالت سے متاثر ہو کر غیبت کے مرتکب ہو جاتے ہیں اور غیبت کی وجہ سے لعنت میں گرفتار ہو جاتے ہیں اور جو لوگ اس وقت آتے ہیں جب مجھ پر حق کا غلبہ ہوتا ہے تو ان کو رحمت حاصل ہوتی ہے پھر فرمایا کہ کاش قیامت جلدی سے آجائے تاکہ میں جہنم کے قریب مقیم ہو جاؤں اور میرے قیام کی وجہ سے جہنم سرد پڑ جائے تاکہ اہل جہنم کو میری ذات سے آرام و سکون حاصل ہو سکے۔

☆ بعض لوگوں نے آپ سے بیان کیا کہ حضرت حاتم اصم یہ کہتے ہیں کہ جو قیامت میں اہل جہنم کی شفاعت نہ کرے وہ میرا مرید نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جو محشر میں جہنم کے دروازے پر کھڑا ہو کر اور اہل جہنم کو جنت میں بھیجنے کے لئے خود کو جہنم میں نہ گرادے گا وہ میرا مرید نہیں۔

☆ کسی بزرگ نے مراقبہ کے بعد سوال کیا کہ اس وقت آپ کہاں تھے؟ فرمایا کہ بارگاہ خداوندی میں اس وقت انہوں نے کہا کہ میں بھی تو وہیں تھا۔ لیکن میں نے آپ کو نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا کہ تیرے اور اللہ تعالیٰ کے مابین ایک حجاب تھا اور میں ذات باری کے بالکل سامنے تھا اسی وجہ سے آپ مجھے نہ دیکھ سکے۔ پھر فرمایا کہ جو شخص اتباع سنت کے بغیر خود کو صاحب طریقت کہتا ہے وہ کاذب ہے کیونکہ اتباع شریعت کے بغیر طریقت کا حصول ممکن نہیں۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھ سے بذریعہ الہام اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عبادت و خدمت تو بہت ہے لیکن اگر تو ہماری ملاقات کا متمنی ہے تو ہماری بارگاہ میں وہ شے

شفاعت کے لئے بھیج جو ہمارے خزانے میں نہ ہو آپ نے سوال کیا کہ وہ کونسی شے ہے؟ فرمایا کہ عجز وانکساری حاصل کر کیونکہ ہمارا خزانہ ان چیزوں سے خالی ہے اور ان کو حاصل کرنے والے ہمارا قرب حاصل کر لیتے ہیں۔

☆ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ جنگل میں میرے اوپر محبت کی ایسی بارش ہوئی کہ پوری زمین برف کی طرح یخ ہوگئی اور میں اس میں گردن تک غرق ہوگیا۔ پھر فرمایا کہ میں نے نماز کے ذریعہ استقامت اور روزے کے ذریعے سوائے بھوکا رہنے کے اور کچھ حاصل نہیں کیا اور جو کچھ بھی ملا وہ سب فضل خداوندی سے حاصل ہوا اور اپنی سعی سے کچھ نہیں مل سکا۔ پھر فرمایا کہ دو عالم کی دولت سے یہ بات بہتر ہے کہ انسان خدا کے فضل سے ہٹ کر اپنی ذاتی سعی سے کچھ بھی حاصل نہیں کرسکتا پھر بھی انسان کو سعی کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس لئے سعی بہت ضروری ہے لیکن سعی کے بعد جو کچھ حاصل ہو اس کو محض اللہ کا فضل تصور کرنا چاہئے۔

☆ جس وقت آپ صفات خداوندی بیان فرماتے تو اپنی اصلی حالت میں رہتے لیکن جب ذات خداوندی موضوع گفتگو ہوتی تو بے خودی کے عالم میں یہ کہتے رہتے کہ میں سر کے بل سے آرہا ہوں۔ اللہ مجھ سے بہت نزدیک ہے۔ ایک مرتبہ کسی مرید نے کہا کہ مجھے اس پر حیرت ہوتی ہے کہ جو خدا کو جانتے ہوئے بھی عبادت نہیں کرتا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے اس بندے پر حیرت ہوتی ہے جو خدا کو پہچاننے کے بعد عبادت کرتا ہے یعنی یہ حیرت ہے کہ خدا کو پہچان کر ہوش میں کیسے رہتا ہے۔

☆ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب میں نے پہلی مرتبہ حج کیا تو کعبہ کی زیارت کی اور دوسری مرتبہ کعبہ اور صاحب کعبہ دونوں کی زیارت سے مشرف ہوا اور تیسری مرتبہ کچھ بھی نظر نہیں آیا کیونکہ بار الٰہی میں اضافہ ہوتا چلا گیا اور اس کا اندازہ اس واقعہ سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ کسی نے دروازے پر آواز دی تو آپ نے پوچھا

کس کی تلاش ہے۔ جواب ملا کہ بایزید کی۔ فرمایا کہ میں تو تیس سال سے اس کی تلاش میں ہوں لیکن آج تک نہیں ملا اور جس وقت یہ واقعہ حضرت ذوالنون کے سامنے بیان کیا گیا تو فرمایا کہ وہ خاصان خدا کی طرح خدا میں ضم ہو گئے تھے۔

☆ جب لوگوں نے آپ کے مجاہدات کے متعلق سوال کیا تو فرمایا کہ اگر میں اعلیٰ مجاہدات کا ذکر کروں تو تمہارے فہم سے بالاتر ہے لیکن میرا معمولی مجاہدہ یہ ہے کہ ایک دن میں نے اپنے نفس کو عبادت کے لئے آمادہ کرنا چاہا تو وہ منحرف ہو گیا لیکن میں نے بھی اس سزا میں پورے ایک سال تک اس کو پانی سے محروم رکھا اور کہا یا تو عبادت کے لئے تیار ہو جا ورنہ تجھے اسی طرح پیاس سے تڑپا تا رہوں گا۔ آپ اس درجہ مستغرق تھے کہ ایک ارادت مند جو تیس سال سے آپ کا خادم بنا ہوا تھا وہ جب بھی سامنے آتا آپ پوچھتے کہ تیرا کیا نام ہے۔ ایک مرتبہ اس نے عرض کیا کہ آپ میرے ساتھ مذاق کرتے ہیں جب بھی سامنے آتا ہوں آپ نام پوچھتے ہیں۔ فرمایا کہ میں مذاق نہیں کرتا بلکہ میرے قلب و روح میں اس طرح اللہ کا نام جاری وساری ہے کہ اس کے نام کے سوا مجھے کسی کا نام یاد نہیں رہتا۔

☆ جب لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ اعلیٰ مراتب آپ کو کیسے حاصل ہوئے؟ فرمایا کہ ایک مرتبہ بچپن میں چاندنی رات تھی اور میں شہر سے باہر نکل گیا وہاں مجھے ایک ایسا دربار نظر آیا کہ جس کے مقابلہ میں ساری دنیاء ہیچ معلوم ہونے لگی۔ اس وقت میں نے خدا سے عرض کیا کہ ایسا بے نظیر دربار دنیا کی نگاہوں سے کیوں پوشیدہ ہے؟ ندا آئی کہ اس دربار میں وہی آ سکتے ہیں جو اس کے قابل ہیں کیونکہ یہاں نا اہل لوگوں کی رسائی ممکن نہیں۔ اس وقت مجھے یہ خیال آیا کہ میں تمام عالم کی شفاعت طلب کروں تا کہ وہ بھی اس دربار کے قابل بن جائیں۔ لیکن اس خیال سے خاموش ہو گیا کہ شفاعت تو حضور اکرم ﷺ ہی کے لئے مخصوص ہے۔

پھر ندا آئی کہ تو نے ہمارے حبیب ﷺ کا پاس ادب کیا اس کے معاوضے میں ہم تجھ کو دو مرتبہ عطا کرتے ہیں کہ تا حشر تیرا نام سلطان العارفین بایزید تمام مخلوق کی زبان پر رہے اور جس وقت یہ واقعہ حضرت ابونصر قشیری کے سامنے بیان کیا گیا تو فرمایا کہ درحقیقت وہ ایسے ہی ممتاز زمانہ ہیں اور جتنے مراتب ان کو عطا فرمائے وہ سب ان کی علو ہمتی کی وجہ سے تھے۔

☆ آپ عشاء کی چار رکعت پڑھ کر سلام پھیرتے ہوئے فرماتے کہ یہ نماز قابل قبول نہیں یہ کہہ کر پھر چار رکعت نماز ادا کرتے اور پھر یہی فرماتے کہ یہ بھی قابل قبول نہیں حتیٰ کہ اسی طرح رات ختم ہو جاتی اور صبح کو اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے کہ میں نے تیری بارگاہ کے لائق نماز کی بہت کوشش کی مگر محروم رہا کیونکہ جیسا میں خود ہوں ویسی ہی میری نماز ہے لہذا مجھے اپنے بے نمازی بندوں میں شمار کر لے۔

محترم سامعین کرام! آپ کے بہت سارے فرامین مبارک ہیں چند ایک آپ کی خدمت میں پیش کیئے جاتے ہیں جن پر پورا پورا عمل کرنے کی کوشش کریں اور اجر عظیم حاصل کریں۔

☆ آپ نے فرمایا۔ جس کام کو میں سب کاموں سے بعد جانتا تھا وہ مقدم کام تھا یعنی والدہ کی رضامندی۔

☆ آپ نے فرمایا۔ جس چیز کو میں مجاہدات وریاضات میں تلاش کرتا پھرتا تھا وہ میں نے گھر میں آسانی سے حاصل کرلی یعنی والدین کی خدمت۔

☆ فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ قیامت جلدی آئے تا کہ میں اپنا خیمہ دوزخ کے کنارے پر لگا کر بیٹھ جاؤں تا کہ دوزخ مجھ کو دیکھ کر پست ہو جائے اور میں خلقت کے لیئے راحت کا سبب بنوں۔

☆ آپ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں نے اس کی بارگاہ میں مناجات کی اور کہا کہ کس

طرح تیری رسائی ہو آواز آئی کہ بایزید پہلے اپنے آپ کو تین طلاق دے پھر ہمارا نام لے۔آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بہشت کے آٹھوں دروازے میری جھونپڑی پر کھول دے اور دونوں عالم کی ولایت جاگیر کے طور پر مجھ کو مل جائے تو بھی میں اس ایک آہ کو جو صبح کے وقت اس کے شوق میں میری جان سے نکلتی ہے نہ دوں بلکہ ایک سانس کو بھی جو درد سے لیتا ہوں کائنات کے عوض بھی نہ دوں۔آپ فرماتے ہیں کہ مدت تک کعبہ کا طواف کرتا رہا لیکن جب خدا تک پہنچ گیا تو خانہ کعبہ میرا طواف کرنے لگا۔

☆ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں اپنے دل کو طلب کرتا رہا مگر نہ پایا صبح کو ندا آئی کہ بایزید ہم سے ہمارے سوا کوئی اور چیز طلب کرتا ہے؟ دل سے تجھ کو کیا واسطہ؟

☆ آپ فرماتے ہیں کہ مرد وہ نہیں ہے۔ جو کسی چیز کے پیچھے چلے بلکہ وہ شخص مرد ہے۔ جو جہاں کہیں بھی ہو چیزیں اس کے گرد دوڑیں اور جس چیز سے خطاب کرے اسی سے جواب سنے۔

☆ آپ فرماتے ہیں کہ خداوند کریم نے مجھ کو ایسا مرتبہ عطا کیا کہ تمام کی تمام کائنات کو اپنی دو انگلیوں میں دیکھتا ہوں۔

☆ فرمایا کہ مرید کو جب اطاعت کا مزہ دیا جاتا ہے تو وہ خوش ہوتا ہے لیکن یہی خوشی اس کے لئے ایک حجاب بن جاتی ہے۔

☆ فرمایا کہ عارف کا ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی صفات پائی جاتی ہیں۔آپ فرماتے ہیں کہ اگر مجھ کو خلقت کے گناہوں کے عوض آگ میں جلایا جائے اور میں صبر کروں پھر بھی اس وجہ سے مجھ کو اس کی محبت کا دعویٰ ہے (میں کہوں گا) کہ میں نے کچھ کام نہیں کیا اور اگر میرے اور ساری خلقت کے گناہ بخش دیئے جائیں تو (یہ کام) اس کی رحمت کے مقابلے میں بالکل ہیچ ہے۔

☆ آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں جن کو دیدار الٰہی کے مقابلے میں اگران کے سامنے بہشت پیش کی جائے تو وہ اس قدر فریاد کریں جتنی کہ دوزخ کے لوگ دوزخ سے کریں گے۔

☆ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا ایک ذرہ بھر بہشت کے ہزاروں محلوں سے بدرجہا بہتر ہے۔لوگوں نے عرض کی کہ کیا اللہ تعالیٰ لوگوں کو اپنی رضامندی سے بہشت میں نہیں لے جاتا۔فرمایا۔ہاں جب وہ کسی کو اپنی رضا دیتا ہے تو بہشت کو لے کر وہ کیا کرے گا۔(اس کی رضا کے مقابلے میں بہشت بے معنی ہے)۔

☆ آپ فرماتے ہیں کہ کوئی گناہ تم کو اس قدر نقصان نہیں پہنچا سکتا جس قدر کہ ایک مسلم بھائی کو بے عزت کرنا۔

☆ فرمایا کہ دنیا اہل دنیا کے لیئے غرور ہی غرور ہے۔مگر آخرت اہل آخرت کے لئے سرور ہی سرور ہے اور اللہ تعالیٰ کی دوستی اہل معرفت کے لئے سراسر نور ہے۔

☆ آپ فرماتے ہیں کہ جب عارف چپ ہو جاتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے بات کرے۔جب وہ آنکھوں کو بند کرتا ہے تو مطلب یہ ہوتا ہے کہ آنکھ کھولنے پر دیدارحق کا جلوہ دیکھے اور سر بزانو ہونے کے وقت اس کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ اسرافیل علیہ السلام کے صور پھونکنے تک سر کو نہ اٹھائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے اس کی امیدیں وابستہ ہوتی ہیں۔

☆ آپ فرماتے ہیں کہ عشق الٰہی نے ماسوا کو دور کر دیا اور اس کا نشان تک باقی نہ رہنے دیا۔جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف بیگانہ ہو گیا۔

☆ آپ نے فرمایا کہ اگر اللہ کریم مجھ کو جہنم میں جھونک دے اور میں صبر کروں تب بھی اس کی محبت کا حق ادا نہیں ہوتا اور اگر اللہ کریم مجھ کو پوری کائنات بخشش دے تب بھی اس کی رحمت کے مقابلہ میں قلیل ہے۔

☆ آپ فرماتے ہیں کہ یہ ناممکن بات ہے کہ خدا شناس ہو کر خدا کو کوئی شخص دوست نہ رکھے یعنی بغیر محبت کے معرفت کی قدر کچھ نہیں۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ ایک ندی کتنی زور شور سے آتی ہے لیکن جب دریا میں مل جاتی ہے تو بالکل ساکن ہو جاتی ہے اور ندی کے شامل ہونے یا نہ ہونے سے دریا میں کسی قسم کی کمی یا بیشی نہیں ہوتی۔

☆ آپ فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا عارف ہے وہ کسی ماسوا کے ذکر میں زبان نہیں کھول سکتا۔

☆ آپ نے فرمایا کہ عارف کا ادنیٰ ترین فرض یہ ہے کہ جملہ ماسوا سے بیزار ہو جائے اگر اس کی دوستی میں کائنات کو بھی ترک کر دے تو تھوڑا ہے۔

☆ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عارف کا ثواب خود اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔
آپ فرماتے ہیں کہ عارف لوگ عیاں میں مکان کو دیکھتے ہیں اور عین میں نشان نہیں بناتے اگر عرش تا فرش لاکھوں آدمی ہوں اور ان کی اولاد کی اولاد جن میں جبرائیل علیہ السلام میکائیل علیہ السلام جیسے مقرب فرشتوں کا سا درجہ رکھنے والے عارف کے دل میں رکھ دیئے جائیں تو معرفت الٰہی کے مقابلے میں ان سب کی موجودگی محض ہیچ ہو اور ان کے آنے جانے کی اطلاع تک بھی اس کو نہ ہو۔ اگر معاملہ اس کے برخلاف ہے تو وہ صرف مدعی ہے عارف نہیں ہے۔

☆ آپ فرماتے ہیں کہ عارف کو معروف دیکھ سکتا ہے جب عالم عارف کے پاس بیٹھتا ہے تو کہتا ہے کہ میں کیا کروں لیکن عارف کہتا ہے کہ وہ کیا کرتا ہے۔

☆ آپ فرماتے ہیں کہ دوستان الٰہی کے دل میں کبھی بہشت کا خیال تک نہیں آنے پاتا۔ باوجودیکہ اہل محبت محض محبت کی وجہ سے مہجور ہیں۔ پھر بھی وہ ان لوگوں کا سا کام کرتے ہیں جو سوئے ہوئے ہوں یا جاگتے۔ مطلوب کے طالب نہیں اور دوستداری کی طلب سے قطعی فارغ ہیں اور مشاہدہ حق کے مغلوب ہیں کیونکہ عاشق

کے لئے عشق کو دیکھنا گناہ ہے اور مطلوب کے مقابلے میں طلبگاری کا خیال سرکشی کے مترادف ہے۔

☆ آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کے دلوں پر ظاہر ہوا تو بعض دلوں کی یہ کیفیت ہوگئی کہ وہ اس کی معرفت کے بوجھ کو اٹھا نہ سکے اور اس کی عبادت میں لگ گئے اور کہ اللہ تعالیٰ کا بوجھ اس کے وہی جمال اٹھا سکتے ہیں جو مشاہدہ کا مجاہدہ اور ریاضت کر چکے ہیں۔

☆ آپ فرماتے ہیں کہ لوگو ایسی کوشش کرو کہ تم کو سوائے حق کے اور کچھ دکھائی ہی نہ دے اور حق کے ساتھ تمہاری ساری عمر بسر ہو جائے۔

☆ آپ فرماتے ہیں کہ جس کسی کو اللہ تعالیٰ اپنا دوست بناتا ہے اس کو اپنی تین خصلتیں عطا کر دیتا ہے دریا جیسی سخاوت، زمین جیسی عاجزی یا تواضع اور آفتاب کی طرح شفقت۔

آپ فرماتے ہیں کہ حاجی لوگ خانہ کعبہ کے گرد بدنی طواف کرتے ہیں اور بقاء الٰہی کے طالب ہوتے ہیں لیکن اہل محبت عرش الٰہی کے گرد دلی طواف کرتے ہیں اور اس کی بقاء کے طالب ہوتے ہیں۔

☆ فرمایا کہ علوم میں ایک ایسا علم بھی ہے جو عالم لوگوں کو معلوم نہیں۔ اسی طرح زہد میں ایک ایسا زہد ہے جس کو زاہد لوگ نہیں جان سکتے۔

☆ آپ فرماتے ہیں کہ جس کو اللہ تعالیٰ برگزیدہ کرتا ہے اس پر ایک فرعون بھی مقرر کر دیتا ہے تاکہ وہ اس برگزیدہ ہستی کو تکلیف پہنچائے۔

☆ آپ فرماتے ہیں کہ نیک کام کرنے سے نیک لوگوں کی صحبت اچھی ہے اسی طرح برے لوگوں کی صحبت برے کام کرنے سے بری ہے۔

☆ آپ نے فرمایا کہ عارف وہ ہے جس کو کوئی کسی قسم کا شور و شغب، شغل یا کدورت

مکدر نہ کر سکے۔ بلکہ کدورت خود صاف ہو جائے۔

☆ آپ نے فرمایا کہ دوزخ اس شخص کے لئے عذاب ہے جو اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانتا اور خدا شناس لوگ دوزخ کے لئے عذاب ہیں۔

☆ آپ نے فرمایا کہ عارف وصال الٰہی کے سوا اور کسی بات سے خوش نہیں ہوتا۔

☆ آپ فرماتے ہیں کہ یا تو تم اپنے آپ کو ایسا ظاہر کرو جیسے کہ تم ہو یا ایسا بن جاؤ جیسا کہ تم ظاہر کرتے ہو۔

☆ آپ فرماتے ہیں کہ عارف کا دل ایسے چراغ کی مانند ہے جو فانوس کے اندر سے ہر سمت اپنا نور پھیلاتا رہتا ہے۔ جس کی شعاعیں تمام عالم ملکوت کو منور کرتی رہتی ہوں۔ ایسے شخص کو تاریکی کا کیا خدشہ ہوسکتا ہے۔

☆ آپ فرماتے ہیں کہ خلقت کی ہلاکت کے دو سبب ہیں اول مخلوق کی عزت نہ کرنا۔ دوسرے خالق کا ناشکر گزار ہونا۔

ایک دفعہ لوگوں نے سوال کیا کہ فرض کیا ہے اور سنت کیا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کی صحبت فرض اور دنیا کا ترک کرنا سنت ہے۔

نقل ہے کہ ایک مرید نے رخت سفر باندھا اور روانگی کے وقت آپ سے وصیت طلب کی۔ فرمایا کہ تین خصلتوں کا خیال رکھنا۔

اول یہ کہ اگر تجھ کو کسی بد اخلاق سے واسطہ پڑے تو اس کی بد خلقی کو اپنی خوش خلقی میں تبدیل کر لینا۔

دوم یہ کہ اگر کوئی تجھ پر احسان کرے تو اول خدا کا شکریہ ادا کرنا اور پھر محسن کا کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی نے اس کے دل کو تجھ پر مہربان کیا ہے۔

تیسرے یہ کہ اگر تجھ کو کوئی مصیبت پیش آ جائے تو فوراً اپنی عاجزی کا اقرار کرنا اور فریاد کرنا کہ میں اس مصیبت کو برداشت نہیں کر سکتا۔

زہد کے متعلق آپ سے سوال کیا تو فرمایا کہ زہد کی کوئی قیمت نہیں ہوسکتی کیونکہ میں صرف تین دن زاہد رہا۔ پہلے دن دنیا میں دوسرے دن آخرت میں تیسرے روز ماسوا میں۔اس وقت فرشتے نے آواز دی اور کہا کہ بایزید تو ہمارے جیسی طاقت نہیں رکھتا۔ میں نے کہا کہ میری مراد بھی یہی ہے۔ پھر آواز آئی کہ تو نے پالیا پالیا۔آپ فرماتے ہیں کہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے اس حد تک خوش ہوں کہ اگر کسی کو علیین تک لیا جائے اور مجھ کو اسفل کی طرف تو بھی میں اس بندے کی نسبت اللہ تعالیٰ سے زیادہ خوش رہوں گا۔

پوچھا کہ آپ کی باتیں دوسرے بزرگوں کی باتوں سے نہایت اعلیٰ ہیں کیا وجہ ہے۔فرمایا کہ وہ صفا اور معاملے کے متعلق باتیں بیان کرتے ہیں لیکن میں صفا اور محبت کی باتیں بیان کرتا ہوں۔ وہ تُو اور میں کہتے ہیں لیکن میں صرف تُو اور تُو کہتا ہوں۔لوگوں نے پوچھا کہ آپ بھوک کی اس قدر تعریف کیوں کرتے ہیں۔فرمایا کہ اگر فرعون بھوکا ہوتا تو انا ربکم اعلی نہ کہتا متکبر کو معرفت الٰہی کبھی میسر نہیں ہوتی۔ سوال کیا کہ متکبر کون ہوتے ہیں فرمایا۔جس کو تمام کائنات میں اپنا نفس زیادہ اچھا نظر آئے۔ پھر پوچھا کہ آپ پانی پر چلتے ہیں۔فرمایا کہ لکڑی کا ٹکڑا بھی پانی پر تیرتا ہے پھر پوچھا کہ آپ ہوا میں اڑتے ہیں۔فرمایا کہ پرندے بھی ہوا میں اڑتے ہیں۔ پھر پوچھا کہ آپ ایک رات میں کعبہ مکرمہ میں پہنچتے ہیں فرمایا کہ جادوگر بھی ایک رات میں ہند سے دماوند میں پہنچ جاتا ہے۔سوال کیا گیا کہ پھر مردوں کا آخر کونسا کام ہے۔فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی سے دل نہ لگائیں۔

☆ آپ فرماتے ہیں کہ میں خیال کیا کرتا تھا کہ میں اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہوں لیکن جب غور سے کام لیا تو معلوم ہوا کہ وہ پہلے ہی مجھ سے محبت کرتا تھا۔

☆ آپ فرماتے ہیں کہ ہر شخص عمل کے دریا میں غرق ہوتا ہے یعنی ریاضت کا خیال

کرتے ہیں لیکن میں مراد کے سمندر میں غرق ہوا یعنی عنایت الٰہی سے امیدوار ہوا۔

نقل ہے کہ کسی نے آپ سے عرش کی نسبت سوال کیا۔فرمایا ''میں ہوں'' پھر پوچھا کہ کرسی کیا ہے فرمایا ''میں ہوں'' پھر پوچھا کہ کہتے ہیں ابراہیم' موسیٰ اور محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔فرمایا ''میں ہوں'' لوگوں نے عرض کی کیا اللہ تعالیٰ کے بندے حضرت جبرائیل' اسرافیل' میکائیل علیہم السلام جیسے بھی ہیں۔فرمایا ''میں ہوں'' چنانچہ جو شخص یہ سن کر خاموش ہوگیا۔تب آپ نے فرمایا کہ جو شخص حق تعالیٰ میں محو ہو جاتا ہے وہ حق بن جاتا ہے اور جو کچھ ہے حق ہے۔آپ فرماتے ہیں:

☆ بھوک میں نجات ہے اگر فرعون بھوکا ہوتا تو انا ربکم الاعلی میں معبود ہوں کبھی نہ کہہ پاتا۔

☆ برے اعمال اللہ تعالیٰ کے ساتھ دانستہ دشمنی کے مترادف ہیں۔

☆ ایک مرید نے کہا ''میں بتیس سال سے آپ کے پاس رہ رہا ہوں آپ ہر روز مجھ سے میرا نام پوچھتے ہیں۔آپ بولے ''میں مذاق نہیں کرتا'' جب سے دل میں اس کا نام آیا ہے کچھ یاد نہیں رہتا۔

☆ ایک مرتبہ آپ نے کسی کی امامت میں نماز ادا کی۔نماز کے بعد امام نے پوچھا۔آپ کوئی کام کاج تو کرتے نہیں آپ کا کھانا پینا کہاں سے چلتا ہے؟ آپ نے ناگواری سے جواب دیا۔ذرا صبر کرو! میں نماز دوبارہ پڑھ لوں۔تب تمہاری بات کا جواب دوں گا۔کیونکہ جو شخص روزی دینے والے کو نہ جانے اس کے پیچھے نماز روا نہیں۔

☆ بہشت کو بغیر عمل کے طلب کرنا خود ایک گناہ ہے۔

☆ ایک شخص نے آپ سے کہا۔میری آل اولاد بیوی بچے زیادہ ہیں اور کاروبار کم

ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اپنے گھر جا! جس کو دیکھے کہ اس کا رزق مجھ سے ہے اسے گھر سے نکال دے۔ جن جن کا رازق خدا تعالیٰ کو سمجھے ان کا گھر میں رہنے دینا۔

☆ جب انسان نیک ہو جاتا ہے تو اس کا ہر کام نیک ہو جاتا ہے۔

☆ اپنے آپ کو اتنا ہی ظاہر کرو جتنا کہ تم ہو۔

☆ ایک عالم کی طاقت ایک لاکھ جاہلوں سے زیادہ ہوتی ہے۔

☆ انسان کو چار چیزیں بلند کرتی ہیں علم، حلم، کرم اور خوش گفتاری۔ اللہ تعالیٰ کو راضی کرو وہ تمہیں راضی کرے گا۔

☆ اگر کوئی تم پر احسان کرے تو پہلے حق تعالیٰ کا شکریہ ادا کرو اور پھر اس شخص کا کیونکہ خدا تعالیٰ نے اسے تم پر مہربان کیا۔

☆ خود پرستی اور دنیا پرستی سے پورا جہنم تیار ہوتا ہے۔

محترم سامعین کرام! آپ نے حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں بہت کچھ سنا۔ امید ہے آپ سب باتیں اچھی طرح سمجھ گئے ہوں گے۔ بطور خلاصہ مزید سماعت فرمائیں۔

☆ کہ آپ ہمیشہ محبت الٰہی کے دریا میں غرق رہتے تھے اور دل کو مشاہدہ حق میں مشغول رکھتے تھے بارہ سال تک جنگلوں میں مجاہدہ نفس کرتے رہے طائر لاہوتی کے مقام پر فائز تھے اور فنا فی اللہ کی منزل میں یہاں تک گم تھے کہ جس طرف دیکھتے حسنِ ازلی کا مشاہدہ کرتے اور جس طرف نگاہ اٹھاتے جلوہ حسنِ یار نظر آتا تھا۔

☆ فرمایا جس چیز کو میں بارہ سال تک بیابانوں میں ریاضت کی مشقت میں تلاش کرتا رہا وہ میں نے گھر میں آسانی سے حاصل کر لی۔ یعنی ایک رات والدہ نے مجھ سے پانی طلب کیا۔ میں نے گھڑے میں دیکھا پانی نہ تھا میں نے سراحی میں دیکھا پانی

اس میں بھی نہ تھا چنانچہ چشمہ سے پانی لایا۔ واپس آیا تو والدہ سو گئی تھیں۔ میں پانی کا پیالہ لے کر والدہ کے سرہانے کھڑا رہا والدہ صاحبہ تہجد کے لئے بیدار ہوئیں مجھے کھڑا دیکھا تو فرمایا بایزید کیوں کھڑے ہو؟ میں نے عرض کی اس خیال سے کہ آپ بیدار ہوں اور پانی طلب کریں لیکن میں حاضر نہ ہوں تو قیامت میں ماں کے نافرمانوں میں نہ اٹھوں۔ والدہ نے تہجد کی نماز پڑھ کر دعا کی۔ اے میرے اللہ میرے بیٹے بایزید کو میری اطاعت کے صلے میں وہ چیز عطا کر دے جو اس کو بارہ سال تک ریاضت و مجاہدہ سے بھی نہیں مل سکی۔ بس پھر کیا تھا ادھر ماں نے دعا کی۔ ادھر میرے حجابات اٹھ گئے۔ سینہ کھل گیا اور میرے دل میں دریائے حقیقت و معرفت کا دریا موجزن ہو گیا۔

☆ پہلی دفعہ حج کو گئے تو صرف خانہ کعبہ دیکھا۔ دوسری بار گئے تو کعبے والے کو دیکھا۔ تیسری بار گئے تو نہ خانہ کعبہ نظر آیا اور نہ ہی کعبے والا۔ ذاتِ حق میں یہاں تک گم ہو گئے تھے کہ سوائے حق کے اور کچھ نظر ہی نہ آتا تھا۔

☆ غلبہ حال اور دریائے وحدت میں یہاں تک مستغرق تھے کہ ایک مرتبہ جذب و مستی میں پکار اٹھے سبحانی ما اعظم شانی کہ میری ذات پاک ہے اور میری شان بلند ہے۔ ہوش آیا تو مریدوں نے عرض کی آقا! آج آپ نے یہ کلمات فرمائے ہیں۔ فرمایا۔ اب کبھی مجھ سے ایسے کلمے سنو تو مجھے تلوار سے قتل کر دینا۔ چند دنوں بعد آپ پر پھر وہی کیفیت طاری ہوئی اور وہی کلمات زبان سے نکلے۔ مریدین نے تلوار ماری مگر تلوار آپ کی گردن سے پار ہو کر زمین پر آ گرتی اور آپ کا گلا نہ کٹتا۔ ہوش آیا تو غلاموں نے ماجرا سنایا تو فرمایا اب میں نہیں ہوں وہی ہے۔

☆ آپ فرماتے ہیں کہ بہت مدت تک میں کعبہ کا طواف کرتا رہا ہوں اور جب میں

خدا تک پہنچ گیا تو پھر کعبہ میرا طواف کرنے لگا۔

☆ لوگوں نے سوال کیا یا حضرت فرض کیا ہے اور سنت کیا؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کی محبت فرض ہے اور ترک دنیا سنت ہے۔

☆ آپ سے کسی نے پوچھا کہ حق تک پہنچنے کے لیئے کیا سبیل ہے؟ فرمایا گونگے، بہرے اور اندھے بن جاؤ۔ نہ غیر سنو نہ غیر سناؤ اور نہ غیر دیکھو۔

☆ ایک مرتبہ اپنے مریدوں کے ہمراہ حج بیت اللہ شریف کو چلے تو اپنا اور اپنے تمام ساتھیوں کا سامان اونٹ پر لاد دیا۔ ایک مرید نے عرض کی۔ آقا! اس مسکین اونٹ پر اتنا بوجھ ڈال دیا یہ تو ظلم ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اے اعتراض کرنے والے ذرا غور سے اونٹ کو دیکھو۔ اس نے دیکھا تو تمام بوجھ اونٹ کی پشت سے ایک ہاتھ اونچا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میں اپنا حال تم سے چھپاؤں تو تم مجھ پر لعن طعن کرتے ہو اور اگر ظاہر کر دوں تو تم میں اسی کو دیکھنے کی طاقت نہیں ہے۔

☆ حضرت ابو موسیٰ رحمتہ اللہ علیہ جو بایزید کے ہمراز و واقف کار ہونے کے ساتھ ساتھ ایک ولی کامل بھی تھے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ اپنے سر پر عرش الٰہی کو اٹھائے پرواز کر رہا ہوں۔ صبح ہوئی تو اس خواب کی تعبیر پوچھنے کے لئے میں بایزید کی طرف گیا پتہ چلا کہ شیخ وفات پا چکے ہیں۔ جب آپ کا جنازہ اٹھایا گیا تو میں نے بہت کوشش کی جنازہ کا پایہ پکڑوں مگر میں کامیاب نہ ہو سکا اور بے تاب ہو کر بایزید کے جنازے کے نیچے گھس گیا اور جنازہ کو سر پر اٹھا لیا تو شیخ بول اٹھے کہ اے ابو موسیٰ یہ تمہاری رات کے خواب کی تعبیر ہے۔ یعنی عرش سے مراد بایزید کا جنازہ ہے۔

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کی مناجات

آپ اپنی مناجات میں یہ کہا کرتے تھے کہ اے اللہ میرے اور اپنے درمیان سے دوئی کا حجاب ختم فرمادے تاکہ میں تیری ذات میں فنا ہو جاؤں۔ اے اللہ جب تک میں خودی میں مبتلا رہا سب سے ادنیٰ رہا لیکن جب تیری معیت نصیب ہوئی اس وقت میں سب سے اعلیٰ و برتر ہو گیا۔ اے اللہ فقر و فاقہ سے تیرا قرب حاصل ہوا اور تیرے الطاف کریمانہ نے میرے فقر و فاقہ کو نیست و نابود کر دیا۔ اے اللہ میں علم و زہد نہیں چاہتا بلکہ اپنے رموز مجھ پر آشکارا فرمادے۔ اے اللہ تیرے ہی فضل نے مجھے تجھ سے روشناس کیا اور اس لئے میں تجھ پر ناز کرتا ہوں۔ اے اللہ قلب کے لئے بہترین شے تیرا الہام اور عیب کی راہوں میں سب سے افضل تیرا نور ہے اور سب سے عمدہ ہے وہ حالت جس کا انکشاف مخلوق کے لیئے دشوار ہے اور بہترین ہے وہ زبان جو تیرا وصف بیان کرنے سے قاصر ہے' کیونکہ اگر انسان تیرے اوصاف بیان کرنا چاہے تو پوری زندگی میں تیرے اوصاف کا معمولی سا حصہ بھی بیان نہیں کر سکتا۔ اے اللہ یہ بات تعجب خیز نہیں کہ میں تجھ کو اپنا دوست تصور کرتا ہوں بلکہ حیرت انگیز ہے یہ بات کہ تو مجھ کو اپنا دوست سمجھتا ہے کیونکہ مختار کل اور صاحب قوت سے اور میں ایک کمزور و محتاج بندہ ہوں۔ اے اللہ میں تجھ سے خوفزدہ رہتا تھا لیکن تو نے اپنے کرم سے میرا خوف دور کر دیا جس کی وجہ سے میں ہمہ اوقات مسرور و شادمان رہتا ہوں اور تو نے مجھے اپنی بارگاہ میں باریاب فرمایا جس کا میں کسی طرح بھی شکر ادا نہیں کر سکتا۔ اے اللہ میں اپنی عبادت و ریاضت پر نازاں نہیں ہوں بلکہ یہ بات قابل فخر ہے کہ تو نے اپنے احکامات کی بجا آوری کے لیئے قوت و طاقت عطا کر کے خلعت بزرگی سے سرفراز فرمایا۔ اے اللہ میرا اشمار تو ان آتش پرستوں میں کرلے جو ستر سال آتش پرستی میں مبتلا رہے اور

آخری عمر میں صحرائے گمراہی سے نکل کر وادیء ہدایت میں پہنچے اور اسلام میں داخل ہو کر ان میں تیرا نام لینے کا ذوق پیدا ہو گیا۔ اے اللہ نہ تجھے کسی سبب کی حاجت ہے اور نہ قبولیت کے لئے کسی عبادت کی اور نہ تیرے یہاں کی یہ رسم ہے کہ کثرت گناہ کی بناء پر گناہ گاروں کو کسی طرح معاف ہی نہ کرے بلکہ تجھے کلی اختیار ہے کہ جس کو چاہے معاف کر کے اپنے قرب سے نواز دے۔ اے اللہ گو میں نے اپنے نزدیک بہت ہی نیک کام انجام دیئے لیکن وہ تیری بارگاہ میں قبولیت کے ہرگز قابل نہیں لہذا ان کو نظر انداز فرما کر صرف اپنے رحم و کرم سے میری مغفرت فرما دے۔

آپ ہمہ اوقات اللہ اللہ کا ورد جاری رکھتے اور عالم نزع میں بھی آپ کی زبان پر اللہ ہی کا نام تھا اور موت سے قبل آپ نے فرمایا کہ اے اللہ میں دنیا میں بر بنائے غفلت تیری عبادت سے محروم رہا اور اب آخری وقت میں بھی تیری عبادت سے غافل ہوں۔ اس کے باوجود بھی تیری رحمت کا متمنی ہوں۔ یہ کلمات زبان پر تھے کہ روح مبارک اعلی علیین کی جانب پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون کسی نے خواب میں آپ کو دیکھا اور سوال کیا کہ تصوف کا کیا مفہوم ہے فرمایا کہ راحتوں کو چھوڑ کر مشقتیں برداشت کرنے کا نام ہی تصوف ہے۔

وما علینا الا البلغ المبین

سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نحمده ونصلى ونسلم على رسوله الكريم

امابعد

فاعوذبالله من الشيطن الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم

والسبقون الاولون من المهاهرين والانصار والذين اتبعو هم

باحسان رضى الله عنهم ورضوا عنه

عقیدت و محبت سے درود پاک

الصلوٰة والسلام عليک ياسيدى يا رسول الله

وعلى الک واصحابک ياسيدى يا حبيب الله

سراج تو ہے بغیر تیرے سمجھتا ہے جو حدیث و قرآں
پھرے بھٹکتا نہ پائے رستہ امام اعظم ابوحنیفہ

محترم ومعزز سامعین کرام! آج میں آپ کے سامنے اس عظیم المرتبت رفیع الدرجت ہستی کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جسے تمام عالم اسلام نے امامِ اعظم تسلیم کیا ہے۔ جو فرمان رسالت کا مصداق اور سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی دعا کا ثمر ہے۔ جو ہستی تابعین کی سردار اور تمام اولیاء کرام کی فقہی امام ہے۔ میری مراد امام الائمہ کاشف الغمہ سراج الامہ امام عالی مقام حضرت سیدنا نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ المعروف امامِ اعظم ابوحنیفہ ہیں۔

☆ اکثر اولیاء اللہ حنفی ہیں

امت محمدیہ کے بڑے بڑے اولیاء اللہ' غوث' قطب' ابدال' اوتاد حضرت امام

اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے دامنِ اقدس سے وابستہ ہیں اور آپ ہی کے مقلد ہیں اور یہ سب مقلدین اولیاء اللہ ہیں کوئی ولی غیر مقلد نہیں اور جس قدر اولیائے کرام مذہب حنیفہ میں ہیں دوسرے مذاہب میں شافعی، حنبلی اور مالکی وغیرہ میں نہیں۔

محترم سامعین کرام!

☆ حضرت ابراھیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کون ہیں؟ حنفی

☆ حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ کون ہیں؟ حنفی

☆ حضرت خواجہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کون ہیں؟ حنفی

☆ حضرت فضیل بن عیاض خراسانی رحمۃ اللہ علیہ کون ہیں؟ حنفی

☆ حضرت داؤد ابن نصر رحمۃ اللہ علیہ کون ہیں؟ حنفی

☆ حضرت عبداللہ ابن مبارک رضی اللہ عنہ کون ہیں؟ حنفی

☆ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کون ہیں؟ حنفی

☆ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کون ہیں؟ حنفی

☆ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کون ہیں؟ حنفی

☆ حضرت سیدنا داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کون ہیں؟ حنفی

☆ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کون ہیں؟ حنفی

☆ حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کون ہیں؟ حنفی

☆ حضرت خواجہ شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ کون ہیں؟ حنفی

☆ حضرت خواجہ ضیاء الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کون ہیں؟ حنفی

☆ حضرت خواجہ محمد دین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کون ہیں؟ حنفی

☆ حضرت خواجہ محمد قمرالدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کون ہیں؟ حنفی

☆ حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کون ہیں؟ حنفی

☆ حضرت مولانا سردار احمد محدث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کون ہیں؟ حنفی

اکثر علماء کرام اولیاء عظام، امام اعظم رضی اللہ عنہ کے خوانِ فقہ سے خوشہ چیں ہیں بلکہ مفکرین کے سلسلہ تحقیق کے مطابق انسائیکلو پیڈیا آف اسلام کے مطابق دنیا بھر کے مکتب فکر کی تعداد کچھ یوں ہے۔

☆ زیدیہ مکتبہ فکر کی تعداد تقریباً تیس (30) لاکھ ہے۔

☆ اثنا عشریہ مکتبہ فکر کی تعداد تقریباً ایک کروڑ پینتیس لاکھ ہے۔

☆ اہل سنت والجماعت کی تعداد کچھ یوں ہے۔

☆ امام احمد رحمتہ اللہ علیہ کے مقلدین کی تعداد تقریباً تیس لاکھ ہے۔

☆ امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کے مقلدین کی تعداد تقریباً چار کروڑ ہے۔

☆ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے مقلدین کی تعداد تقریباً دس کروڑ ہے۔

☆ امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے مقلدین کی تعداد تقریباً چونتیس کروڑ ہے۔

☆ اس طرح عالم اسلام کا سواد اعظم امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی تحقیقات پر اعتماد کرتا ہے اور ان کی پیروری پر اعتماد و فکر کرتا ہے۔ جس کو تفصیل سے سمجھیں گے انشاء اللہ۔

☆ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے شہروں اور شہریوں کو زینت بخشی۔

☆ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے قرآن وحدیث سے استنباط کر کے علم کو رونق بخشی۔

☆ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے امت محبوب ﷺ کے علماء کو زینت بخشی۔

☆ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے روئے زمین کے مسلمانوں پر احسان فرمایا۔

☆ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے مسائل کو آسان لفظوں میں بیان فرمایا۔

☆ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے مشکل سے مشکل مسائل کو حل فرمایا۔

☆ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے دین محبوب ﷺ سمجھایا۔

☆ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے تدوین فقہ کو نکتہ کمال تک پہنچایا۔

☆ مذہب حنفی پر اجماع المسلمین ہے۔

☆ مذہب حنفی بزرگان دین اور اولیاء کاملین' علماء راسخین کا مذہب ہے۔

☆ مذہب حنفی سب سے اعلیٰ ہے۔

☆ مذہب حنفی شفاعت محبوب ﷺ کا ذریعہ ہے۔

☆ مذہب حنفی محبوب دو جہاں ﷺ کا پسندیدہ ہے۔

☆ مذہب حنفی اللہ قادر و کریم کا پسندیدہ ہے۔

☆ مذہب حنفی دارم ملت حضرت خلیل۔

امامِ اعظم رضی اللہ عنہ اکابرین امت کی نظر میں

☆ جب امام اعظم رضی اللہ عنہ' امام مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو امام مالک رضی اللہ عنہ نے امام اعظم رضی اللہ عنہ کی بہت زیادہ تکریم و تعظیم کی اور جب امام اعظم رضی اللہ عنہ واپس ہوئے تو امام مالک رضی اللہ عنہ نے حاضرین سے فرمایا۔ جانتے ہو یہ کون تھے۔ حاضرین نے عرض کی ہم نہیں جانتے۔ تو امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ یہ ابوحنیفہ نعمان بن ثابت تھے نیز فرمایا یہ ایسے ہیں کہ اگر یہ اس ستون کے متعلق فرمادیں کہ یہ ستون سونے کا ہے تو وہ دلیل سے اس کو ثابت کردیں (الخیرات الحسان)۔

☆ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جملہ فقہا کرام امام اعظم ابوحنیفہ کی معنوی اولاد ہیں نیز فرمایا کہ میں نے امام اعظم ابوحنیفہ سے بڑا فقیہ کسی کو نہیں دیکھا (الخیرات الحسان)۔

نیز امام شافعی نے فرمایا میں امام ابوحنیفہ سے برکت حاصل کرتا ہوں نیز فرمایا کہ

جب کبھی مجھے کوئی حاجت پیش آتی ہے تو میں امام ابوحنیفہ کی قبر مبارک کے پاس دو رکعت نماز ادا کر کے اللہ تعالیٰ کی جناب میں دعا کرتا ہوں تو وہ دعا جلدی قبول ہو جاتی ہے (درمختار، روالمختار)۔

☆ امام ابن عینیہ نے فرمایا کہ میری آنکھ نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ جیسا کسی کو نہیں دیکھا۔

☆ امام الاولیاء سید علی ہجویری داتا گنج بخش قدس سرہ نے فرمایا امام ابوحنیفہ اماموں کے امام، خلقِ خدا کے پیشوا اور فقہا کے لئے باعثِ شرف اور علماء کے لئے باعث عزت واحترام تھے (کشف المحجوب)۔

☆ امام ابن حجر مکی نے بعض زاہدوں کا قول نقل فرمایا کہ سب مسلمانوں اور مومنوں پر واجب ہے کہ نماز کے بعد امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے لئے دعائے خیر کریں نیز فرمایا کہ جو گمراہی اور جہالت کی گہرائیوں سے باہر نکلنا چاہے اسے چاہئے کہ وہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی کتابوں کا مطالعہ کرے۔

مسعر بن قدامہ نے فرمایا کہ جو کوئی امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو اللہ کریم کے دربار میں وسیلہ بنائے میں امید رکھتا ہوں کہ اسے کچھ خوف نہ ہو۔

☆ حافظ عبدالعزیز بن ابی رداد نے فرمایا جو شخص امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ محبت رکھے وہ اہلسنت و جماعت سے ہے اور جو کوئی اس امام اعظم کے ساتھ عداوت رکھے وہ بد مذہب ہے وہ اہلسنت و جماعت کے گروہ سے خارج ہے (الخیرات الحسان)۔

☆ خواجہ داؤد طائی جب بھی امام اعظم ابوحنیفہ کا ذکر کرتے، فرماتے کہ امام ابوحنیفہ ایک درخشندہ ستارہ ہے کہ اندھیری رات میں چلنے والا ان سے راستہ حاصل کرتا ہے (الخیرات الحسان)۔

☆ کسی امام سے لوگوں نے پوچھا کہ ہر خاص و عام امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی توصیف وتعریف کرتا ہے اس کی کیا وجہ ہے۔فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ دوسروں کا مرتبہ امام ابوحنیفہ جیسا مرتبہ نہیں ۔ نیز یہ کہ جس قدر مخلوق خدا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے علم سے مستفیض ہوتی ہیں دوسروں کے علم سے مستفیض نہیں ہوتی ۔ نیز فرمایا کہ میں اکثر طور امام ابوحنیفہ کا ذکر اس لئے کرتا ہوں تا کہ خلق خدا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ محبت کرے اور اس امام اعظم کے لیئے دعا کریں ۔

☆ ازہر بن کیسان نے فرمایا کہ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے خوش اعتقاد نہ تھا ایک دن میں سرور دو عالم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوا اور حبیب خدا ﷺ کے پیچھے سیدنا ابوبکر صدیق و سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہم بیٹھے ہیں ۔ میں نے ان دونوں حضرات سے عرض کیا کہ میں سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ عرض کرسکتا ہوں دونوں نے فرمایا۔ ہاں پوچھو مگر پست آواز سے تو میں نے اس فخر آدم و بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ابوحنیفہ کا علم کیسا ہے تو شاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوحنیفہ کا علم حضری علم ہے (الخیرات الحسان)۔

☆ ابومعانی فضل بن خالد سے مروی ہے کہ میں خواب میں محبوب دو جہاں ﷺ کے دیدار سے مشرف ہوا تو میں نے دربار نبوت میں عرض پیش کی کہ یارسول اللہ ابوحنیفہ کے علم کے متعلق کیا ارشاد ہے۔فرمایا ابوحنیفہ کا وہ علم ہے جس کی لوگوں کو ضرورت ہے (الخیرات الحسان)۔

☆ مسدد بن عبدالرحمان بصری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا میں مکہ مکرمہ میں تھا اور میں وہاں سوگیا۔ فجر کا وقت تھا۔ اچانک میں دیدار مصطفیٰ ﷺ سے مشرف ہوا تو میں نے دربار رسالت میں عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ آپ کا اس شخص کے بارے

میں کیا ارشاد ہے جو کہ کوفہ میں ظاہر ہوا ہے اس کا نام نعمان بن ثابت ہے۔ کیا میں اس سے علم حاصل کروں یا نہ۔ یہ سن کر آقائے دو جہاں ﷺ نے فرمایا ہاں اس سے علم حاصل کر اور اس پر عمل بھی کر۔ وہ نعمان بن ثابت بہترین آدمی ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ میں کھڑا ہو کر لوگوں کو امام اعظم ابوحنیفہ کی طرف متوجہ کر رہا ہوں اور جو میرا اعتقاد امام ابوحنیفہ کے متعلق پہلے تھا میں اس سے توبہ استغفار کر رہا ہوں۔ (الخیرات الحسان)

☆ ابن عبدالبر رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ لوگ امام ابوحنیفہ کے ساتھ حسد رکھتے تھے اور لوگ امام ابوحنیفہ کی طرف ایسی گری ہوئی اور ناگفتنی باتیں منسوب کرتے تھے جوان کے مرتبہ ومقام کے لائق نہیں تھیں (الخیرات الحسان)۔

☆ اسماعیل بن رجا نے فرمایا۔ میں نے خواب میں امام محمد صاحب مذہب کو دیکھا اور ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا تو فرمای اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا ہے پھر میں ان سے امام ابو یوسف کے متعلق پوچھا تو فرمایا وہ مجھ سے دو درجہ اونچے مقام پر ہیں۔ پھر میں نے پوچھا کہ امام ابوحنیفہ کس مقام میں ہیں تو فرمایا ان کے متعلق کیا پوچھتے ہو وہ تو مقام اعلیٰ علیین میں ہیں (درمختار)۔

☆ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی اور پچپن حج کئے اور وہ خواب میں سو بار رب تعالیٰ جل جلالہ کے دیدار سے مشرف ہوئے (درمختار)۔

☆ ابن عبدالبر رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں ادب سے گری ہوئی بات مت کہہ اگر کوئی شخص امام ابوحنیفہ کے بارے میں گری ہوئی بات کرے تو تُو اس کی تصدیق نہ کر اس لئے کہ اللہ کی قسم میں نے کسی کو ان سے افضل اور بڑا فقیہہ نہیں دیکھا اور نہ ہی کسی کو ان سے بڑا پرہیزگار دیکھا ہے

(ردالمحتار)۔

☆ سیدنا خواجہ سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں ایک شخص امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے پاس سے آیا تو آپ نے اس سے فرمایا تو ایسے شخص کے پاس سے آیا ہے جو روئے زمین کے لوگوں سے بڑا عابد ہے (ردالمحتار)۔

☆ اس میں شک نہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اپنے وقت کے امام تھے۔ اس لئے کہ انہوں نے چار ہزار حدیث کے اماموں سے علم حدیث کیا تھا یہی وجہ ہے کہ امام ذھبی نے امام ابوحنیفہ کو حفاظِ حدیث میں سے شمار کیا ہے (ردالمحتار)۔

☆ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ اور سیدنا خواجہ سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہم جب یہ دونوں امام حج پر گئے تو خواجہ سفیان ثوری امام اعظم ابوحنیفہ کو ہر جگہ اپنے آگے رکھتے تھے اور خود ان کے پیچھے رہتے اور جب کوئی شخص خواجہ سفیان ثوری سے مسئلہ پوچھتا تو آپ جواب نہ دیتے بلکہ مسائل کا جواب امام ابوحنیفہ دیتے (رحمہما اللہ تعالیٰ الخیرات الحسان)۔

☆ ایک دن خواجہ سفیان ثوری نے حضرت عبداللہ بن مبارک کے سامنے امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کی مدح سرائی کرتے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ ایسے امام ہیں کہ وہ دوسروں سے صحیح حدیث کے سوا لینا جائز نہیں رکھتے نیز امام ابوحنیفہ احادیث مبارکہ سے ناسخ ومنسوخ کو خوب جانتے ہیں (الخیرات الحسان)۔

☆ کسی نے یحییٰ بن معین رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا کہ کیا خواجہ سفیان ثوری نے امام ابوحنیفہ سے احادیث مبارکہ روایت کی ہیں تو فرمایا ہاں اس لئے کہ امام ابوحنیفہ ثقہ تھے اور فقہ وحدیث میں صدوق تھے (الخیرات الحسان)۔

☆ سیدنا عبداللہ بن مبارک نے فرمایا کہ میں نے حسن بن عمارہ کو دیکھا کہ وہ امام اعظم ابوحنیفہ کی سواری کی لگام تھامے کہہ رہے تھے اللہ تعالیٰ کی قسم میں نے امام

ابوحنیفہ سے کسی کو فقہ کے بیان کرنے میں زیادہ صبر کرنے والا اور صاحب بلاغت اور حاضر جواب نہیں دیکھا۔ بیشک امام ابوحنیفہ سید الفقہا ہیں اور جو لوگ اس امام کی مخالفت کرتے ہیں وہ حسد کی بناپر کرتے ہیں (الخیرات الحسان)۔

☆ محمد بن میمون نے فرمایا امام ابوحنیفہ کے زمانہ میں کوئی شخص ان سے علم میں زہد میں معرفت میں فائق نہ تھا۔ واللہ مجھے صد ہزار دینار حاصل ہونے سے وہ خوشی حاصل نہیں ہوسکتی جو کہ امام ابوحنیفہ سے ایک حدیث پاک سننے سے حاصل ہوتی ہے (الخیرات الحسان)۔

☆ اسد بن حکیم نے فرمایا امام ابوحنیفہ کی برائی وہی بیان کرے گا جو جاہل ہو گا (الخیرات الحسان)۔

☆ اما اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ جب راحت جاں ﷺ کے روضہ مطہرہ پر حاضر ہوئے تو روضہ مقدسہ کے اندر سے آواز سنی السلام علیکم یا امام المسلمین (تذکرۃ الاولیاء)۔

☆ ابوعاصم نبیل فرماتے ہیں۔ میں امید رکھتا ہوں کہ امام ابوحنیفہ کو ہر رات ایک صدیق کا ثواب حاصل ہوتا ہوگا (فضائل امام اعظم)۔

☆ کسی نے حضرت وکیع رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی میں کہہ دیا کہ امام ابوحنیفہ سے غلطی سرزد ہوتی ہے تو محدث وکیع نے اس کی سخت سرزنش کی اور فرمایا جو شخص امام ابوحنیفہ کے متعلق ایسا کہے وہ چوپایوں سے بھی بدتر ہے۔ امام ابوحنیفہ کیسے غلطی کر سکتے ہیں حالانکہ ان کی خدمت میں فقہ و حدیث کے امام اور لغت کے امام نیز زہد و تقویٰ کے امام موجود رہتے تھے۔

☆ سیدنا فضیل بن عیاض نے فرمایا میں نے تابعین اور غیر تابعین کو دیکھا ہے لیکن امام ابوحنیفہ سے بہتر کسی کو نماز پڑھتے نہیں دیکھا (الخیرات الحسان)۔

☆ خواجہ خواجگان بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ کا مذہب سب کا سب درست ہے کہ اس میں غلطی کا احتمال نہیں ہے (راحت القلوب)۔

☆ نیز خواجہ خواجگان فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا سوسو بار شکر ہے کہ ہم امام ابوحنیفہ کے مذہب پر ہیں (راحت القلوب)۔

☆ جب امام ابوحنیفہ خانہ کعبہ کے اندر تھے اللہ تعالیٰ نے بشارت عطا کی کہ میں نے تجھے بخشا اور تیری اتباع کرنے والوں کو بخشا (راحت القلوب)۔

محبوب کریم ﷺ نے فرمایا کہ میدان محشر کے اندر تمام انسانوں کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی۔ اسی صفیں امتِ محمدیہ کی اور چالیس صفیں تمام امم سابقہ کی۔ مقام غور ہے کہ ہر دور میں امتِ مرحومہ کا تقریباً تین چوتھائی حصہ مقلدین امام اعظم پر مشتمل رہا اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک رہے گا۔ اس لحاظ سے میدان حشر میں احناف کی گویا ساٹھ صفیں ہوں گی یعنی جملہ امم سابقہ سے ڈیڑھ گناہ۔ دریں حالات ان سے سوا امام اعظم کا لقب اور کس کو زیب دیتا ہے اور نعمان بن ثابت کی وصفی کنیت ابوحنیفہ ہوتی تو اور کس کی ہوتی؟ اس لئے امام عبداللہ بن مبارک رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے تاثرات کا کیا خوب اظہار فرمایا ہے۔

لقد ذان البلاد و من علیہا
امام المسلمین ابی حنیفہ

امام اعظم کا آبائی پیشہ کپڑے کی تجارت تھا اور آپ نے بھی اسی کو اپنائے رکھا۔ اقتصادی لحاظ سے زندگی خوشحال تھی لیکن امراء وسلاطین سے کنارہ کش رہے ابتداء میں توجہ صرف تجارت پر رہی۔ لیکن نوجوانی میں علم کی طرف مائل ہوئے تو ایسا کمال دکھایا کہ باکمال حضرات بھی محوحیرت رہ گئے کتاب وسنت میں دسترس حاصل کر لینے کے بعد

خیال آیا کہ کتاب وسنت کے مفہوم و مطالب کو محفوظ کیا جائے کیونکہ گمراہی و بے راہ روی کے سیلاب جب بھی آئے تو اسی جانب سے آئیں گے چنانچہ آپ نے چالیس ایسے افراد کا ایک بورڈ بنایا جو اپنے اپنے میدان میں یگانہ روزگار تھے۔ مجلسِ مذاکرہ منعقد ہوتی اور مسائل پر قرآن و حدیث کی روشنی میں تمام حضرات کامل غور وخوض کرتے۔ علامہ خطیب بغداری نے اس بورڈ کے اہم اراکین کا ذکر یوں کیا ہے۔

کان اصحاب ابی حنیفة الذین یذاکرونه ابویوسف وذفرو دائود طائی واسد بن عمرو وعافة الاروی والقاسم من العن وعلی بن مهرومنال وحبان علی کاوایخوموفی المسئلة۔ امام ابوحنیفہ کے جو اصحاب ومذاکرات میں حصہ لیا کرتے تھے وہ ابویوسف، زفرداؤد طائی اسد بن عمرو یہ حضرات مسائل میں غور کیا کرتے تھے۔

امام اعظم ابوحنیفہ نے یہ سب کچھ اسلام و مسلمین کی خیرخواہی کے جذبے سے سرشار ہوکر کیا اور حق تو یہ ہے کہ خیرخواہی کا وہ حق ادا کیا جس کی نظیر ڈھونڈنے سے نہیں ملتی۔ آپ اس محفلِ مذاکرہ کے میرمجلس ضرور ہوتے کیونکہ علمی لحاظ سے اپنی مثال آپ تھے۔ لیکن کبھی اپنی رائے کو یا اپنی تحقیق کو حرف آخر قرار نہیں دیا۔ ہوتا یوں کہ دوسرے حضرات مسئلے پر کتاب وسنت کی روشنی میں بحث کرتے۔ صحیح پہلو معلوم کرنے پر بحث و تمحیص ہوتی رہتی اور منزل مقصود پر پہنچ جاتے تو فبہا ورنہ امام اعظم بھی بحث میں شامل ہو جاتے۔ اس موقف کی کمزوری جس تک دوسرے پہنچے ہوتے اور صحیح موقف کے دلائل پیش فرماتے۔ اس طرح جس مسئلہ پر جملہ حضرات کا اتفاق ہو جاتا اسے لکھ لیا جاتا تھا۔ صدر الائمہ موفق بن احمد مکی رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۵۶۸ھ/۱۱۷۲ع) نے مذکورہ مجلس مذاکرہ کے بارے میں یوں وضاحت فرمائی ہے۔

فوضع ابوحنیفه رحمته الله علیه مذهبه شوریٰ بینهم لم یستبدفیه

بنفسہ دونہم اجتهاد امته فی الدین و مبالغة فی النصیحة للہ ورسوله والمومين فكان قلقی مسئلة مسئله ويسمع ماعندهم مايقول ماعنده وينا ظرهم شهرا واكثر من ذالك حتى يستقر احد لاقوال فيها ثم يجتها ابويوسف فی الاصول حتی انت الاصول كلها۔

امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنا مذہب ان کے درمیان مشورے کے لیئے رکھا ہوا تھا۔ ان کے بغیر وہ اپنی رائے کو حرف آخر قرار نہیں دیا کرتے۔ ایسا انہوں نے دین کی احتیاط و نزاکت کے پیش نظر نیز اللہ و رسول ﷺ اور مسلمانوں کی خیر خواہی کے جذبے سے سرشار ہو کر کیا تھا۔ ایک ایک مسئلہ پیش ہوتا اور دلائل سے اور سنائے جاتے بعض اوقات مہینہ بھر یا زیادہ عرصہ بحث جاری رہتی۔ جب ایک نکتے پر اتفاق ہو جاتا تو امام ابو یوسف اسے اصول میں لکھ لیتے یوں تمام اصول مرتب ہوئے۔

مایہ ناز علمی ہستیوں کی اس مجلس مذاکرہ کے ذریعے امام المسلیمن ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے شریعت مطہرہ کے اکثر مسائل کی کتاب وسنت سے قریب تر صورت متعین کر لی اور اسے ضبط تحریر میں لایا گیا۔ جو مذہب حنفی کے نام سے چاردانگ عالم میں مشہور ہے اور جس کے کتاب وسنت سے قریب تر ہونے کو امت مرحومہ کے اکثر افراد نے ہر دور میں تسلیم کیا ہے۔ اس مجلس مذاکرہ کے ذریعے جو مسائل طے کئے گئے ان کی تعداد کے بارے میں گیارہویں صدی کے مجدد اور مشہور محدث یعنی مولانا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ انه وضع ثلاثة الاف و ثمانين الف مسئلة منها ثمانية وثلاثون الفافی العبادة واباقی فی المعاملات۔ انہوں نے تراسی ہزار مسائل طے فرمائے جن میں سے اڑتیس ہزار کا تعلق عبادات سے ہے اور باقی مسائل متعلقہ معاملات سے ہیں۔

☆ امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے اس عظیم الشان وعدیم المثال کارنامے کے

پیشِ نظر نویں صدی ہجری کے مجدد اور شافعی مذہب رکھنے والے خاتم الحفاظ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حقیقت بیان کرتے ہوئے کیا ہی دل لگتی بات کہی ہے۔

انہ اول من دون علم الشریعۃ ورتبھا ابوابا ثم تبعہ مالك بن انس فی ترتیب الموطاء لیسبق اباحنیفۃ احدالان الصحابۃ رضی اللہ عنھم والتابعین لم یصنعوافی علوم الشریعۃ ابوابا مبوبۃ ولا کتبا دوتبۃ وانما کانوا یعتمدون علی قوۃ حفظھم فلمارای ابوحنیفۃ العلم منتشرا وخاف علیہ الضیاع دونہ فحلہ ابوابا۔

بیشک وہی امام ابوحنیفہ سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے علم شریعت کو مدون و مرتب کیا اور امام مالک بن انس نے موطاء کی ترتیب میں اس کی پیروی کی۔ اس میدان میں امام ابوحنیفہ سے سبقت لے جانے والا کوئی نہیں۔ کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ اور تابعین نے علم نزع کو ابواب تقسیم کر کے کوئی کتاب مرتب نہیں فرمائی۔ کیونکہ انہیں اپنی قوت حافظہ پر پورا اعتماد حاصل تھا۔ جب امام ابوحنیفہ نے علم کو منتشر دیکھا تو ضائع ہونے کے خطرے کو محسوس کر کے اسے ابواب کے تحت مدون فرمایا۔

☆ راحت جان ﷺ کی بعض معجزہ نما صلاحیتوں اور کمالات کا اظہار امتِ محمدیہ کے بعض کامل ترین افراد کے ہاتھوں مقدر تھا۔ گویا اس آسمان کے بعض ستارے بھی اس درجہ منور ہوں گے کہ دیکھنے والوں کو ان پر سورج ہونے کا گمان گزرے گا۔ مقام ازل نے جن خوش بخت حضرات کے سروں پر تاج فضیلت رکھا یا رکھا جائے گا۔ انہیں میں سے ایک حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جن کے ذریعے سرورِ کون و مکاں ﷺ کی اجتہادی قوت و صلاحیت کا اظہار ہوا۔ اسی خداداد اور عدیم المثال صلاحیت کے ذریعے امام اعظم نے وہ اجتہادی کارنامہ سرانجام دیا جو

کسی بھی دوسرے بزرگ سے بن نہ پڑا اور بن کیسے پڑتا جبکہ قدرت نے اس سعادت سے نوازنے کے لیئے امام اعظم کو مخصوص کرلیا تھا۔ ذالك فضل الله يوتيه من يشاء. یہی وجہ ہے کہ ملتِ اسلامیہ کی یگانہ رزگار علمی ہستیوں نے ہر دور میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس عدیم المثال علمی کارنامے کو سراہا اور آپ کی اجتہادی رفعت کے آگے سر تسلیم خم کیا ہے۔ جتنی جس کو نظر ملی اس کے مطابق وہ دیکھ سکا اور جو آسمان اجتہاد کے اس مہر درخشاں کو دیکھ نہ سکا اس کا گلہ کیا کہ دیکھنے والوں میں اس کا شمار کیا ہے؟ حافظ شمس الدین ابوعبداللہ الذہبی رحمتہ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہم سبق یعنی امام معر بن کدام رحمتہ اللہ علیہ جیسے جلیل القدر محدث کا ایک بیان یوں نقل فرمایا۔ طلبت مع ابی حنیفه الحدیث فغلبنا واخذنا فی زهد فیوع علینا وطلبنا معه الفقة فجاء منه ماترون میں نے امام ابوحنیفہ کے ساتھ علم حدیث حاصل کیا تو وہ ہم پر غالب رہے۔ زہد اختیار کیا تو پھر بھی وہ سبقت لے گئے اور ان کے ساتھ فقہ کا علم حاصل کیا تو ان کا کمال تمہارے سامنے ہے۔

آسمانِ علم وعرفان کے نیر تاباں، علمِ حدیث کے بحر ذخار اور امام ابوحنیفہ کے ہمعصر خوشہ چیں۔ یعنی امام عبداللہ بن مبارک رحمتہ اللہ علہ (التوفی ۱۸۱ھ/۷۳۶ء) کا اسی سلسلہ میں ایک بیان مولانا ملاعلی قاری حنفی رحمتہ اللہ علیہ ۱۰۱۴ھ/۱۶۱۴ء) نے یوں نقل کیا ہے۔ لاتقولوارائی الی حنیفه رحمته الله علیه ولکن قولو انه تفسیر الحدیث یوں نہ کہو کہ یہ امامِ ابوحنیفہ کی رائے ہے بلکہ یوں کہو کہ یہ حدیث کی تفسیر ہے۔

☆ امام زفر بن ہذیل رحمتہ اللہ علیہ کا درج ذیل بیان امام ابوحنیفہ کے سرخیل محدثین اور مرجع علماء ہونے کا واضح ثبوت ہے۔ موصوف نے فرمایا۔ کان

کبرا والمحدثین مثل ذکریا بن ابی زائدہ و عبدالملک بن ابی سلیمان واللیث بن ابی سلیم و مطرب بن طریف و حصین ھو ابن عبدالرحمن وغیرھم یجتفلون الی ابی حنیفۃ ویسئلونہ عماینوبھم من المسائل اما شتبھۃ علیھم من الحدیث۔

اکابر محدثین جیسے ذکریا بن ابوزائدہ' عبدالملک بن ابوسلیمان' لیث بن ابی سلیم' مضرب ن طریف اور حصین بن عبدالرحمٰن جیسے حضرات امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس حاضر ہوا کرتے اور جو مسائل پیش آتے یا انہیں کسی حدیث میں اشتباہ ہوتا تو اسے امام ابوحنیفہ کے حضور پیش کیا کرتے تھے۔

☆ مشہور محدث یزید بن ہارون رحمتہ اللہ علیہ اپنے حلقہ درس میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ارشادات سنا رہے تھے کہ ایک شخص نے کہا۔ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی حدیثیں سنایئے اور لوگوں کی باتیں چھوڑیئے۔ یزید بن ہارون نے اس بات کا اثر کیا لیا اور اس شخص کے ساتھ کیا سلوک کیا وہ آج بھی معاندین امام اعظم کو دعوتِ غور وفکر دے رہا ہے۔

نکن ھملم السماء والجمع لو کان ھتکم العلم لطلبتھم تفسیر الحدیث ومعانیہ ونظرتم فی کتب ابی حنیفہ وفی اقاویلہ فیفسر لکم الحدیث وزحبر الرجل واخرجہ من مجسلہ۔

تمہارا مقصد حدیثیں سننا اور جمع کرنا ہے اگر تمہیں علم حاصل کرنا مقصود ہوتا تو حدیث کی تفسیر اور اس کے مطلب و معانی معلوم کرتے اور امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتابیں اور اقوال دیکھتے جو تمہارے لئے حدیث کی تفسیر کرتے ہیں پھر اس آدمی کو جھڑکا اور اپنی مجلس سے نکال دیا۔

☆ امام وکیع رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۱۹۷ھ/۸۱۱ء) جیسے جلیل القدر محدث کے امام اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں تاثرات کو حافظ ابومحمد عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ

نے یوسف الصفار علیہ الرحمتہ کی زبانی یوں نقل کیا ہے۔ یقول سمعت وکیعا یقول لقد وجد الورع عن ابی حنیفۃ فی الحدیث مالم یوجد من غیرہ۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام وکیع کو فرماتے ہوئے سنا کہ حدیث میں جیسی احتیاط امام ابوحنیفہ کے یہاں دیکھی وہ کسی دوسرے میں پائی نہیں گئی۔

جرح وتعدیل کے نامور امام، یگانہ روزگار، محدث یعنی یحیٰی بن معین رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ العلماء اربعۃ الثوری ابوحنیفہ ومالک والاوزاعی۔ جلیل القدر عالم چار ہیں۔ سفیان ثوری، ابوحنیفہ، مالک اور اوزاعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم۔

جو بھی صاحبِ کمال ہو اس کے لئے حاسدین کا معرض وجود میں آنا ناگزیر ہے۔ ایسا ہوتا رہا ہے اور ہمیشہ ہوتا رہے گا۔ امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ تو کشورِ اجتہاد وفقاہت کے فرمانروا ہیں بھلا پھر ان کے حاسدین ومعاندین کا شمار کون کرسکتا ہے؟ امام اعظم جونہی آسمانِ اجتہاد پر مہر درخشاں بن کر ضیاء پاشی کرنے لگے تو ایک دنیا حسد کی آگ میں جل بھن کر رہ گئی۔ ایسے ہی ایک صاحب نے امام وکیع بن جراح علیہ الرحمتہ کے سامنے امام اعظم پر اعتراض کیا۔ امام وکیع نے جو جواب دیا وہ کتنا وزنی اور حقیقت پر مبنی ہے اور ہر انصاف پسند کو دعوتِ غور وفکر دے رہا ہے۔ چنانچہ محمد بن عثمان بن کرامہ رحمتہ اللہ علیہ کی زبانی وہ جواب ملاحظہ ہو۔

☆ قال کنا عند وکیع یوما فقال رجل اخطاء ابوحنیفۃ فقال وکیع کیف یقدر ابوحنیفۃ یخطئی ومعہ مثل ابی یوسف وزفر فی قیاسھما ومثل یحیٰی بن ابی زائدہ وحفص بن غیاث وحبان و مندل فی حفظھم الحدیث والقاسم بن معن فی معرفتہ باللغۃ والعربیہ وداؤد الطائی وفضیل بن عیاض فی زھدھما درعھما من کان ھولاء جلساءہ لم یکد یخطی لامہ ان اخطاء ردوہ۔

فرمایا کہ ایک روز ہم امام وکیع کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک شخص نے کہا کہ

ابوحنیفہ سے غلطی ہوگئی۔ امام وکیع نے فرمایا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ امام ابوحنیفہ غلطی کریں جبکہ ابو یوسف اور زفر جیسے ماہرین قیاس یحییٰ بن ابی زائدہ حفص بن غیاث' حبان اور مندل جیسے حفاظ حدیث' قاسم بن معن جیسا ماہر لغت وادب عربی اور داؤد طائی و فضیل بن عیاض جیسے صاحبان زہد وورع ان کے ہم مجلس ہوں جس کے ہمنشین ایسے ہوں وہ کیسے غلطی کرسکتا ہے؟ اگر وہ (امام اعظم) غلطی کرتے تو یہ حضرات انہیں روک لیتے۔

☆ علامہ محمد بن محمود الخوازمی رحمتہ اللہ علیہ نے مذکورہ بالا جواب پیش کرنے کے بعد بتایا امام وکیع بن الجراح علیہ الرحمتہ نے مذکورہ بالا حجت قائم فرمانے کے بعد معترضین و معاندین امام اعظم کے بارے میں اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے جو کچھ فرمایا' وہ علامہ خوارزمی کے الفاظ میں ملاحظہ ہو۔ ثم قال وکیع رحمہ اللہ والذی یقول مثل ہذا کالانعام بل ہم اضل۔ پھر امام وکیع رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو ایسی بات کہے وہ جانوروں کی طرح ہے یا ان سے بھی زیادہ گم کردہ منزل۔

☆ مشہور محدث حافظ ابن عدی رحمتہ اللہ علیہ نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے ایک مصائب یعنی امام اسد بن عمرو رحمتہ اللہ علیہ کی محدثانہ شان کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے فرمایا۔ ولیس فی اصحاب الرائی بعد حنیفۃ اکثر حدیثاً منہ۔ فقہاء میں امام ابوحنیفہ کے بعد امام اسد بن عمرو سے زیادہ حدیثیں جاننے والا کوئی نہیں ہوا۔

☆ امام عبدالرحمٰن بن مہدی رحمتہ اللہ علیہ کا معاندین امام اعظم کے بارے میں ایک قول صدر الائمہ امام موفق بن احمد مکی رحمتہ اللہ علیہ یوں نقل فرمایا ہے۔ وابا حنیفۃ قاضی قضاۃ العلماء عن قال لک سوی ہذا فارمہ فی کنامۃ

بنو سلیم۔ امام ابوحنیفہ علماء کے قاضی القضاۃ ہیں جو تجھ سے اس کے خلاف کوئی بات کہے تو اسے بنی سلیم کی کوڑی پر پھینک دے۔

☆ آئمہ مجتہدین کو قلیل الحدیث بتانے والے لوگوں کا تعاقب کرتے ہوئے مشہور مورخ علامہ ابن خلدون نے فرمایا ہے۔ فابوحنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقال بلغت روایت الی سبعۃ عشر حدیثا او نحوھا ومالک رحمہ اللہ تعالیٰ انما صح عندہ ما فی الکتب موطا غانیھا ثلاث مائۃ حدیث اونحوھا واحمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ فی مسندہ خمسون الف حدیث ولکل ما اواہ الیہ اجتھاد فی ذالک وقد یقول بعض البغضین المتعصبین الیٰ ان منھم من کان قلیل البغاعہ فی الحدیث فلھذا قلت روایۃ ولا سبیل الی ھذا العتقد فی کبار الائمۃ۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں بعض لوگ کہتے ہیں کہ انہوں نے سترہ یا اس کے لگ بھگ حدیثیں روایت کی ہیں اور امام مالک کے نزدیک صحیح حدیثیں وہی ہیں جو موطا کتاب میں ہیں۔ جن کی تعداد تین سو کے قریب ہے اور امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ کی مسند میں پچاس ہزار احادیث ہیں اور ان میں سے ہر ایک نے اپنے اسی ذخیرہ معلومات میں اجتہاد کیا ہے جبکہ بعض بغض وعناد رکھنے والے اور متعصب لوگ یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ ان حضرات کی علمِ حدیث میں پونجی ہی تھوڑی تھی اسی لئے تھوڑی سے حدیثیں روایت کر سکے لیکن اتنے بڑے اماموں کے بارے میں ایسے بے سروپا نظریات رکھنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔

☆ حافظ ابوبکر بن ثابت المعروف بہ خطیب بغدادی اور قاضی شمس الدین ابنِ خلکان رحمتہ اللہ علیہ وغیرہ بعض حضرات جوشِ تنقید میں کچھ ایسی باتیں بھی امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں نوکِ قلم پر لے آئے جو ان حضرات کی

شان کے ہرگز شایانِ شان نہ تھیں اور نہ وہ حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ پر کسی طرح چسپاں ہوتی ہیں کہ امت محمدیہ کے ماۂ ناز امام اور آسمانِ اجتہاد کے مہر درخشاں کو ستارہ منوانے کی کوشش کی جائے اور ان پر قلتِ حدیث وقلتِ عربیت وغیرہ کے الزام لگائے جائیں۔ ایسی باتوں کے پیش نظر حافظ بن ابراہیم الوزیر رحمتہ اللہ علیہ نے امام اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے معاندین و حاسدین کو یوں فہمائش کی ہے۔

ولو کان الامام ابو حنیفہ جاھلا ومن حلیۃ العلم عاطلاً ما تطابقت جبال العلم من الحنیفۃ علی اشتعال بمذھبہ کالقاضی ابی یوسف ومحمد بن الحسن الشیبانی والطحادی وابی الحسن الکرخی وامثالھم واضغانھم فعلما والطائفۃ الحنیفۃ فی الھند و الشام ومصر الیمن والجزیرۃ والحرمین والعصر قین منذ مائۃ وخمسین من الھجرۃ الی ھذا التاریخ یزید علی ست مائۃ سنۃ فھم الوف لا یحصرون وعدوھم لا یحصون من اھل العلم والفتویٰ والورع فکیف یجتری ھذا المعترض ویجوذ علیھم انھم تطالقوا علی الاسناد علی عامی جاھل۔

اگر امام ابوحنیفہ جاہل اور زیورِ علم سے محروم ہوتے تو احناف سے قاضی ابو یوسف امام محمد بن حسن بن شیبانی امام طلحاوی' امام ابوالحسن کرخی جیسے علم کے پہاڑ اور ان جیسے دیگر اکابر کبھی امام ابوحنیفہ کے مذہب سے اتفاق کرنا گوارہ نہ کرتے۔ پس وہ بے شمار حنفی علماء جو متحدہ ہندوستان' شام' مصر' یمن' جریرہ' حرم شریفین اور سارے عراق میں ۱۵۰ھ سے آج کی تاریخ تک اس چھ سو سال سے زائد عرصے میں ہو گزرے ہیں مما لک؟؟ میں رہنے کے باعث وہ اتنا علم وفتویٰ اور صاحبِ ودع وتقوی تھے۔ اس کے باوجود معترض کس طرح جرات کرتا ہے کہ ان لوگوں کے حق میں جائز رکھتا ہے وہ

ایک عامی اور جاہل آدمی کی پیروی پر متفق ہو گئے۔

بعض حضرات امامِ اعظم ابوحنیفہ کے عالی منصب کو پہچان نہ سکے اور ان کے مقام اجتہاد تک رسائی نہ ہونے کے باعث آسمانِ اجتہاد کے اس درخشاں اور مملکتِ فقاہت کے اس فرمانروا پر اعتراضات کر بیٹھے۔ ان حضرات کے ہرگز شایانِ شان نہ تھا۔ اس افسوسناک صورتِ حال کے پیشِ نظر امام شمس الدین سخاوی شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے کیسی منصفانہ اور دل لگتی بات کی ہے۔

واما اسنه الحافظ ابوالشیخ فی کتاب السنه له من الکلام فی حق بعض الائمة المقلدین وکذا الحافظ ابو احمد بن عدی فی کامله والحافظ ابوبکر الخطیب فی تاریخ بغداد واخرون ممنتبعهم کابن ابی شیبة فی مصنفة والبخاری والنسائی مما کنت امزهم من ابراده مع کونهم مجتهدین ومقاصد هم جمیلة فینبغی تجسب ابتاعهم فیه۔

اور جو حافظ ابوالشیخ نے اپنی کتاب السنتہ میں بعض ایسی عبارتیں لکھی ہیں جو ان آئمہ دین کے خلاف جن کی پیروی کی جاتی ہے۔ اس میں حافظ ابواحمد بن عدی نے کامل اور حافظ ابوبکر خطیب نے تاریخ میں اور دیگر حضرات نے بھی اسی طرح کلام کیا ہے جیسے ابن شیبہ نے اپنی مصنف میں اور امام بخاری و امام نسائی نے' میں ان حضرات کے ایسے کلام سے پرہیز کرتا ہوں اگرچہ وہ مجتہد تھے اور بہت نیک لیکن اس امر میں ان کی پیروی سے اجتناب کرنا چاہئے۔

☆ امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر علامہ خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں جس طرح کیا اس پر صدائے احتجاج بلند کرتے ہوئے حافظ محمد بن یوسف صالحی رحمتہ اللہ نے یوں انصاف کا حق ادا کیا اور سوادِ اعظم کی ترجمانی فرمائی ہے۔

ولا یعتة بما مغله حافظ ابوبکر بن ثابت الخطیب البنعه ادی تابخل

بتعظیم الامام الی حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فان الخطیب وان نقل کلام الامادحین فقد اعتبہ بکلام غیرھم فشان کتابہ بذلک اعظم شین وصار بذلک اعظم ثین ھدف الکبار والصفار بقانورۃ لا تفلھا البھار۔

ان باتوں سے دھوکا نہیں کھانا چاہئے جو حافظ ابوبکر بن ثابت رضی اللہ عنہ کے متعلق نقل کی ہیں۔ اگرچہ خطیب بغدادی نے تعریف کرنے والوں کا کلام پہلے نقل کیا ہے لیکن اس کے بعد معاندین کا کلام نقل کر کے کتاب میں بہت بڑا عیب پیدا کر دیا۔ جس کے باعث وہ بڑے چھوٹوں کی ملامت کا نشانہ بن کر رہ گئے اور یہ ایسی گندگی ہے جو سمندروں سے بھی نہیں دھل سکتی۔

بعض معاندین نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ پر یہ الزام لگایا کہ وہ کتاب و سنت پر قیاس کو مقدم رکھتے تھے۔ امام عبدالوہاب شعرانی رحمتہ اللہ علیہ نے اس الزام کی حقیقت بیان کرتے ہوئے معاندین امام اعظم کو یوں فہمائش کی ہے۔

☆ فصل فی بیان ضعف قول من نسب الامام اباحنیفۃ الی انہ یقدم القیاس علی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعلم ان ھذا الکلام من متعصب علی الامام منھور فی دینہ غیر بتورع فی مقالہ غافلا عن قولہ تعالیٰ ان السمع والبصر والفواد کان عنہ مولا۔ یہ فصل ان لوگوں کے قول کی تضعیف میں ہے جو امام ابوحنیفہ کی جانب یہ بات منسوب کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث پر قیاس کو مقدم رکھتے تھے۔ معلوم ہونا چاہئے کہ یہ بات امام موصوف سے تعصب رکھنے کے باعث اس شخص سے قادر ہو سکتی ہے جو دین میں شتر بے مہار زبان کو بے لگام رکھنے والا اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد سے غافل ہو کہ بیشک کان آنکھ اور دل ان کے متعلق باز پرس ہو گی۔

☆ یونہی امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس شرع کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے معاندین امام اعظم کو یوں فہمائش کرتے ہیں۔

فاولهم تبريا من كل رای يخالف الشريعة الامام اعظم النعمان بن ثابت رضی الله عنه خلاف مايضيفه بعض المتعصبين ويا فضيحته يوم القيامة من الامام اذا وقع الهجه فی الوجه۔

خلاف شرع رائے کو دیکھ کر بیزار ہونے والوں میں امام اعظم نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرفہرست ہیں۔اس کے برعکس بعض متعصب لوگ جو ان پر الزام تراشی کرتے ہیں انہیں قیامت کے روز بڑی رسوائی ہوگی جبکہ وہ امام اعظم کے روبرو ہوں گے۔

☆ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے طریق اجتہاد پر گفتگو کرتے ہوئے جلیل القدر محدث یعنی حافظ ابن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ امام اعظم کی نظر میں قیاس کا کیا درجہ تھا اور شرعی احکام میں وہ اپنی رائے اور اجتہاد کو کیا درجہ دیتے تھے۔چنانچہ وہ رقم طراز ہیں۔

اعلم انه يتعين عليك ان لا تعهم من اقوال العلماء عن ابی حنيفة واصحابه انهم اصحاب الرائی ان مراد هم بذلك تنقيصهم ولانسبتهم الی انهم يقدمون رائيهم علی سنة رسول الله صلی الله عليه وسلم ولا علی قول اصحابه لانهم برامن ذلك فقد جاء من ابی حنيفة من طرق كثيرة ماملخصه انه اولا ياكذ بما فی القران فان لم يجد فبالسنة فان يجد فبقول اصحابه فان اختلفوا اخذ بما كان اقرب الی القرن اوالسنة من اقوالهم ولم يخرج منهم فان لم يجد لا حد منهم قولا لم ياخذ بقول اجد من التابعين بل يجتهد كما اجتهدوا۔

اس ضروری بات کا تمہیں علم ہونا چاہئے کہ ان علمائے کرام کے اقوال سے جنہوں

نے امام اعظم اوران کے ساتھیوں کواصحاب الرائے کہا ہے۔ یہ نہ سمجھ لینا کہ وہ آپ پر یہ الزام عائد کرتے تھے کہ معاذ اللہ امام صاحب اپنی رائے کو رسول اللہ ﷺ کی سنت اور اقوال صحابہ پر مقدم رکھتے تھے۔ ان کا دامن اس سے پاک ہے۔ امام ابوحنیفہ کا طریق اجتہاد ہم تک متعدد طریق سے پہنچا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سب سے پہلے وہ قرآن کریم میں حکم تلاش کرتے۔ اگر نہ پاتے تو سنتِ رسول ﷺ دیکھتے۔ ایسی سنت نہ ملتی تو اقوال اصحاب کی سند پکڑتے۔ اگر صحابہ کے درمیان اختلاف ہوتا تو اس قول کو لیتے جو قرآن وسنت سے زیادہ قریب ہو اور دائرے سے بالکل نہ نکلتے تھے۔ اگر کسی بھی صحابی کا قول نہ ملتا تو تابعین میں سے کسی کے قول کی سند نہ پکڑتے بلکہ ان کی طرح خود بھی اجتہاد کیا کرتے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے دفاع میں امتِ محمدیہ کی مذکورہ یگانہ روزگار ہستیوں نے جو کچھ کہا وہ انصاف اور حقیقت پر مبنی ہے۔ انہوں نے وہی کہا جو انہیں کہنا چاہئے تھا۔ انصاف ودیانت کا تقاضا یہی ہے۔ علم الیقین کا مقتضی بھی یہی ہے۔ حقیقت نفس الامری یہی ہے کہ امام ابوحنیفہ وہ خوش نصیب ہستی ہیں جو سارے آئمہ سے ممتاز، سراج امتِ محمدیہ اور سوادِ اعظم کے امام ہیں۔ انہیں امام اعظم کہا جائے اور امام المسلمین مانا جائے۔ کتاب وسنت کے سمجھنے یعنی اجتہادی صلاحیت میں وہ اپنی نظیر آپ ہوئے ہیں۔ وہ اہل علم کے سرتاج اور اہل اسلام کے سراپا افتخار ہیں۔ آسمان علم و عرفان اور فلکِ زہد وتقویٰ پر شمس وقمر بن کر چمکنے والے لاکھوں بزرگوں نے امام اعظم کی تقلید کو اپنے لئے سر بہ افتخار شمار کیا۔ خود آئمہ نے انہیں پیشوا مانا۔

☆ امام شہاب الدین احمد بن حجر المکی شیخ الاسلام حافظ ابوالفضل شہاب الدین احمد بن علی المعروف ابن حجر العسقلانی شارح صحیح البخاری کے فتاویٰ سے نقل فرماتے ہیں۔

وفی فتاویٰ شیخ الاسلام ابن حجر العسقلانی انه ادرک جماعة من الصحابة کانو بانکم فة یعد مولدہ بہا سنه ثمانین فهومن طبقة التابعین ولم یثبت ذلک لاحد من آئمة الامصاد المعاصرین له کالاوزاعی بالشام والحمادین بالبصرة والثوری بالکوفة ومالک باالمدینة الشریفة واللیث بن سعد لبصر انتهی۔

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر (عسقلانی) کے فتاویٰ میں ہے کہ امام ابوحنیفہ نے صحابہ کرام کی ایک جماعت کو پایا جو ۸۰ ھ میں آپ کی پیدائش کے بعد وہاں موجود تھے۔ لہذا آپ طبقہ تابعین میں شامل ہیں۔ جبکہ یہ فضیلت آپ کے معاصر مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے والے آئمہ میں سے کسی کے لئے مثلاً اوزاعی کے لئے جو شام میں تھے اور حماد ین سلم وحماد بن زید کیلئے جو بصرہ میں تھے اور کوفہ میں سفیان ثوری اور مدینہ شریف میں مالک اور مصر میں لیث بن سعد کے لئے ثابت نہیں ہو سکی۔

☆ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہی وہ مجتہد امام ہیں جنہوں نے سب سے پہلے مجموعہ قران وسنت کی روشنی میں شرعی اجتہاد کے ہمہ گیر اصول وقواعد وضع کئے۔ ہر باب سے متعلق دشوار و پچیدہ مسائل کو حل اور غیر منصوص مسائل کا استخراج واستنباط فرمایا۔ نیز علم شریعت کے بکھرے ہوئے مسائل کو کتاب الطہاریۃ سے لے کر کتاب المیراث تک فقہی ابواب کی موجودہ تربیت کے مطابق کتب اور ابواب پر باقاعدہ تحریری طور پر مرتب ومدون کر کے ان کو آسان اور ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا۔ پھر بعد کے تمام آئمہ مجتہدین وفقہا ومصنفین امام مالک سفیان ثوری امام شافعی امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم ودیگر علماء نے انہیں اصول وقواعد سے استفادہ کیا اور اپنی تصنیفات میں اسی ترتیب کو اپنایا۔ امام احمد بن حجر المکی الشافعی شافعی المذہب ہونے کے باوجود امام اعظم رحمتہ اللہ تعالی علیہ کو اس اولیت کے بارے میں

اعتراف حق کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔انه اول من دون علم الفقه ورتبه ابوابا وکتباً علی نحو ما هو علیه الیوم وتبعه مالك فی موطئه ومن قبله انما کانوایعتمدون علی حفظهم (الخیرات الحسان مطبوعہ مصر)۔
امام ابوحنیفہ ہی پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے علم فقہ کو مدون کی اور اسے ابواب و کتب وفقیہہ کا موجودہ ترتیب پر مرتب کیا اور آپ ہی کی ترتیب کی امامِ مالک رضی اللہ عنہ نے اپنے موطا میں پیروی کی۔ ورنہ آپ سے پہلے تو علماء محض اپنے حفظ پر اعتماد کرتے تھے۔

☆ خطیب بغدادی اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن داؤدالخریبی سے روایت کرتے ہیں کہ اپ نے فرمایا۔یجب علی اهل الاسلام ان یدعو الله لابی حنیفة فی صلاتهم قال وذکر حنیفه علیهم السنن والفقه (تاریخ البغداد)۔اہل اسلام پر لازم ہے کہ اپنی نمازیں امام ابوحنیفہ کے حق میں دعا کیا کریں کیونکہ انہوں نے مسلمانوں کے لئے سنن (نبویہ) اور فقہ کو محفوظ کر دیا۔

☆ یہی مضمون مشہور اہلحدیث غیر مقلد عالم مولانا محمد داؤد غزنوی نے حافظ ابن کثیر کی کتاب ''البدریۃ والنہایۃ'' کے حوالے سے نقل کیا اور نہ صرف اس کی تائید کی بلکہ اسے امام صاحب کا بلند مرتبہ تسلیم کرتے ہوئے دلیل کے طور پر ذکر کیا۔ دیکھو۔مقالات مولنا محمد داؤد غزنوی' مطبوعہ مکتبہ نذیریہ لاہور)

☆ اور امام محدث وفقیہہ قاضی ابوعبداللہ حسین بن علی اپنی سند کے ساتھ امام شافعی کا مندرجہ ذیل قول نقل فرماتے ہیں۔من لم ینظر فی کتب ابی حنیفة لم یتبحر فی الغفه (اخبار ابی حنیفہ واصحابہ مطبوعہ بیروت)۔جو شخص امام ابوحنیفہ کی کتابوں کا مطالعہ نہ کرے وہ علم فقہ وشرائع میں متبحر نہیں ہوسکتا۔

☆ امام سیمری کے شاگرد علامہ خطیب بغدادی اپنی سند متصل کے ساتھ امام شافعی کا یہ قول نقل کرتے ہیں۔ من اراد ان یعرف الفقه فلیلزم ابا حنیفة واصحابه فان الناس کلهم عیال علیه فی الفقه (تاریخ بغداد ج ۱۳ صفحہ ۱۱۱)۔ جو شخص فقہ و شرائع میں مہارت حاصل کرنا چاہے تو اسے چاہئے کہ امام بوحنیفہ اور ان کے شاگردوں کو لازم پکڑے کیونکہ لوگ سب کے سب فقہ میں ان کے محتاج ہیں۔

☆ اور امام محدث محمد شمس الدین الزھی اپنی سند متصل کے ساتھ امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اجتمعنا عند ابی حنیفة فی یوم مطیر فی نفس من اصحابه منهم دائود الطائی والقاسم بن معن ومافیة بن یزید وحفص بن غیاث ووکیع ابن الجراح ومالك بن مغول وزفر فاقبل علینا بوجهه وقال انتهم مسار قلبی وجلاء حزنی واسرجت لکم الفقه والجمته وقد ترکت الناس یطمون اعقابکم ویلتمسون الفاظکم (مناقب الامام ابی حنیفہ صفحہ ۱۷ الطبع مصر)۔ ہم امام ابوحنیفہ کے چند شاگرد جن میں داؤد طائی' قاسم بن معن (ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پڑپوتے) مافیہ بن یزید' حفص بن غیاث' وکیع بن الجراح (امام شافعی کے استاد)' مالک بن مغول اور زفر رضی اللہ عنہم تھے) ایک بارش والے دن میں امام ابوحنیفہ کے پاس جمع تھے۔ امام صاحب نے اپنا چہرہ ہماری طرف متوجہ کیا اور فرمایا کہ تم لوگ میرے دل کے سرور اور راز دان اور میرے غم کو غلط کرنے والے ہو۔ میں نے فقہ کو تمہارے لئے ہموار و آسان کر کے اس کی باگ ڈور تمہارے ہاتھ میں دے دی ہے۔ اب سارے لوگ تمہارے نقش پا کی اتباع اور تمہاری باتوں کی جستجو کیا کریں گے۔

☆ کمال عقل و ذہانت' فقہی بصیرت' اجتہادی قوت اور علمی و عملی فضیلت کے اعتبار

سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا پایہ اپنے تمام ہمعصروں اور بعد کے آئمہ سے نہایت بلند تھا۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ آپ اپنی ان خداداد صلاحیتوں اور علمی و عملی خوبیوں کی وجہ سے علوم شرعیہ میں پوری امت کے مقتداء و پیشوا ہیں۔ لہذا اس درجہ سے بھی آپ کو امام اعظم کہا جاتا ہے۔

☆ اور خطیب بغدادی علامہ احمد بن علی بن ثابت اپنی سند متصل کے ساتھ حضرت ربیع بن یونس سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا۔ دخل ابوحنیفة یوما علی المنصور وعندہ عیسی بن موسیٰ فقال للمنصور ھذا مالم الدنیا الیوم فقال له یانعمان عمن اخذت العلم قال عن اصحاب عمر عن عمر ومن اصحاب علی من علی وعن اصحاب عبداللہ عن عبداللہ وما کان فی وقت بن عباس علی وجه الارض اعلم منه قال لقد استم ثقت لنفسك (تاریخ بغداد جلد ۱۳ صفحہ ۹۹)۔

ایک روز امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ خلیفہ ابوجعفر منصور کے پاس تشریف لائے۔ اس وقت حضرت عیسیٰ بن موسیٰ بھی وہاں موجود تھے۔ وہ منصور سے کہنے لگے یہ (ابوحنیفہ) آج دنیا کے بڑے عالم ہیں تو منصور نے امام صاحب سے کہا۔ اے نعمان آپ نے کس سے علم حاصل کیا؟ آپ نے فرمایا کہ حضرت عمر کے شاگردوں سے حضرت عمر کا حضرت علی کے شاگردوں سے حضرت علی کا اور حضرت عبداللہ بن مسعود کے شاگردوں سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا علم حاصل کیا ہے اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں روئے زمین پر ان سے بڑا عالم کوئی نہیں تھا۔ منصور نے کہا کہ آپ نے اپنے لئے مضبوط علم حاصل کیا ہے۔

☆ امام شافعی رضی اللہ عنہ کا قول ہے تمام لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہ کے عیال (محتاج)

ہیں اور امام محمد شمس الدین الذھبی ابن عباس کے واسطے سے امام ابوبکر المروزی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ سمعت ابا عبد اللہ احمد ابن حنبل یقول لم یصح عندنا ان ابا حنیفۃ رحمہ اللہ قال القرآن مخلوق فقلت الحمد للہ یا ابا عبد اللہ ھو من العلم بمنزلۃ فقال سبحان اللہ ھو من العلم والورع والزھد وایثار الدار الاخرۃ بمحل لا یدرکہ فیہ احد (مناقب الامام ابی حنیفہ صفحہ ۲۷)۔

میں نے ابوعبداللہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا۔ فرماتے تھے کہ ہمارے نزدیک یہ ثابت نہیں کہ ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے قرآن کو مخلوق کہا ہے۔ یہ سن کر میں نے کہا۔ الحمد للہ اے ابوعبداللہ ان کا تو علم میں بڑا مقام ہے تو آپ فرمانے لگے سبحان اللہ وہ (ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تو علم وتقویٰ' زہد اور دارِ آخرت کے اختیار کرنے میں اس مقام پر فائز ہیں کہ جہاں کسی اور کی رسائی نہیں ہو سکتی۔

☆ حافظ ابوبکر احمد بن علی خطیب بغدادی اپنی سند کے ساتھ حضرت محمد بن بشر سے روایت کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں امام سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا کرتا تھا تو وہ مجھ سے پوچھتے کہ کہاں سے آئے ہو؟ میں کہتا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں سے یہ سن کر وہ فرماتے۔ لقد جئت من عند افقہ اھل الارض (تاریخ بغداد جلد ۱۳ صفحہ ۳۴۳ مطبوعہ مصر)۔ تم ایسے شخص کے پاس سے آئے ہو جو روئے زمین پر سب سے زیادہ فقیہ ہے۔

☆ یہی حافظ ابوبکر خطیب بغدادی' نیز امام محدث حافظ شمس الدین محمد الذھبی' امام محدث وفقیہ سفیان بن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ما مقلت عینی مثل ابی حنیفہ (تاریخ بغداد جلد ۱۳ صفحہ ۳۳۶' مناقب الامام ابی حنیفہ الذھبی صفحہ ۱۹ مطبوعہ مصر)۔ میری آنکھ نے (علم و

فضل میں) ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مثل نہیں دیکھا۔

☆ امام محدث وفقیہہ ابوعبداللہ حسین بن علی الصیمری، ان کے شاگرد حافظ ابوبکر خطیب بغدادی اور امام محدث حافظ شمس الدین الذھبی نے امامِ محدث وفقیہہ حضرت عبداللہ بن مبارک کا یہ قول نقل کیا۔ ان کان الاثر قد عرف واحتیج الی الرای فرای مالك وسفیان وابی حنیفة وابوحنیفة احسنهم وادفهم فطنه واخواصهم علی الفقر وهو افقه الثلاثه (اخبار ابی حنیفہ واصحابہ صفحہ ۷۷ طبع بیروت وتاریخ بغداد جلد ۱۳ صفحہ ۳۴۳ طبع مصر)۔ اگر حدیث معلوم ہو اور اجتہادی رائے کی ضرورت ہو تو یہ رائے امام مالک، سفیان ثوری اور امام ابوحنیفہ کی لینی چاہئے اور امام ابوحنیفہ کی نظر عقل وذہانت کے اعتبار سے ان سے زیادہ بہتر اور دقیق تر ہے اور فقہ میں سب سے زیادہ گہری جاتی ہے اور وہ ان تینوں میں زیادہ فقیہہ ہیں۔

☆ امام محدث وفقیہہ ابوعبداللہ حسین بن علی الصیمری اپنی سند کے ساتھ نصر بن علی سے روایت کرتے ہیں کہ امام المحدثین شعبہ کو جب امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کی خبر ملی تو افسوس سے انا للہ الخ پڑھی اور پھر فرمانے لگے۔ لقد طفیء من اهل الکوفته ضوء نور العلم اما انهم لا یرون مثله ابدا (اخبار ابی حنیفہ صفحہ ۷۳ طبع بیروت)۔ بے شک اہل کوفہ سے نور علم کی روشنی بجھ گئی۔ سن لو اب لوگ ابوحنیفہ کی مثل کبھی نہ دیکھیں گے۔

☆ امام محدث حافظ شمس الدین الذھبی امام بخاری کے استاد گرامی امام فقیہہ ومحدث امام مکی بن ابراہیم کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ کان ابوحنیفته اعلم اهل زمانه (مناقب الامام ابی حنیفہ الذہبی صفحہ ۱۹ طبع مصر، خلاصۃ مذہیب وتہذیب الکمال صفحہ ۴۰۲ طبع بیروت)۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانے کے

سب سے بڑے عالم ہوئے۔

امام الجرح والتعدیل یحییٰ بن معین جو امام بخاری کے شیوخ میں سے ہیں۔ فرماتے ہیں۔القرائۃ عندی قراءۃ حمزۃ والفقہ فقہ ابی حنیفۃ (اخبار ابی حنیفہ واصحابہ صفحہ ۸۰ تاریخ بغداد جلد ۱۳ صفحہ ۳۴۷)۔قرات میرے نزدیک حمزہ کی قرات اور فقہ امام ابوحنیفہ کی فقہ ہے۔

☆ یہی امام یحییٰ بن معین اپنے شاگرد استاد گرامی امام المحدثین امام یحییٰ بن سعید القبطان سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا۔لاتکذب اللہ ما سمعنا احسن من رای ابی حنیفتہ وقداخذنا باکثراقوالہ (تاریخ بغداد جلد ۱۳ صفحہ ۳۴۵ طبع مصر، مناقب الامام ابی حنیفہ صفحہ ۱۹)۔ہم خدا کا نام لے کر جھوٹ نہ بولیں گے۔ہم نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ بہتر اجتہادی رائے کسی کی نہیں سنی اور ہم نے ان کے اکثر فقہی اقوال اختیار کر لئے ہیں۔

☆ امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استادِ گرامی امام وکیع فرماتے تھے۔مالقیت احد افقہ من ابی حنیفتہ (تاریخ بغداد جلد ۱۳ صفحہ ۳۴۵ مطبوعہ مصر)۔میں نے امام ابوحنیفہ سے زیادہ فقیہہ کسی کو نہیں پایا۔نیز امام محمد بن حسن جو کہ امام شافعی کے شیوخ میں سے ہیں فرماتے ہیں۔کان ابوحنیفتہ واجد زمانیہ (اخبار ابی حنیفہ الصیمری صفحہ ۳۲ طبع بیروت) امام ابوحنیفہ یکتائے روزگار تھے۔

☆ امام محدث شیخ الاسلام یزید بن ہارون جو کہ امام احمد بن حنبل کے شیوخ میں سے ہیں۔فرماتے ہیں۔کان ابوحنیفہ ۔۔احفظ اہل زمانہ سمعت کل من ادرکتہ من اہل زمانہ یقول انہ ماری افقہ منہ (اخبار ابی حنیفہ واصحابہ الصیمری صفحہ ۳۶ طبع بیروت)۔امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانہ کے سب سے بڑے حدیث کے حافظ تھے۔آپ کے معاصر علماء میں سے جس جس کو میں نے پایا

اسے یہی کہتے سنا کہ اس نے آپ سے بڑا کوئی فقیہہ نہ دیکھا۔

☆ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے استاذِ گرامی حضرت امام ابو یوسف بن ابراہیم القاضی فرماتے ہیں۔ کان ابوحنیفہ خلف من مضی وماحلفه والله علی وجه الارض من مثله (اخبار ابی حنیفہ الصیمر ی صفحہ ۲۶)۔ ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلاف کرام کے صحیح جانشین تھے اور قسم بخدا انہوں نے اپنے بعد روئے زمین پر اپنی مثل کوئی نہ چھوڑا۔

☆ امام محدث علی بن عاصم کہتے ہیں۔ لووزن عقل ابی حنیته بنصف عقل اهل الارض لرجح بهم (اخبار ابی حنیفہ واصحابہ الصیمر ی صفحہ ۳۰، طبع بیروت، تاریخ بغداد جلد ۱۳ صفحہ ۳۶۳ طبع مصر)۔ اگر روئے زمین کے آدھے لوگوں کی عقل سے امام ابو حنیفہ کی عقل تولی جائے تو آپ کی عقل کا پلہ بھاری رہے گا۔

☆ امام علی بن عاصم فرماتے ہیں۔ لووزن علم ابی حنیفته بعلم اهل زمانه لرجح علیهم (اخبار ابی حنیفہ صفحہ ۹، مناقب الامام ابوحنیفہ الذہبی صفحہ ۲۰۹)۔ اگر امام ابو حنیفہ کا علم ان کے تمام اہل زمانہ کے مجموعی علم سے تولہ جائے تو یقیناً آپ کا علم ان سب کے علم سے بڑا ہوا ہوگا۔

☆ اور امام محدث نضر بن شمیل فرماتے ہیں۔ کان الناس نیاما عن الفقه حتی ایقظهم ابوحنیفه بما فتصه وبینه ولخصه۔ (تاریخ بغداد صفحہ ۳۴۵) لوگ علم فقہ (کی باریکیوں) سے غافل تھے۔ یہاں تک کہ ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فقہی موشگافیوں یا عقدہ کشائی اور ان کی فقہی مسائل کی تشریح و تلخیص نے لوگوں کو چونکا دیا۔

☆ اور امام فقیہہ و محدث حافظ محمد بن میمون فرماتے ہیں۔ لم یکن فی زمن ابی

حنیفتہ اعلم ولا اورع ولا اذھدی ولا اعرف ولا افقہ منہ۔ تاللہ ماسرنی بمساعی منہ ماۃ الف دینار۔ (الخیرات الحسان صفحہ ۳۲ مطبوعہ مصر) امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ان سے بڑا عالم و متقی، زاہد عارف اور فقیہہ کوئی نہ تھا۔ ان کا درس فقہ و حدیث سننے کی بجائے مجھے ایک لاکھ سونے کی اشرفیاں بھی ملتیں تو میں راضی نہ ہوتا۔

☆ حضرت شداد بن حکیم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں نے ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ سے زیادہ کوئی عالم نہیں دیکھا۔ (طحطاوی)

☆ حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ جیسے باز کے سامنے چڑیوں کی حالت ہوتی ہے، ویسی ہی ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے سامنے ہمارے حالت ہوتی ہے (قلائد العقیان)۔

☆ حضرت شقیق بلخی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ اعلم الناس اورع الناس، اکرم الناس، اعبد الناس تھے اور دین میں بڑی احتیاط کرنے والے تھے (حدائق الحنفیہ صفحہ ۱۰۳)۔

☆ حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کی مثل کوئی شخص فقہ میں نہیں دیکھا (قلائد العقیان)۔

☆ علامہ طحطاوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اگر خدا تعالیٰ حضرت ابوحنیفہ اور امام سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہم کے سبب سے میری فریاد رسی نہ کرتا تو میں عام آدمیوں کی مانند ہوتا۔

☆ حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کی مانند کوئی عقلمند آدمی میں نے نہیں دیکھا (الخیرات الحسان)۔

☆ حضرت یحییٰ بن سعید القطان رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا (امام فن رجال) خدائے

بزرگ و برتر کی قسم امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ اس امت میں قرآن و حدیث کے سب سے بڑے عالم تھے (موفق صفحہ ۱۹۱)۔

☆ حضرت محدث ابن داؤد رحمتہ اللہ علیہ (آپ مشہور محدث ہیں فرماتے اہل اسلام پر نماز کے بعد امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے لئے دعا کرنی ضروری ہے کیونکہ انہوں نے دوسروں کے لئے آثارِ روسنن کو محفوظ کرلیا۔ جب کوئی آثار یا حدیث کا عمل کرے تو اس کے لئے ابوسفیان ہیں اور اگر کوئی ان کی گہرائیوں کو معلوم کرنا چاہے' تو اس کے لئے ابوحنیفہ ہیں (کتاب التعلیم وحدائق الحنفیہ' موفق جلد اصفحہ ۱۹۳)۔

☆ حضرت مکی بن ابراہیم رحمتہ اللہ علیہ (یہ امام بخاری علیہ الرحمتہ کے استاد ہیں) امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم اور زاہد تھے۔ میں کوفہ کے علماء کی مجلس میں بیٹھا ہوں۔ میں نے ان میں سے کسی کو بھی امام صاحب سے زیادہ متورع نہ پایا۔ (حدائق الحنفیہ)

☆ حضرت امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ (آپ بہت بڑے محدث اور فقہ کے چوتھے امام ہیں) فرماتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ زہدوتقوی اور علم میں اس جگہ پر ہیں کہ کوئی اس مقام کو نہیں پہنچ سکا۔

☆ حضرت امام شعرانی رحمتہ اللہ علیہ (آپ بہت بڑے محدث تھے)۔ آپ نے فرمایا ہمارے لئے کسی طرح مناسب نہیں ہے کہ ہم اسے امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ پر اعتراض کریں۔ جس کی جلالت' قدر' علم و ورع پر سب کا اتفاق ہے۔ امام صاحب رحمتہ اللہ علیہ پر کسی طرح بھی اعتراض مناسب نہیں' کیونکہ وہ آئمہ متبوعین میں سب سے بڑے مرتبے کے ہیں۔ ان کا مذہب سب سے پہلے مدون ہوا اور ان کی سند حدیث بھی دوسرے آئمہ کے لحاظ سے رسول اکرم ﷺ کے زیادہ

قریب ہے (حدائق الحنفیہ)۔

☆ حضرت حفص بن عبدالرحمٰن رحمتہ اللہ علیہ (امام ابوداؤد اور امام نسائی کے استادِ گرامی ہیں)۔فرماتے ہیں میں ہر قسم کے علماء' فضلاء اور زاہدوں کے پاس بیٹھا' مگر ان میں سب اوصاف کا جامع امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے علاوہ اور کسی کو نہ پایا (موفق صفحہ ۲۰۰)۔

☆ حضرت امام ابویوسف رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ میری آرزو ہے کہ فقہ امام اعظم ابوحنیفہ کامل ہو جائے' رائے تو امام صاحب کی ہے' ہم ان کے عیال ہیں اور ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے علم پر سب کو اتفاق ہے۔ ہماری مثال تو ان کے سامنے ایسے ہے جیسے نہر فرات کے مقابلے میں چھوٹے نالے کی (موفق جلد صفحہ ۴۲)۔

☆ حضرت سفیان ابن عینیہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ (امام بخاری کے استاد ہیں)۔حمزہ کی قرات اور امام صاحب کی فقہ پوری دنیا میں پہنچ گئی (انوار الباری صفحہ ۱۰۳)۔

☆ حضرت داتا علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ حضرت یحییٰ بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں رسولِ اکرم ﷺ کی زیارت کی اور حضور ﷺ کی بارگار میں عرض کیا۔ این اطلبك میں آپ کو کہاں تلاش کروں؟ تو حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ عند علم ابو حنیفة یعنی ابوحنیفہ (رضی اللہ عنہ) کے علم میں تلاش کرو۔ (کشف المحجوب صفحہ ۸۶) اور اپنے خواب کا داتا صاحب رحمتہ اللہ علیہ یوں ذکر فرماتے ہیں۔ میں علی بن عثمان جلابی ملک شام میں حضرت بلال صحابی رضی اللہ عنہ جو کہ رسول اکرم ﷺ کے موذن تھے' ان کے روضہ پاک پر سو رہا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو مکہ مکرمہ میں دیکھا کہ رسول اکرم ﷺ باب بنی شیبہ کے اندر تشریف لا رہے ہیں اور ایک بڑھے شخص کو اٹھایا ہوا ہے' جیسے کہ چھوٹے بچوں کو اٹھاتے ہیں اور حضور نبی

اکرم ﷺ اس معمر شخص پر شفقت فرما رہے ہیں' میں فرط محبت سے دوڑ کر حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے حاضر ہوا اور آپ کے پاؤں مبارک کو بوسہ دیا' اور تعجب سے سوچنے لگا یہ معمر شخص کون ہے' جس پر اس قدر شفقت و محبت ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ یہ تیرے اور تیرے ملک کے امام ابوحنیفہ ہیں۔ بس اس خواب سے میرے اور ملک والوں کے لئے بہت بڑے امید وابستہ ہوئی اور اس خواب سے مجھ پر یہ بات عیاں ہوئی کہ امام صاحب رحمتہ اللہ علیہ ان لوگوں میں سے ہیں' جو اپنی طبعی اوصاف سے فانی اور احکام شرع کے ساتھ باقی اور قائم ہوتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اوصاف طبع سے نکال کر لے جانے والے خود سرکار دو عالم ﷺ ہیں۔ اس لئے آپ فنافی الصفت ہیں اور رسول اکرم ﷺ کی صفت بقاء کے ساتھ باقی اور قائم ہیں اور رسول اکرم ﷺ سے غلطی نہیں ہوسکتی تو جو شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہو اس سے بھی غلطی نہیں ہوسکتی۔

یعنی امام صاحب فنافی الرسول ہیں اور آپ کو رسول اللہ ﷺ نے حنفی مذہب کا امام بنایا اور یہ بھی یاد رکھیں کہ راحت جاں ﷺ نے فرمایا۔ من رانی فی المنام فقد ران (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۹۴) جس نے مجھے خواب میں دیکھا' یقیناً اس نے مجھے ہی دیکھا۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔ من رانی فقد رای الحق (مشکوٰۃ صفحہ ۲۹۴) جس نے مجھے دیکھا' یقیناً اس نے حق دیکھا۔

محبوب دو جہاں ﷺ عام مومن کو خواب میں شرف زیارت عطا فرمائیں تو وہ خواب یقیناً سچا ہوگا' تو پھر داتا صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا خواب کس قدر سچا ہے اور فقہ حنفی راحت جاں ﷺ کی شفقت سے بنایا گیا ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کو محبوب دو جہاں ﷺ کا قرب حاصل ہے۔

☆ حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کا فرمان

☆ حضرت خواجہ محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ میں اپنے پیرو مرشد شیخ الاسلام حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے اپنی زبان سے اشاد فرمایا۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مذہب بالکل درست ہے' اس میں خطاؤں کا احتمال نہیں (راحت القلوب مترجم صفحہ ۵۵)۔

☆ حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر قدس سرہ العزیز مزید فرماتے ہیں۔ جب مسلمانوں کے امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے آخری بار حج کیا تو دل میں سوچا شاید پھر حج کرنے پر قادر نہ ہوسکوں' اور کعبتہ اللہ کے دربان سے فرمایا' کعبہ کا دروازہ کھول دو اور مجھے اجازت دو کہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرلو دربان نے کہا کہ آپ سے پہلے یہ شرف کسی کو نصیب نہیں ہوا۔ اگر لوگ علم میں آپ کی اقتدا کرتے ہیں' تو میں دروازہ کھول دیتا ہوں۔ دروازہ کھولا آپ اندر گئے اور دو ستونوں کے درمیان ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر آدھا قرآن پاک ختم کیا' پھر دوسرے پاؤں پر کھڑے ہو کر آدھا قرآن پاک ختم کیا اور سلام کے بعد دعا کی' اے پروردگار! جیسا کہ تیری عبادت کا حق ہے' میں تیری عبادت نہیں کر سکا' تو اپنی رحمت سے میری کوتاہی کو معاف فرما' ہاتفِ غیبی سے آواز آئی اے ابوحنیفہ' تیری عبادت قبول ہے' میں نے تجھے بخشا' اور قیامت تک جو لوگ تیرے مذہب کے پروکار ہوں گے' میں ان سب کو بخش دوں گا۔ یہ واقعہ بیان کر کے فرمایا الحمدللہ ہم امام اعظم کے مذہب پر ہی ہیں (راحت القلوب صفحہ ۵۵)۔

معلوم ہوا کہ امام صاحب کا مذہب بخشش الٰہی کا ذریعہ ہے۔ اس لئے اگر تم بخشش

چاہتے ہوتو مذہب حنفی پر ہمیشہ قائم رہو۔ کیونکہ

☆ مذہب حنفی خدا کا پسندیدہ ہے۔

☆ مذہب حنفی محبوب کبریا ﷺ کا پسندیدہ ہے۔

☆ مذہب حنفی بخشش رب کریم کا ذریعہ ہے۔

☆ مذہب حنفی شفاعت محبوب کریم ﷺ کا ذریعہ ہے۔

☆ مذہب حنفی سب سے اعلیٰ مذہب ہے۔

☆ مذہب حنفی بزرگان دین اور اولیائے کاملین کا مذہب ہے۔

وعلی کتاب اللہ مذہبہ بنیٰ
لہ ثم سنت الغراء

اور کتاب اللہ پر اس کے مذہب کی بنیاد ہے' پھر حدیث محبوب ﷺ پر

ثم اجماع المسلمین فانہم
نظروا بنور الحق فی العلماء

پھر اجماع امت پر' اس لئے کہ وہ نورِ حق سے دیکھتے ہیں علماء میں

ثم القیاس علی النصوص فانہ
زہر لاہل ملة الزہراء

پھر قیاس نصر کے مطابق بیشک یہ گلستان فقہ ہے ملت کے باغ کے لئے۔

☆ خواجہ باقی باللہ اور محبت امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ایک دن حدیث پاک کا مطالعہ فرما رہے تھے اور یہ حدیث بار بار پڑھنے میں آئی کہ جو شخص نماز میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھے' اس کی نماز نہیں ہوتی۔ آپ کے ذہن میں خیال پیدا ہوا کہ محبوب دو جہاں ﷺ کی حدیث پاک چھوڑ کر اماموں کے پیچھے لگ جانا یہ کونسی مسلمانی ہے؟ آئندہ جب بھی میں امام کے پیچھے نماز پڑھوں گا' سورۃ فاتحہ ضرور پڑھوں گا۔ جب میں نے یہ ارادہ کیا تو اس کے بعد

جب میں سویا' تو خواب میں سیدنا امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ تشریف لائے اور فرمایا' خواجہ صاحب! اگر آپ جیسے بزرگوں کا یہ حال ہے' تو عوام کا کیا حال ہوگا؟ پھر آپ نے خواجہ صاحب سے فرمایا کیا جس کی نماز نہ ہوتی ہو' وہ ولی اللہ ہوسکتا ہے؟ آپ نے جواباً عرض کیا جس کی نماز ہی نہ ہو' وہ ولی اللہ نہیں ہوسکتا۔ اس پر امام صاحب نے فرمایا خواجہ صاحب! جب بغیر سورۃ فاتحہ کے نماز نہیں ہوتی اور بغیر نماز کے کوئی ولی نہیں ہوسکتا تو مسلک پر عمل پیرا ہو کر ہزاروں ولی' ابدال' اوتاد' غوث اور قطب ہوئے ہیں' وہ ولی اللہ کیسے ہو گئے؟ حالانکہ میرے مسلک میں امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتے۔ یہ سن کر خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں سوچ میں پڑ گیا' تو امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا۔ خواجہ صاحب محبوب کبریا ﷺ کی بعض احادیث پر عمل کرنے سے کام نہیں چلتا' کیونکہ ساری کی ساری حدیثیں محبوب کبریا ﷺ کی ہیں' تو سب پر عمل ضروری ہے اور یہ بھی راحت دو جہاں ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے۔ اذاقراء الامام فانصتو (ابن ماجہ صفحہ ۶۱ نسائی جلد ۱ صفحہ ۱۴۶' کنز العمال صفحہ ۱۲۹) اور جب امام پڑھے تو تم خاموش رہو۔

جب امام کے پیچھے نماز پڑھی جائے تو امام کی قرات مقتدی کی قرات ہے۔ لہٰذا ہم دونوں حدیثوں پر عمل کرتے ہیں۔ اگر تنہا نماز پڑھنے والا نماز میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھے' تو اس کی نماز نہ ہوگی' اس کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ اگر امام کے پیچھے نماز پڑھے' تو دوسری حدیث پر عمل کرنا ہوگا' امام کی قرات مقتدی کے لئے کافی ہوگی اور اس صورت میں امام کی قرات حقیقی ہوگی' اور مقتدی کی قرات حکمی ہوگی' اور سورۃ فاتحہ کی قرات کو کسی نے بھی نہ چھوڑا۔ یہ ارشاد فرما کر امام صاحب تشریف لے گئے۔ اب خواجہ صاحب بیدار ہوئے تو امام صاحب کی وہی تقریر کانوں میں گونج رہی تھی' تو آپ نے یہ عہد کیا کہ تاحیات امام صاحب کا دامن کبھی نہ چھوڑوں گا (مبداء ومعاد صفحہ

(۳۴)۔

محترم سامعین کرام! ہم حنفی اہل سنت و جماعت دونوں حدیثوں پر عمل کرتے ہیں۔ جب اکیلے پڑھتے ہیں تو بغیر جماعت کے فرض، سنتیں، وتر، نوافل میں سورۃ فاتحہ لازمی پڑھتے ہیں اور ہر رکعت میں امام صاحب نے فرما دیا کہ سورۃ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے اور جب امام کے پیچھے کھڑے ہوتے ہیں، تو دوسری حدیث پر عمل کرتے ہیں اور امام کے پیچھے فاتحہ نہیں پڑھتے، الحمدللہ! ہم دونوں حدیثوں پر عمل کرتے ہیں، اور جو لوگ ہر حال میں سورۃ فاتحہ پڑھتے ہیں، وہ حدیث پر عمل نہیں کرتے، ایسے لوگوں کو اہل حدیث نہ کہیں، بلکہ غیر مقلد کہیں، اس لئے ہم سنی حنفی اہل حدیث ہیں، اور تمام حدیثوں پر عمل کرتے ہیں۔

☆ فقہ حنفی پر مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کا عمل

حضرت سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔ جب کسی بزرگ کی خدمت میں کوئی شخص مرید ہو تو شیخ اسے نصیحت کرے کہ وہ اپنے عقائد نجات پانے والے گروہ اہل سنت کے مطابق صحیح کرے اور اس بات کی تاکید کرے کہ وہ فقہ کے ضروری احکام سیکھ کر اس پر عمل کرے (مہداء و معاد صفحہ ۱۰)۔

مذہب حنفی کی مثال دیتے ہوئے ایک جگہ مجدد صاحب رحمتہ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔ بغیر تکلف اور بغیر تعصب کے کہا جا سکتا ہے کہ کشف کی نظر سے حنفی مذہب کو نورانیت بہت بڑے دریا کی طرح دکھائی دیتی ہے اور باقی مذاہب حوضوں اور چھوٹی نہروں کی طرح نظر آتے ہیں اور ظاہر میں بھی یہ نظر آتا ہے سوادِ اعظم مسلمانوں کا امام ابوحنیفہ (رحمتہ اللہ علیہ) کا متبع ہے (مکتوب ۵۵، دفتر دوم، حصہ ہفتم صفحہ ۱۴)۔

علاوہ ازیں بے شمار اقوال ہیں، جن سے مسئلہ تقلید کا ثبوت ملتا ہے۔ معلوم ہوا تمام محدثین، مفسرین کرام اور اولیاء عظام مقلد تھے۔

☆ حضرت شداد بن حکیم محدث مقلد تھے۔

☆ حضرت امام نسائی محدث مقلد تھے۔

☆ حضرت سفیان ثوری محدث مقلد تھے۔

☆ حضرت امام ترمذی محدث مقلد تھے۔

☆ حضرت شفیق بلخی محدث مقلد تھے۔

☆ حضرت امام مالک محدث مقلد تھے۔

☆ حضرت عبداللہ ابن مبارک محدث مقلد تھے۔

☆ حضرت امام محمد محدث مقلد تھے۔

☆ حضرت یحییٰ بن سعید القطان محدث مقلد تھے۔

☆ حضرت امام بیہقی محدث مقلد تھے۔

☆ حضرت ابن داؤد محدث مقلد تھے۔

☆ صاحب تفسیر روح البیان حضرت اسمعیل حقی مقلد تھے۔

☆ حضرت مکی ابراہیم محدث مقلد تھے۔

☆ حضرت امام شعرانی محدث مقلد تھے۔

☆ امام رازی مقلد تھے۔

☆ حضرت حفص بن عبدالرحمٰن محدث مقلد تھے۔

☆ حضرت سفیان بن عینیہ محدث مقلد تھے۔

☆ صاحب تفسیر روح المعانی سید محمود آلوسی آفندی مقلد تھے۔

☆ حضرت امام بخاری محدث مقلد تھے۔

☆ حضرت امام ابوداؤد محدث مقلد تھے۔

☆ صاب تفسیر معالم التنزیل مقلد تھے۔

☆ صاحب تفسیر خازن مقلد تھے۔

☆ خطیب بغدادی مقلد تھے۔

☆ صاحب تفسیر حسینی مقلد تھے۔

☆ حضرت جلال الدین سیوطی مقلد تھے۔

☆ صاحب تفسیر جلالین مقلد تھے۔

☆ حضرت امام نسفی' مقلد تھے۔

☆ صاحب تفسیر صاوی مقلد تھے۔

☆ حضرت امام غزالی (علیہ الرحمتہ) مقلد تھے۔

غرضیکہ جملہ محدثین' مفسرین' علماء' صوفیاء اولیاء کرام' مشائخ عظام مقلد اور اکثر بزرگانِ دین ان میں حنفی المذہب تھے۔

☆ حضرت داتا علی ہجویری حنفی تھے۔

☆ حضرت مجدد الف ثانی حنفی تھے۔

☆ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری حنفی تھے۔

☆ حضرت باقی باللہ حنفی تھے۔

☆ حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر حنفی تھے۔

☆ حضرت سلطان العارفین سلطان باہو حنفی تھے۔

☆ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی حنفی تھے۔

☆ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی حنفی تھے۔

☆ حضرت شاہ ہمدان کشمیری حنفی تھے۔

☆ حضرت پیر بہاء الحق زکریا ملتانی حنفی تھے۔

☆ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی حنفی تھے۔

☆ حضرت شیخ فرید الدین عطار حنفی تھے۔

☆ حضرت شیخ سعدی شیرازی حنفی تھے۔

☆ حضرت مولانا رومی حنفی تھے۔

☆ حضرت امام احمد رضا بریلوی حنفی تھے۔

☆ حضرت شیخ الحدیث محمد سردار احمد حنفی تھے۔

☆ غرضیکہ قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ سلسلہ کے اکثر بزرگان دین اولیاء کاملین و دیگر صالحین حنفی تھے (رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)۔

الغرض امام مالک، امام شعبہ، امام ابو یوسف، القاضی، امام سفیان ثوری، امام سفیان بن عیینہ، امام عبداللہ بن مبارک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام وکیع، عیسیٰ بن موسیٰ، امام یحییٰ بن سعید القطان، امام یحیی بن معین، امام مکی بن ابراہیم، امام محمد بن حسن، امام علی بن صاصم، امام نصر بن شمیل اور حافظ محمد بن میمون رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ یہ سینکڑوں آئمہ کرام ہیں جو سب کے سب اسلام کے صدر اول، اتباع تابعین اور سلف صالحین میں سے ہیں۔ سب اساطینِ علم و فضل اور علمی دنیا کے آفتاب و ماہتاب ہیں۔ ان کی جلالتِ شان اور علمی شکوہ کا یہ عالم ہے کہ ان کا نام آتے ہی بڑے بڑے اولیاء، عرفاء، عبادو، زہاد، مفسرین محدثین، فقہا اور متکلمین کے سر ادب و احترام سے جھک جاتے ہیں۔ یہ سب یک زبان ہو کر تمام ہمعصر اور بعد کے علماء اعلام و آئمہ کرام پر امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علمی و عملی، عقلی و فکری، فقہی اور اجتہادی برتری کا ڈنکے کی چوٹ پر اعلان فرما رہے ہیں۔ کیا ان جبال علم کی روشن شہادتوں کے بعد بھی کسی مسلمان کو امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ''امام اعظم'' ہونے میں شک رہ سکتا ہے؟

سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ غیروں کی نظر میں

مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی اپنی شہرہ آفاق تصنیف تاریخ اہلحدیث میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ جن کو حافظ شمس الدین ذہبی جیسے ناقد الرجال امام اعظم کے معزز لقب سے یاد کرتے ہیں اور آپ کے حق میں لکھتے ہیں۔ احد الائمت الاسلام والسادۃ الاعلام واحد ارکان العلماء واحد الائمۃ الاربعۃ اصحاب المذاہب المتبوعہ۔ امام یحییٰ بن معین (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا ہے کہ امام ابوحنیفہ ثقہ تھے۔ اہل الصدق تھے۔ کذب سے متہم نہ ہے۔ عبداللہ بن داؤد ہریبی نے کہا کہ لوگوں کو مناسب ہے کہ اپنی نماز میں ابوحنیفہ کے لئے دعا کریں کیونکہ انہوں نے ان پر فقہ اور سنن نبویہ کو محفوظ رکھا۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۷، تاریخ اہلحدیث صفحہ ۴۵)

☆ مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی ہی لکھتے ہیں کہ حافظ ذہبی اپنی دوسری کتاب ''تذکرۃ الحفاظ'' میں آپ (ابوحنیفہ) کے ترجمہ کے عنوان کو معزز لقب امام اعظم سے مزین کر کے آپ کا جامع اوصاف حسنہ ہونا ان الفاظ میں ارقام فرماتے ہیں۔ کان اماما ورعا عالما عاملا متعبدا کبیر الشان لا یقبل جوائز السلطان هل یتجر و یکتسب۔ آپ (دین کے) پیشوا صاحب ورع نہایت پرہیزگار عالم باعمل (ریاضت کش) عبادت گزار تھے۔ بڑی شان والے تھے۔ بادشاہوں کے انعامات قبول نہیں کرتے تھے بلکہ تجارت کر کے اور اپنی روزی کما کر کھاتے تھے (تاریخ اہل حدیث صفحہ ۴۱)

☆ مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی نے خود بھی سیدنا امام ابوحنیفہ علیہ الرحمتہ کی امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ لکھا ہے (تاریخ اہلحدیث صفحہ ۳۷)۔

☆ مولوی ابراہیم میر لکھتے ہیں۔ حافظ شمس الدین ذہبی امام یحییٰ بن معین (علیہ

الرحمتہ) سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ آپ (امام ابوحنیفہ (ثقہ تھے۔ اہل الصدق تھے۔ کذب سے متہم نہ تھے۔ نیز عبداللہ بن داؤد حرمینی سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ لوگوں کو مناسب ہے کہ اپنی نماز میں امام ابوحنیفہ کے لئے دعا کیا کریں کیونکہ انہوں نے ان پر فقہ اور سنن (نبویہ) کو محفوظ رکھا۔
(تاریخ اہلحدیث صفحہ ۴۵)

محترم سامعین کرام! مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی صاحب نے سیدنا امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو ثقہ دین کے پیشوا، صاحب ورع نہایت پرہیز گار، عبادت گزار لکھا ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو ثقہ، صاہب وزع، نہایت پرہیز گار لکھا کر اس حقیقت کو تسلیم کرلیا ہے کہ اسلام کے بنیادی رکن نماز کا جو طریقہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو بیان کیا ہے۔ وہ درست ہے۔ جو یہ کہے کہ حنفیوں کی نماز نماز ہی نہیں وہ سورۃ فاتحہ پڑھتے لہذا ان کی نماز نہیں ہوتی وہ غلطی پر ہیں اور حنفیوں پر الزام لگاتے ہیں۔

اسی طرح نماز میں رفع یدین نہ کرنے اور آمین بالجہر نہ کرنے پر جو طعن کرتے ہیں۔ وہ غلطی پر ہیں کیونکہ امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے جو نماز کا طریقہ راحت جاں ﷺ سے بیان فرمایا ہے۔ اس میں نماز میں رفع یدین نہ کرنا اور آمین بالجہر نہ کہنا ہے۔

کیونکہ نماز جسے اسلام کے بنیادی رکن کہ محبوب کریم ﷺ کے طریقہ کے خلاف طریقہ سے روا کرنے کا طریقہ بتائے وہ ثقہ، متقی، پرہیز گار، صاحب ورع اور عبادت گزار کیسے ہو سکتا ہے۔ معلوم ہوا آج تک غیر مقلدین کا جو احناف کے خلاف پراپیگنڈہ ہے۔ وہ غلط ہے اور سراسر پیٹ پرستی ہے۔

☆ مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی نے مزید یہ لکھ کر حناف کی مذہب کو ثقہ قرار دے دیا ہے کہ لوگوں کو مناسب ہے کہ اپنی نماز میں ابوحنیفہ کے لئے دعا کریں

کیونکہ انہوں نے ان پر فقہ اور سنن نبویہ کو محفوظ رکھا ہے (تاریخ اہلحدیث صفحہ ۴۵)۔

وہابیوں کے نزدیک اگر احناف کی نماز نماز نہیں تو جس امام نے ان کو یہ طریقہ بتایا ہے۔اس کے لئے نماز میں دعا مانگنے کا کہنا صریحاً عوام کو دھوکہ دینا ہے اور اس شخصیت کو سنن نبویہ کو محفوظ رکھنے کا اعزاز دینا چہ معنی دارد۔

معلوم ہوا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو طریقہ نماز کا بتایا ہے۔راحت دو جہاں ﷺ کی سنت کے عین مطابق ہے۔الحمد للہ رب العالمین اغیار نے بھی اپنی قلم سے سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت و رفعت اور ان کی فقاہت و ثقاہت کو تسلیم کر کے ان کی تعلیم کو سنت نبویہ کے مطابق قرار دیا ہے۔

☆ وہابیوں کے شیخ الکل میاں نذیر حسین دہلوی کا بیان

☆ مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی تاریخ اہلحدیث کے صفحہ ۵۲ کے حاشیہ پر لکھتے ہیں۔ (میاں نذیر حسین صاحب دہلوی) معیار الحق میں حضرت امام صاحب کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ امامنا وسیدنا ابوحنیفتہ النعمان نیز فرماتے ہیں کہ ان کا مجتہد ہونا اور متبع سنت اور متقی اور پرہیزگار ہونا کافی ہے۔ان کے فضائل میں اور یہ آیہ کریمہ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم زینت بخش مراتب ان کے لئے ہے (حاشیہ تاریخ اہلحدیث صفحہ ۵۲)۔

محترم سامعین کرام! میاں نذیر حسین صاحب دہلوی غیر مقلدین کے نزدیک بالاتفاق شیخ الکل ہیں جو کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امامنا یعنی ہمارا امام تسلیم کر رہے ہیں۔اس کے ساتھ ان کو متبع سنت اور پرہیزگار بلکہ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم آیہ کو ان کے زینت بخش مراتب کے لئے قرار دیا ہے اب نماز ادا

کرنے کا جو طریقہ انہوں نے بیان فرمایا ہے۔ اس کو خلاف سنت کہنا یہ سراسر زیادتی ہے اور سنت کے مطابق قرار دینا فی الحقیقت صداقت ہے۔ غیر مقلدین حضرات اپنے اکابر کی تحریروں کو بار بار پڑھیں اور احناف کے خلاف رویہ میں محتاط رہیں۔

☆ غیر مقلدین وہابیوں کے مقتدر پیشوا علامہ نواب صدیق حسن خاں بھوپالی اپنی مشہور تصنیف "الحطة فی ذکر الصحاح السنة" کے صفحہ ۴۲ پر رقمطراز ہیں۔ منهم الامام جعفر الصادق ابوحنیفة النعمان بن ثابت الامام الاعظم ومالك والوزعی والثوری وابن جریج ومحمد بن ادریس الشافعی وغیرهم، وهذه الطبقات الثلاثة هی الشهود لها بالخیر علی لسان نبینا صلی الله علیه وسلم وهم الصدر الاول والسلف لصالح والمحتج بهم فی کل باب (مقالاب داؤد غزنوی صفحہ ۵۶ مطبوعہ مکتبہ نذیریہ لاہور) ان (طبقہ ثالثہ کے آئمہ کبار) میں سے امام جعفر صادق امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت، امام مالک، امام اوزاعی، امام ثوری، ابن جریج اور امام محمد بن ادریس شافعی وغیرھم ہیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اور ہمارے نبی اکرم ﷺ کی زبان مبارک کی گواہی کے مطابق یہی تین طبقے خیر و برکت کے ہیں۔ نیز یہی اسلام کے صدرِ اول اور سلفِ صالحین ہیں جو ہر باب میں سند اور حجت کا درجہ رکھتے ہیں۔

☆ ابراہیم میر سیالکوٹی کی گواہی

☆ مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی ہماری جماعت کے مشہور و مقتدر علماء میں سے تھے۔ انہوں نے اپنی کتاب "تاریخ اہلحدیث" میں امام ابوحنیفہ کی مدح و توصیف اور

ان کے خلاف رجاء (فرقہ مرجبہ سے ہونا) وغیرہ الزامات کے دفعیہ میں ۸/ (۲۹x۲۳) سائز کے ۸ صفحات وقف کئے۔ پھر کسی جگہ ان کا ذکر امام اعظم کے نام سے کرتے ہیں۔ کسی جگہ سیدنا امام ابوحنیفہ کہہ کر ادب واحترام سے ذکر کرتے ہیں اور اس ساری بحث کو آخر میں مولانا محمد ابراہیم اس فقرہ کے ساتھ ختم کرتے ہیں۔ خلاصۃ الکلام یہ کہ نعیم کی شخصیت ایسی نہیں ہے کہ اس کی روایت کی بناء پر حضرت امام ابوحنیفہ جیسے بزرگ امام کے حق میں بدگوئی کریں۔ جن کو حافظ ذہبی جیسے ناقد الرجال امام اعظم کے معزز لقب سے یاد کرتے ہیں (مقالات داؤد غزنوی صفحہ ۵۵)۔

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو بطفیل زلف محبوب ﷺ صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین۔

وما علینا الا البلغ المبین

شانِ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

امابعد

فاعوذباللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والسبقون الاولون من المہاھرین والانصار والذین اتبعو ھم

باحسان رضی اللہ عنھم ورضواعنہ

صدق اللہ مولاناالعظیم

عقیدت و محبت سے درود پاک

الصلوٰۃ والسلام علیک یاسیدی یا رسول اللہ

وعلی الک واصحابک یا سیدی یاحبیب اللہ

محترم ومعزز سامعین کرام! ہماری سلسلہ وار گفتگو سیدنا امام اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں ہے۔ جن کی شان یہ ہے کہ حضرت سیدنا داتا علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ محبوب دوجہاں ﷺ کی مقدس گود میں ایک بزرگ کا سرِ انور ہے اور حضور اپنی انگشت منورہ سے اس بزرگ کے سر میں کنگھی کررہے ہیں۔ میں نے سوچا کہ امام حسین یا امام حسن رضی اللہ عنہما ہوں گے۔ مگر جب میں نے راحت جاں ﷺ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا۔ ''علی یہ تیرے امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت ہیں جن کا تو مقلد ہے۔'' (کشف المحجوب)

☆ امام المسلمین

میرے اور تمام حنفیوں کے امام، حضور امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ جب دربار

رسالت میں حاضر ہوئے تو بڑے مؤدب ہو کر عرض کیا۔ السلام علیك یا امام المرسلین اے رسولوں کے امام آپ پر سلام ہو۔ تو روضہ انور سے جواب آیا۔ وعلیك السلام یاامام المسلمین اور اے مسلمانوں کے امام آپ پر بھی سلام ہو۔ حکیم الامت مفسر قرآن حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان صاحب گجراتی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

سراج تو ہے بغیر تیرے سمجھتا ہے جو حدیث و قرآن
پھرے بھٹکتا نہ پائے رستہ امام اعظم ابوحنیفہ

حضرات گرامی میں نے جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے اس میں اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے۔ والسبقون الاولون من المهاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی الله عنهم ورضوا عنه سب سے آگے سب سے پہلے ایمان لانے والے مہاجرین وانصار سے اور جنہوں نے ان کی پیروری کی عمدگی سے ان سے اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے۔

☆ شان صحابہ وتابعین

محترم سامعین کرام! اس آیت کریمہ میں اللہ رحیم وکریم نے درجہ بدرجہ مراتب صحابہ کرام وتابعین عظام علیہم الرضوان کی عظمت بیان فرمائی۔ یعنی سب سے زیادہ عظمت والے وہ جو سب سے پہلے جان کائنات ﷺ پر ایمان لائے مہاجرین وانصار سے۔ ان کے بعد عام صحابہ' پھر تابعین۔ سابقون الاولون کے سردار صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ' اولیائے عظام کے سردار امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ امام اعظم رضی اللہ عنہ تابعی ہیں

والذین اتبعوھم باحسان جنہوں نے ان (صحابہ کرام) کی اتباع کی عمدگی سے۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلے قرآن وحدیث کی فقہ ان

صحابہ کرام کی پیروی میں پیش فرمائی۔ اس لئے حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ اس بات کا اقرار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ الفقہآء کلھم عیال ابی حنیفۃ فی الفقہ (تذکرۃ المحدثین صفحہ ۵۸) تمام فقہاء کرام حضرت ابو حنیفہ کی اولاد ہیں فقہ میں۔

☆ تابعی کسے کہتے ہیں

محترم سامعین کرام! اصول حدیث کی کتاب شرح نخبۃ الفکر میں ہے کہ التابعی وھو من لقی الصحابی تابعی وہ ہوتا ہے جس نے صحابی سے ملاقات کی ہو۔ حافظ ابن حجر مکی خیرات الحسان میں لکھتے ہیں کہ ھذا ھو المختار یہی بہترین تعریف ہے (نزھت النظر صفحہ ۸۴)۔

☆ فرمان محبوب کریم ﷺ

راحت دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ طوبیٰ لمن رء آنی وامن بی وطوبی لمن رء آمن رء آنی خوش خبری ہے اس کے لیئے جس نے مجھے دیکھا اور اس کے لیئے جس نے مجھے دیکھنے والے کو دیکھا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی علیہ الرحمتہ لکھتے ہیں ادرک الامام ابو حنیفۃ جماعۃ من الصحابہ امام ابوحنیفہ نے صحابہ کی ایک (پوری) جماعت سے ملاقات کی (تنسیق النظام صفحہ ۱۰)۔ مزید لکھتے ہیں۔ فھو بعد الاعتبار من التابعین اس وجہ سے وہ (امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ) تابعین میں سے ہیں (تنسیق النظام صفحہ ۱۰)۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی زیارت

حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ انہ رای انس ابن مالک مراد ابے شک آپ (امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ) نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چند مرتبہ دیکھا ہے (خیراب الحسان)۔ دیگر آئمہ کرام مثلاً خطیب بغدادی' ابن جوزی' مزی' یافعی' عراقی' ذہبی' ابن حجر سیوطی وغیرہ تمام کے تمام آئمہ حضرات امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی تابعیت

پر متفق ہیں (اوشجتہ المجید صفحہ ۴۵)۔

دوستو! حضرت عبداللہ ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عائشہ بنت عجوء سے آپ کو روایت شرف بھی حاصل ہے۔ یہ خصوصیت کسی دوسرے امام کو حاصل نہیں ہے۔ اس لئے آپ ان تمام آئمہ کے امام ہیں۔ باقی تمام امام آپ کے بعد اس عالم رنگ و بو میں تشریف لائے۔ امام مالک ۹۰ھ' امام شافعی ۱۵۰' امام احمد بن حنبل ۱۶۴ھ میں پیدا ہوئے اور امام اعظم کی ولادت ۸۰ ہجری میں ہوئی۔ ۱۵۰ھ میں آپ کا انتقال ہوا' یعنی آپ کے انتقال کے دن حضرت امام شافعی پیدا ہوئے (جاء الحق حصہ دوم صفحہ ۲۵۰)۔

☆ خیر القرون سے متصل

اس اعتبار سے امام اعظم نے خیر القرون کے بعد متصل زمانہ پایا۔ جبکہ راحت دو جہاں ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم سب زمانوں سے بہتر میرا زمانہ ہے پھر اس سے ملنے والا پھر اس سے ملنے والا۔

سب سے بڑے متقی

محسن کائنات ﷺ نے فرمایا! اولیٰ بی المتقون من کانوا وحیث کانوا مجھ سے نزدیک تر متقی ہیں جو بھی ہیں جہاں بھی ہیں۔ ثابت ہوا زمانہ اور تقویٰ کی اعتبار سے بھی امام اعظم ابوحنیفہ تمام آئمہ پر فوقیت رکھتے ہیں کیونکہ وہ تمام سے قریب تر راحت جاں ﷺ کے زمانہ میں پیدا ہوئے اور اس قرب کی وجہ سے وہ زیادہ متقی بھی ٹھہرے۔ اللہ اللہ

قرآن کریم کی اس آیت کریمہ اور احادیث طیبہ سے معلوم ہوا کہ سب سے اعلی دور محبوب کریم ﷺ کا زمانہ تھا' یہ دور صحابہ کرام کا دور تھا' پھر تابعین کا دور۔ محبوب دو جہاں ﷺ کے دور کے بعد سب سے زیادہ قریب کا زمانہ ہے' کتنے وہ خوش قسمت

صحابہ کرام ہیں جو شاہ خوباں ﷺ کی زیارت سے مستفید ہوئے' اور پھر تابعی خوش قسمت ہیں جو صحابہ کرام کی زیارت سے مشرف ہوئے' ان خوش قسمت لوگوں میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں' جو ۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔ جبکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی جماعت سے سب سے آخر میں وفات پانے والے' حضرت ابوالطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں' جن کا وصال شریف ۱۱۰ میں مکہ مکرمہ میں ہوا۔ اس طرح حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے متواتر اکاون سال تک صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زیارت کی' اور متعدد صحابہ کرام سے ملاقات کی جن میں سے چند ایک کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ' متوفی ۹۳ھ۔
☆ حضرت عبداللہ بن ابی ادفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' متوفی ۸۷ھ۔
☆ حضرت سہیل بن سعد' رضی اللہ تعالیٰ عنہ' متوفی ۸۸ھ)۔
☆ حضرت ابوالطفیل' رضی اللہ تعالیٰ عنہ' متوفی ۱۱۰ھ۔
☆ حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ' متوفی ۸۵ھ۔
☆ حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ' متوفی ۸۷ھ۔
☆ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ' متوفی ۸۶ھ۔
☆ حضرت عمر بن حریث رضی اللہ تعالیٰ عنہ' ۸۵ھ۔
☆ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ متوفی ۸۸ھ یا ۹۶ھ۔
☆ حضرت بسرابن ارطاۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ متوفی ۸۶ھ۔
☆ حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ متوفی ۵۸ھ یا ۸۶ھ یا ۸۷ھ۔
☆ حضرت اسعد ابن سہیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ متوفی ۱۰۰ھ۔
☆ حضرت سائب ابن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ متوفی ۹۱ھ۔

☆ حضرت عتبیٰ بن عبد اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ متوفی ۸۷ھ یا ۹۰ھ۔

☆ حضرت طارق بن شہاب کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ متوفی ۸۲ھ یا ۸۹ھ۔

☆ حضرت عبداللہ بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ متوفی ۸۷ھ یا ۸۹ھ۔

☆ حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ متوفی ۹۹ھ۔

☆ حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ متوفی ۸۳ھ۔

☆ حضرت مالک ابن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ متوفی ۹۴ھ۔

☆ حضرت محمود بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ متوفی ۹۶ھ۔

☆ حضرت مالک بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ متوفی ۹۲ھ۔

☆ حضرت ضبیعہ بن زویب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ان صحابہ کرام علیہم الرضوان کے علاوہ بھی حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام سے ملاقات فرمائی۔ حضرت حافظ المنوی معجم المصنفین کے صفحہ ۲۳ جلد ۲ پر نقل فرماتے ہیں کہ بہتر ۷۲ صحابہ کرام علیہم الرضوان سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ ان جلیل القدر صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ملاقات کرنے والے کا علم کس قدر بلند و بالا ہوگا؟ اسی لئے آپ کو امامِ اعظم کہا جاتا ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان سے براہِ راست علم حاصل کرنے والے سے بڑا محدث کون ہوسکتا ہے۔

محترم سامعین کرام! جس نے ایمان کے ساتھ راحت دو جہاں ﷺ سے ملاقات کی، وہ صحابی ہے اور جس نے کسی بھی صحابی سے مشرف ایمان رکھتے ہوئے ملاقات کی، وہ تابعی ہے اور صحابہ کرام کے بعد تابعین کا درجہ ہے۔

حامد ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ ''امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، میں ۸۰ھ میں پیدا ہوا اور اپنے والد کے ہمراہ ۹۶ھ میں، میں نے حج ادا کیا، اس وقت میری عمر ۱۶ سال کی تھی۔ جب میں مسجد حرام میں داخل ہوا تو میں نے

ایک بڑا حلقہ دیکھا' تب میں نے اپنے والد سے دریافت کیا' یہ حلقہ کن لوگوں کا ہے؟ تو میرے والد نے فرمایا' حضرت عبداللہ بن حارث صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے' میں آگے بڑھا اور ان کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا کہ محبوب کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے' جس نے فقہہ فی الدین حاصل کیا' اللہ تعالیٰ اس کے مقاصد کا ذمے دار ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق پہنچے گا' جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہوگا''۔

ان تمام روایات سے ثابت ہوا کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تابعی ہیں اور متعدد صحابہ کرام علیہم الرضوان سے آپ کی ملاقات ہوئی ہے۔

☆ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تابعی ہیں۔

☆ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تابعین کے استاد ہیں۔

☆ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ احادیث کے حافظ ہیں۔

☆ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقہ کے امام ہیں۔

☆ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ادب میں بے مثل ہیں۔

☆ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یکتائے زماں ہیں۔

☆ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ کے شاگرد ہیں۔

☆ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام المحدثین ہیں۔

☆ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام المجتہدین ہیں۔

اے سنی حنفی بریلوی مسلمانو! آپ کو مبارک ہو کہ

☆ آپ کا نبی۔۔۔۔ نبی اعظم ﷺ۔

☆ آپ کا صدیق۔۔۔۔ صدیق اعظم رضی اللہ عنہ۔

☆ آپ کا فاروق۔۔۔۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ۔

☆ آپ کا غوث۔۔۔۔ غوث اعظم رضی اللہ عنہ۔

☆ آپ کا امام۔۔۔۔۔امام اعظم رضی اللہ عنہ۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو کچھ عطا فرمایا وہ اعظم عطا فرمایا' بے مثال عطا فرمایا۔

☆ فرمان محبوب ﷺ

طبرانی نے حضرت قیس بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ محسن دو جہاں ﷺ نے فرمایا۔لو کان الایمان عندالثریا لتنسا ولہ رجال من ابناء فارس (طبرانی) اگر ایمان ثریا کے تارے کے پاس ہوگا تو فارسی اولاد میں سے بعض لوگ وہاں سے لے آئیں گے۔امام مسلم و بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ جان کائنات ﷺ نے فرمایا۔والذی نفسی بیدہ لو کان الدین معلقا بالثریا لتناولہ رجل من فارس (بخاری مسلم جلد دوم صفحہ ۲۷۷) اوراس کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر دین ثریا تارے میں لٹکا ہوگا تو فارس کا ایک آدمی اسے حاصل کر لے گا۔علامہ ابن حجر مکی نے حضرت علامہ سیوطی رحمتہ اللہ علیہ کے بعض شاگردوں کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ہمارے استاد (یعنی سیوطی) یقین کے ساتھ کہتے تھے کہ اس حدیث کے اولین مصداق صرف حضرت امام اعظم ہیں کیونکہ امام اعظم کے زمانہ میں اہلِ فارس سے کوئی شخص بھی آپ کے علمی مقام کو نہ پاسکا بلکہ آپ کا مقام تو الگ رہا آپ کے تلامذہ کے مقام کو بھی آپ کے معاصرین میں سے کوئی شخص حاصل نہ کرسکا (مناقب امام اعظم جلد اول صفحہ ۱۵۹۰ امام موفق بن احمد مکی)۔

☆ مجدد الوھابیہ نواب صدیق الحسن بھوپالوی کو بھی حنفیت سے بسیار تعصب کے باوجود کہنا پڑا ''ہم امام درآں داخل است'' (اتحاف النبلاء صفحہ ۲۲۴)۔مفتی دیوبند عزیز الرحمان مفتی نے اپنی کتاب ''امام اعظم ابوحنیفہ'' میں لکھا'' بالاتفاق اسی حدیث کا مصداق ابوحنیفہ نعمان بن ثابت ہیں (امام اعظم ابوحنیفہ صفحہ ۲۴)۔

☆ یحییٰ بن معاذ رازی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میں نے روح کائنات ﷺ کو

خواب میں دیکھا۔ میں نے عرض کی حضور (ﷺ) میں آپ کو کہاں تلاش کروں۔ فرمایا عند علم ابی حنیفة علم ابوحنیفہ کے نزدیک (کشف المحجوب صفحہ ۲۱۶)۔

☆ دعائے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اسماعیل بن حماد سے روایت ہے کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ کے جدامجد حضرت نعمان بن مرزبان علیہم الرضوان کے حضرت مولاعلی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ شیر خدا سے بڑے گہرے مراسم تھے۔ ایک مرتبہ نعمان بن مرزبان حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لئے فالودہ لے کر گئے جس کو انہوں نے بے حد پسند فرمایا۔ جب ثابت پیدا ہوئے تو نعمان ان کو حضرت علی کی خدمت میں لے کر گئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ثابت اوران کی اولاد کے حق میں دعا فرمائی تھی۔ اسماعیل بن حماد کہتے ہیں' ہمیں اللہ کے فضل سے توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے حق میں یہ دعا قبول فرمائی (تاریخ بغداد جلد۱۳صفحہ۳۲۶)۔

حضرات گرامی توجہ فرمائیں۔

☆ بشارت مصطفیٰ ﷺ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

☆ دعائے امرتضیٰ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

☆ مقتداء اولیاء امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

☆ تلمیذِ جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت امام باقر اور جعفر صادق علیہم السلام کے شاگردِ رشید تھے۔ جس پر آپ کو بہت فخر تھا بلکہ آپ کے فرمان عالیشان کے مطابق اگر وہ دوسال جوان کی شاگردی میں گزرے نہ ہوتے تو وہ ہلاک ہو جاتے۔ فرمایا' لولا السنتان لهلك النعمان (ﷺ جاء الحق حصہ دوم صفحہ ۳۵۰ حضرت حکیم

الامت مفتی احمد یار خان گجرات)۔ اگر یہ دو سال نہ ہوتے تو نعمان (امام اعظم) ہلاک ہو جاتے۔

☆ امام صاحب کا اجتہاد

ایک دفعہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے استادِ محترم حضرت امام حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ شریک سفر تھے کہ نماز عصر کا وقت ہو گیا اور ان کے پاس پانی موجود نہ تھا۔ حضرت امام حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیمّم کر کے نمازِ عصر ادا کر لی' مگر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانی کی جستجو میں رہے اور آ کر وقت میں پانی ملنے پر وضو کر کے نمازِ عصر ادا فرمائی۔ حضرت حماد نے پوچھا' آپ نے نماز کو موخر کیوں کیا؟ تو آپ نے عرض کیا' استاد جی! اگر نماز کے آخری وقت تک پانی ملنے کی امید ہو تو نماز کو موخر کر دینا چاہیے' حضرت حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ کا یہ جواب پسند آیا۔ یہ امام صاحب کا پہلا اجتہادی مسئلہ تھا (الموفق صفحہ ٦٥)۔

☆ امام صاحب تقریباً دس سال تک اپنے استاد محترم کی خدمت میں رہے۔ ایک رات آپ کو الگ درس گاہ بنانے کا خیال آیا اور اتفاقاً اسی صبح آپ کا ایک قریبی رشتہ دار فوت ہو گیا' جس کا آپ کے سوا دوسرا کوئی وارث نہ تھا۔ آپ اپنے استاد محترم سے اجازت لے کر چلے گئے اور دو ماہ بعد واپس آئے۔ اسی اثناء میں کسی نے ساٹھ مسئلے پوچھے' جو آپ نے استاد سے سنے ہوئے نہیں تھے۔ آپ نے ان کے جوابات دیئے اور استاد محترم سے جوابات عرض کر دیئے۔ آپ نے فرمایا' چالیس مسئلے صحیح ہیں اور بیس درست نہیں۔ یہ سن کر آپ نے عمر بھر استاد مکرم کی خدمت میں رہنے کا ارادہ کر لیا (الخیرات الحسان صفحہ ٥٩)۔

گر تو سنگِ خارا امر شوی
چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی

☆ استاد کا احترام

امام صاحب اپنے استاد محترم کا بے حد احترام اور ادب فرماتے تھے۔ حضرت امام محمد رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ امام صاحب فرماتے تھے کہ میں نے کوئی نماز ایسی نہیں پڑھی جس کے بعد اپنے والدین' اساتذہ اور حضرات امام حماد علیہ الرحمتہ کے لیئے دعائے مغفرت نہ کی ہو' امام صاحب کبھی اپنے استاد محترم کے مکان کی طرف پاؤں پھیلا کر نہیں سوئے۔ ایک شاعر کہتا ہے کہ

ماصی رجلیہ نحو منزلہ
ودونہ سکلب سبع کالطوادی

☆ امام صاحب کے اساتذہ کرام

امام اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اگرچہ فقہ میں حضرت امام حماد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگرد اور حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تربیت یافتہ ہیں' لیکن ان کے علاوہ امام صاحب کے تقریباً چار ہزار اساتذہ کرام ہیں' جن میں سے چند یہ ہیں۔

حضرت ابراہیم بن محمد' حضرت جبلہ بن سحیم' حضرت ابراہیم بن زید' حضرت الحارث بن عبدالرحمٰن' حضرت اسماعیل بن حماد' حضرت الحسن بن الزراد' حضرت اسماعیل بن ابی خالد' حضرت الحسن بن عبیداللہ' حضرت اسماعیل بن عبدالملک' حضرت الحسن البصری' حضرت ایوب سختیانی' حضرت الحکم بن عتیبہ' حضرت بیان بن بشر' حضرت حماد بن ابی سلیمان' حضرت حمید الاعرج' حضرت عامر بن ابی موسیٰ' حضرت خالد بن علقمہ' حضرت عبداللہ بن الاقمر' حضرت ذرین عبداللہ' حضرت عبداللہ بن حبیبہ' حضرت ربیعہ بن عبدالرحمٰن' حضرت عبداللہ بن دینار' حضرت زبیر' حضرت عبدالرحمٰن بن حزم' حضرت زیاد بن علاقہ' حضرت عبدالرحمٰن بن ہرمز' حضرت سالم بن عبداللہ' حضرت عبدالعزیز بن رفیع' حضرت سعید بن مسرور' حضرت عبدالکریم بن ابی المخارق'

حضرت سلمہ بن کہیل، حضرت عبدالمالک بن عمیر، حضرت سلمہ بن نبیط، حضرت عثمان بن عاصم، حضرت سلیمان بن عبدالرحمٰن، حضرت عدی بن ثابت، حضرت سلمان بن یسار، حضرت عطاء بن ابی رباح، حضرت سماک بن حرب، حضرت عطاء بن السائب، حضرت شداد بن عبدالرحمٰن، حضرت عطا بن الیسار الہلالی، حضرت شیبان بن عبدالرحمٰن، حضرت عطیہ بن سعد، حضرت طاؤس بن کیسان، حضرت عکرمہ بن عبداللہ، حضرت طریف بن شہاب، حضرت علقمہ بن مرثد، حضرت طلحہ بن نافع الواسطی، حضرت علی بن الاقمر، حضرت عاصم بن سلیمان، حضرت علی بن الحسن الزراد، حضرت عاصم بن کلیب، حضرت عمرو بن دینار، حضرت عامر بن شراحیل الشعبی، حضرت عمرو بن عبداللہ الہمدانی، حضرت عون بن عبداللہ، حضرت مقسم بن بجیرہ، حضرت قاسم بن عبدالرحمٰن، حضرت مکحول، حضرت قاسم بن محمد، حضرت مکی بن ابراہیم، حضرت قاسم بن معن، حضرت منصور بن المعتمر، حضرت قتادہ بن دعامہ، حضرت منہال بن خلیفہ، حضرت قیس بن مسلم، حضرت موسیٰ بن ابوی عائش، حضرت محارب بن وثار، حضرت ناصح بن عبداللہ، حضرت محمد بن الزبیر حنظلی، حضرت نافع، حضرت محمد بن السائب، حضرت وقدان، حضرت محمد بن السائب، حضرت ہشیم بن حبیب، حضرت محمد بن علی بن الحسین، حضرت یحییٰ بن ابوحیہ، حضرت محمد بن عیس الہمدانی، حضرت یحییٰ بن سعید بن قیس، حضرت محمد بن مسلم بن تدرس، حضرت یحییٰ بن عبداللہ، حضرت محمد بن مسلم بن عبیداللہ، حضرت یحییٰ بن عبداللہ، حضرت محمد بن منصور، حضرت یزید بن صہیب، حضرت محمد بن المنکدر، حضرت یزید بن عبدالرحمٰن، حضرت منحول بن راشد، حضرت یزید بن الطوسی، حضرت مسلم بن سالم، حضرت یونس بن عبداللہ، حضرت مسلم بن عمران، حضرت ابواسحاق السبوعی، حضرت مسلم بن کیسان، حضرت ابوبردہ، حضرت معن بن عبدالرحمٰن، حضرت ابوبکر بن ابی الجہم، حضرت ابوحصین، حضرت ابن شہاب، حضرت ابوالزبیر، حضرت ابوعون، حضرت ابوسفیان

السعدی، حضرت ابوفردہ، حضرت ابوسفیان، حضرت ابوکثیر، حضرت ابوعسال، حضرت ابوالمالک، حضرت ابوالسوار، حضرت ابوالہیثم، حضرت ابوعمر، حضرت ابویعفور۔

☆ امام صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے شاگرد

حضرت امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگرد بہت زیادہ ہیں، مگر سیرت کی کتابوں میں آٹھ سو طلباء کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جن میں سے چند ایک کے اسماء گرامی بیان کرتا ہوں، تاکہ معلوم ہو جائے کہ امام صاحب کے شاگرد کتنے بلند پایہ لوگ تھے اور شاگرد کی قابلیت سے استاد کی قابلیت کا پتہ چلتا ہے۔

☆ حضرت امام حماد کے فرزند ارجمند قاضی اسمٰعیل بن حماد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت امام مالک ابن انس رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت امام ابویوسف رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ آپ عالم اسلام کے چیف جسٹس تھے، حضرت امام محمد بن حسن الشیبانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت امام زفر بن ہزیل رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت امام عبداللہ ابن مبارک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت امام داؤد طائی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت امام فضیل ابن عیاض رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت ابراہیم ابن ادھم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت بشر ابن الحارث الحافی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت ابوعلی شفیق بن ابراہیم ازدی بلخی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت امام اسید ابن عمرو رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت امام وکیع بن الجراح رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت امام نقد رجال یحییٰ بن سعید القطان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت امام ابوسعید یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ ہمدانی کوفی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت امام علی بن مسہر قریشی کوفی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت امام حفص بن غیاث رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت امام حسن بن زیاد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت امام مسعر بن کرام رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت امام ابومحمد نوح بن درالناج الحنفی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ۔

☆ والدہ کی تابعداری

سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد گرامی کا آپ کے بچپن ہی میں انتقال ہو گیا تھا' اور والدہ حیات تھیں۔ آپ والدہ کے انتہائی فرمانبردار خدمت گزار تھے اور والدہ سے انتہائی عقیدت و محبت رکھتے تھے اور آپ کے حکم کی تعمیل ہر حال میں کرتے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کو کوئی مسئلہ پیش آتا تو آپ حکم دیتیں کہ یہ مسئلہ عمر بن زر سے پوچھ کر آئیں۔ عمر بن زر بڑے مشہور واعظ تھے اور امام صاحب کی والدہ صاحبہ ان سے عقیدت رکھتی تھیں۔ امام صاحب ارشاد عمر بن زر کے پاس جاتے اور مسئلہ پوچھتے۔ وہ عرض کرتے' حضور! آپ کے سامنے میں مسئلہ بتانے والا کون ہوتا ہوں؟ امام صاحب فرماتے' بھئی والدہ صاحبہ کا یہی حکم ہے۔ جب عمر بن زر عرض کرتے حضور! مجھے تو یہ مسئلہ آتا ہی نہیں ہے۔ آپ خود ہی والدہ صاحبہ کو بتا دیں۔ امام صاحب فرماتے نہیں' والدہ صاحبہ کا یہی حکم ہے' تو عمر بن زر عرض کرتے حضور! آپ مسئلہ مجھے بتائیں میں اس کو دہراتے ہوئے آپ کے سامنے بیان کروں' آپ والدہ صاحبہ سے جا کر بتا دیں اور ایسا ہی ہوتا' کبھی بھی آپ فرماتیں' میں خود چل کر مسئلہ دریافت کروں گی' تو امام صاحب آپ کو خچر پر سوار کرتے اور خود پیادہ ساتھ چلتے اور وہاں لے جا کر والدہ کے حکم کی تعمیل کرتے (الموفق)۔ اندازہ کریں' امام صاحب کس قدر اپنی والدہ کے حکم کی تعمیل فرماتے تھے۔ غالباً والدہ صاحب کی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ قیامت تک امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام اور کام زندہ رہے گا۔

☆ عبادت وریاضت

امام الائمہ کاشف الغمہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ عبادت خداوندی لطف اور ذوق سے ادا کرتے تھے۔ نماز او تلاوت قرآن کے وقت اکثر رقت طاری ہو جاتی تھی اور ایک مدت تک روتے رہتے تھے۔ آپ نے متواتر چالیس سال تک فجر کی

نماز عشاء کے وضو سے ادا فرمائی۔ ساری ساری رات نوافل اور تلاوت قرآن میں گزر جاتی جس جگہ آپ کا وصال مبارک ہوا' آپ نے وہاں ستر ہزار مرتبہ قرآن پاک کو ختم کیا تھا۔ حضرت امام قاضی ابو یوسف رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں' امام صاحب رمضان شریف میں ایک قرآن پاک دن میں ایک رات میں اور ایک تراویح میں روزانہ ختم فرماتے' اس طرح اکسٹھ قرآن پاک ختم فرماتے تھے۔

☆ حضرت امام مسعر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں میں امام صاحب کی مسجد میں گیا' تو میں نے دیکھا کہ امام صاحب فجر کی نماز پڑھ کر لوگوں کو درس دے رہے ہیں' یہاں تک کہ ظہر کی نماز ادا کی' پھر عصر تک تعلیم دینے میں مصروف ہو گئے' پھر مغرب تک درس دیتے رہے اور اس کے بعد پھر عشاء تک پھر نماز عشاء کے بعد گھر تشریف لے گئے۔ میں نے دل میں سوچا یہ مرد خدا اس قدر مصروف ہے' مطالعہ کب کرتے ہیں اور آرام کس وقت کرتے ہیں؟ میں اس تجسس میں لگ گیا اور جب لوگوں کی آمدورفت ختم ہوئی تو امام صاحب مسجد میں تشریف لائے' یہاں تک کہ فجر ہو گئی' صبح گھر تشریف لے گئے اور کپڑے پہن کر مسجد میں تشریف لے آئے اور فجر کی نماز ادا کی۔ فجر کے بعد حسب معمول پھر عشاء تک تعلیم دیتے رہے اور عشاء کے بعد گھر چلے گئے' تو میں نے سوچا آج ضرور آرام فرمائیں گے۔ جب آمدورفت ختم ہوئی تو مسجد میں تشریف لائے اور صبحِ صادق تک نماز میں مشغول رہے' پھر گھر گئے اور کپڑے پہن کر فجر کی نماز کے لیئے تشریف لے آئے اور نمازِ فجر کے بعد حسبِ سابق عشاء تک تعلیم دینے میں مصروف رہے اور عشاء کے بعد گھر چلے گئے' تو میں نے سوچا آج ضرور آرام کریں گے' مگر امام صاحب حسبِ سابق مسجد میں آئے اور فجر کی نماز تک مشغول نماز رہے' تو میں نے یہ دیکھ کر تہیہ کر لیا کہ عمر بھر ان کا ساتھ نہیں چھوڑوں گا' پس میں ان کی مسجد میں رہنے لگا' اور

حضرت مسعر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بالآ خراسی مسجد میں سجدہ کی حالت میں انتقال ہوا (غایۃ الاوطار صفحہ ۲۰' الخیرات الحسان صفحہ ۳۵۸' تاریخ بغداد جلد ۲ صفحہ ۲۵۸)۔

☆ حضرت کدام بن مسعر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ میں ایک رات مسجد میں گیا تو ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اس کی قرات مجھے بہت پسند آئی۔ اس شخص نے قرآن پاک کا ساتواں پارہ تلاوت کیا۔ میں نے سوچا رکوع کرے گا' پھر آدھا قرآن پاک' یہاں تک پورا قرآن پاک ایک رکعت میں ختم کر دیا اور جب میں نے ان کو غور سے دیکھا تو وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تھے (غایۃ الاوطار جلد ا صفحہ ۲۰)۔

☆ بصیرت

کچھ بچے گیند سے کھیل رہے تھے اور گیند اتفاق سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں آپ ہی کے سامنے آ گری اور بچوں میں سے خوف کے مارے کسی میں ہمت نہ ہوئی کہ آپ کے سامنے سے گیند اٹھا لے لیکن ایک لڑکے نے بھاگ کر آپ کے سامنے سے جب گیند اٹھائی تو آپ نے فرمایا کہ یہ لڑکا حرامی ہے کیونکہ اس میں حیاء کا مادہ نہیں ہے اور جب معلومات کی گئیں تو پتہ چلا کہ واقعی وہ لڑکا حرامی ہے۔

ایک شخص آپ کا قرضدار تھا اور اسی کے علاقہ میں کسی کی موت واقع ہو گئی اور جب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نماز جنازہ کے لیئے وہاں پہنچے تو ہر طرف دھوپ پھیلی ہوئی تھی اور موسم بھی بہت گرم تھا لیکن آپ کے مقروض کی دیوار کے پاس کچھ سایہ تھا چنانچہ جب لوگوں نے کہا کہ آپ یہاں تشریف لے آئیں تو آپ نے فرمایا کہ صاحب خانہ میرا مقروض ہے اس لیئے اس کے مکان کے سایہ سے استفادہ کرنا میرے لیئے جائز نہیں کیونکہ حدیث میں ہے کہ قرض کی وجہ سے جو نفع بھی حاصل ہو وہ سود ہے۔

کسی مجوسی نے آپ کو گرفتار کر لیا اور انہیں میں سے کسی جابر و ظالم مجوسی نے آپ

سے کہا کہ میرا قلم بنا دیجئے۔آپ نے فرمایا میں ہرگز نہیں بنا سکتا اور جب قلم نہ بنانے کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ محشر میں فرشتوں سے کہا جائے گا کہ ظالموں کو ان کے معاونین کے ہمراہ اٹھاؤ لہذا میں ایک ظالم کا معاون نہیں بن سکتا۔

☆ عبادت

آپ تین سو نفل ہر شب میں پڑھا کرتے تھے اور ایک دن راستہ میں کسی عورت نے دوسری عورت کو اشارہ سے بتایا کہ یہ شخص رات میں پانچ سو نفل پڑھتا ہے اور آپ نے ان کی گفتگو سن لی پھر اسی رات سے پانچ سو نفل پڑھنا شروع کر دیں۔ پھر ایک دن راستہ میں کسی نے کہہ دیا کہ یہ ایک ہزار نفل رات میں پڑھتے ہیں چنانچہ اسی رات سے آپ نے ایک ہزار نفلوں کو اپنا معمول بنالیا۔ پھر آپ کے کسی شاگرد نے عرض کیا کہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ رات بھر بیدار رہتے ہیں۔آپ نے فرمایا کہ آج سے یقیناً پوری رات بیدار رہا کروں گا اور جب شاگرد نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ بعض بندے اپنی تعریف کو پسند کرتے ہیں جو ان میں نہیں ہے اور میں ایسے گروہ میں شامل ہونا نہیں چاہتا اور اس دن سے آپ نے مکمل بیس سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی اور طویل سجدوں کی وجہ سے آپ کے گھٹنوں میں اونٹ کے گھٹنوں جیسے گھٹے پڑ گئے تھے۔

حضرت داؤد طائی کہتے ہیں کہ میں نے بیس سال تک آپ کو تنہائی یا مجمع میں ننگے سر اور ٹانگیں پھیلائے نہیں دیکھا اور جب میں نے عرض کیا کہ تنہائی میں کبھی تو ٹانگیں سیدھی کر لیا کیجئے تو فرمایا کہ مجمع میں تو بندوں کا احترام کروں اور تنہائی میں خدا کا احترام ختم کر دوں یہ میرے لیئے ممکن نہیں۔

☆ فتویٰ وتقویٰ

ایک مرتبہ بازار جا رہے تھے کہ گرد و غبار کے کچھ ذرات آپ کے کپڑوں پر پڑ گئے

تو آپ نے دریا پر جا کر کپڑے کو خوب اچھی طرح دھو کر پاک کیا اور جب لوگوں نے پوچھا کہ آپ کے نزدیک تو اتنی نجاست جائز ہے پھر آپ نے کپڑا کیوں پاک کیا فرمایا کہ وہ فتویٰ ہے اور یہ تقویٰ۔

منقول ہے کہ جب حضرت داؤد طائی کو لوگوں نے اپنا رہنما تسلیم کر لیا تو امام صاحب نے پوچھا کہ اب مجھ کو کیا کرنا چاہئے۔ انہوں نے فرمایا کہ تم اپنے علم پر عمل پیرا رہو کیونکہ علم گے بغیر عمل ایسا ہے جیسے جسم بغیر روح کے۔

شیخ بوعلی بن عثمان بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضرت بلال کی قبر کے نزدیک سویا ہوا تھا تو میں نے خواب دیکھا کہ میں مکہ معظمہ میں ہوں اور حضور اکرم ﷺ باب بنی شیبہ سے ایک معمر شخص کو آغوش مبارک میں لیئے ہوئے تشریف لائے اور مجھے حیرت زدہ دیکھ کر فرمایا کہ یہ مسلمانوں کے امام اور تمہارے ملک کا باشندہ ابوحنیفہ (رضی اللہ عنہ) ہے۔

☆ آپ کا مقام

نوفل بن حیان بیان کرتے ہیں کہ امام صاحب کے انتقال کے بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور لوگ حساب کتاب میں مشغول ہیں اور حوضِ کوثر پر حضور اکرم ﷺ تشریف فرما ہیں اور آپ کے اطراف بہت سے بزرگ کھڑے ہیں اور امام ابوحنیفہ (رضی اللہ عنہ) لوگوں سے کہہ رہے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی اجازت کے بغیر کسی کو پانی نہیں دے سکتا۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کو پانی دے دو۔ چنانچہ امام صاحب نے مجھ کو ایک گلاس پانی دے دیا اور سیراب ہو کر پینے کے باوجود بھی پانی میں ذرا سی بھی کمی نہیں آئی۔ پھر میں نے امام صاحب سے تمام بزرگوں کے نام دریافت کیئے تو آپ نے فرمایا کہ دائیں جانب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہیں اور بائیں جانب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس طرح آپ نے سترہ افراد

کے نام بتائے جن کو میں انگلیوں کے پوروں پر شمار کرتا رہا اور بیداری کے بعد انگلیوں کے سترہ پورے بندھے ہوئے تھے۔

☆ حج بیت اللہ

سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے زندگی میں پچپن ۵۵ حج کئے۔ آخری حج مبارک کے موقعہ پر کعبتہ اللہ کے خدام سے ایک رات کعبتہ اللہ میں داخل ہونے کی اجازت حاصل کی۔ کعبتہ اللہ میں داخل ہو کر دوستونوں کے درمیان نماز پڑھنی شروع کی' اس طرح کہ بایاں پاؤں دائیں پاؤں کی پشت پر رکھا اور اسی حال میں کھڑے رہے یہاں تک نصف قرآن پاک پڑھ لیا اور اب رکوع وسجدہ کیا' دوسری رکعت میں بائیں پاؤں پر کھڑے ہوئے اور دایاں پاؤں اس کی پشت پر رکھا' یہاں تک کہ سارا قرآن پاک ختم کر لیا اور جب دو رکعتوں سے فارغ ہو کر سلام پھیرا تو بارگاہ الہ العالمین میں روتے ہوئے عرض کرنے لگے۔ الھی ماعبدك هذا العبد الضعيف حق عبادتك لكن عرفك حق معرفتك فهب نقصان خدمته لكمال معرفته اے اللہ! اس بندہ ضعیف نے تیری عبادت نہیں کی' جس طرح عبادت کرنے کا حق تھا' تیری معرفت حاصل نہ کی جیسا کہ تیری معرفت کا حق ہے' تو تو (اس بندہ ضعیف) اس کی خدمت کے نقصان کو اس کے کمال معرفت کے سبب بخش دے۔

جب امام صاحب نے یہ کلمات ادا کئے کعبتہ اللہ کی جانب سے آواز آئی یاابا حنيفة قد عرفتنا حق المعرفة وخدمتنا فاحسنت الخدمة قد غفرناك ولمن اتبعك ممن كان على مذهبك الى يوم القيامة (درِ مختار جلد ا صفحہ ۵۲)۔ اے ابوحنیفہ! تو نے ہمیں جانا' جیسا کہ جاننے کا حق ہے اور تو نے ہماری عبادت کی' تو اچھی عبادت کی' بیشک ہم نے تجھے بخشا اور اس کو بھی جو تیرے تابع

ہوا' اوران لوگوں سے جو تیرے مذہب پر ہوں گے قیامت تک۔

☆ خوف خدا

☆ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر خوفِ خدا اس قدر طاری تھا کہ آپ ساری ساری رات روتے رہتے۔ حضرت یحییٰ بن قطان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک رات امام صاحب نے نماز میں یہ آیت مبارکہ تلاوت کی بل الساعۃ موعدھم یعنی یقیناً قیامت گنہگاروں کی وعدہ گاہ ہے۔ آپ ساری رات میں بارگاہِ خداوندی میں روتے اور یہی آیت پڑھتے رہے۔ ساری رات کو رونے والا' اور خوفِ خدا سے لرزنے والا شب بھر نوافل پڑھنے والا' راتوں میں قرآن پڑھنے والا' کعبتہ اللہ میں داخل ہونے والا' ہاتف غیبی سے جواب پانے والا یہ وہی شخص ہے جس کے بارے میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ان آدم افتخر بی وانا افتخر برجل من امتی اسمہ نعمان وکنیتہ ابو حنیفہ سراج امتی (درمختار جلد ا صفحہ ۵۲)۔" بے شک حضرت آدم علیہ السلام مجھ پر فخر کرتے ہیں اور میں فخر کرتا ہوں ایک آدمی پر جو کہ میرا امتی ہوگا' نام اس کا نعمان اور کنیت اس کی ابو حنیفہ ہوگی"۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا۔

☆ وان سائر الانبیاء یفتخرون بی وانا افتخر بانی حنیفۃ من احبہ فقد احبنی ومن ابغضہ فقد ابغضنی (درمختار جلد ا صفحہ ۵۲)۔"اور بیشک تمام انبیاء کرام مجھ پر فخر کرتے ہیں اور میں ابو حنیفہ پر فخر کرتا ہوں' جس نے ابو حنیفہ سے محبت رکھی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ابو حنیفہ سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض کیا"۔

☆ حضرت علامہ ابن عابدین رحمتہ اللہ علیہ درمختار ارشاد فرماتے ہیں۔ جن لوگوں نے

ان احادیث کو موضوع کہا ہے' انہوں نے تعصب سے کہا ہے کیونکہ لان روی بطریق مختلفة اس لئے کہ مختلف طریقہ سے روایت موجود ہیں۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی بہت بڑی شان ہے' اور آپ اس لئے ہر وقت خدا تعالیٰ سے ڈرتے کہ کہیں مجھ سے کوئی ایسی غلطی نہ ہو جائے کہ میرا مولا مجھ پر ناراض ہو جائے اور یاد رکھیں جس کو خدا تعالیٰ سے جتنا زیادہ قرب حاصل ہوتا ہے' اس شخص پر اتنا ہی زیادہ خوف خدا طاری ہوتا ہے۔

☆ حضرت یزید بن لیث' حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے ہمعصر اور بہت بڑے بزرگ تھے' آپ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نماز عشاء میں امام صاحب نے اذا زلزلت الارض زلزالها پڑھی تھی۔ لوگ نماز سے فارغ ہو کر چلے گئے میں وہاں بیٹھا رہا۔ میں نے امام صاحب کو دیکھا کہ ٹھنڈی سانس بھر رہے ہیں' یہ دیکھ کر میں اٹھا تا کہ آپ کے معمولات میں خلل نہ ہو اور جب فجر کی نماز کے لیئے گیا تو میں نے دیکھا کہ امام صاحب غمزدہ بیٹھے ہیں اور بڑی رقت سے یہ کہہ رہے ہیں' اے خدائے کریم! تو ذرہ بھر نیکی اور ذرہ بھر برائی کا بدلہ دینے والا ہے' اپنے بندے نعمان کو آگ سے بچا اور اپنی رحمت میں داخل فرمانا (الخیرات الحسان)۔

☆ امام باقر رضی اللہ عنہ سے ملاقات

شیعہ کتب میں یہ ملاقات بہت غلط طریقہ سے بیان کی گئی ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ امام باقر علیہ السلام حضرت امام اعظم کو اچھا نہ جانتے تھے مگر اس ملاقات کی حقیقت ہم امام موفق سے نقل کرتے ہیں۔ سنیئے اور غور سے سنیئے۔ امام موفق بن احمد نے اپنی کتاب الموفق میں تحریر فرمایا کہ ایک دفعہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور وہاں امام باقر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی۔

انہوں نے فرمایا۔ ''آپ وہی ابوحنیفہ میں جنہوں نے میرے نانا جان کے دین کو بدل

دیا ہے''۔

امام اعظم نے فرمایا۔ ''آپ کو یہ غلط خبر پہنچی ہے مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ تشریف رکھیں اور میں انکشاف حقیقت کروں''۔

امام باقر بیٹھ گئے اور امام اعظم ان کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا بتلایئے۔

''عورت کمزور ہے یا مرد''۔

انہوں نے کہا ''عورت''۔

فرمایا۔ ''اچھا بتلایئے عورت کا حصہ کتنا ہے اور مرد کا کتنا؟''

امام باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ''مرد کے دو اور عورت کا ایک''۔

تب امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ ''دیکھئے! اگر میں قیاس سے کام لیتا تو عورت (جو کہ ضعیف ہے) کے دو حصے مقرر کرتا''۔

پھر پوچھا۔ ''نماز افضل ہے یا روزہ''۔

فرمایا ''نماز''۔

امام اعظم نے فرمایا۔ ''اگر میں قیاس سے کام لیتا تو عورت سے ایام حیض کی نمازوں کی قضا کرواتا اور روزے کی نہ کرواتا کیونکہ نماز افضل ہے''۔

پوچھا۔ ''نطفہ زیادہ نجس ہے یا پیشاب''۔

فرمایا۔ ''پیشاب''۔

امام اعظم نے فرمایا۔ ''اگر میں قیاس سے کام لیتا تو پیشاب سے غسل کو واجب قرار دیتا اور نطفہ سے وضوء کو فرض قرار دیتا مگر میں ایسا نہیں کرتا ہوں''۔

تب امام باقر علیہ السلام نے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحسین فرمائی اور ان کی پیشانی پر بوسہ دیا (الموفق جلد اول صفحہ ۱۴۵)۔

حضرات گرامی یہ ہیں امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ

☆ جن کی فقاہت کو امام باقر پسند کریں۔

☆ جن کی فقاہت کو عرب وعجم پسند کریں۔

☆ جن کی فقاہت کو اولیاء تسلیم کریں۔

☆ جن کی فقاہت کو آئمہ فقہ تسلیم کریں

وہی امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بوحنیفہ بد امام باصفا
آں سراجِ امتانِ مصطفیٰ

☆ چور بھی پکڑا گیا بیوی بھی بچ گئی

ایک آدمی کے گھر آدھی رات کو چوری ہوگئی۔ اس نے چوروں کو دیکھ کر پہچان لیا اور لگا بولنے۔ چوروں نے اس کے گلے پر چھری رکھ کر کہا کہ قسم اٹھا۔ قرآن یہ ہاتھ رکھ کر کہہ کہ اگر تو کسی کو بتائے کہ فلاں تیرے چور ہیں تو تیری بیوی کو تین طلاق۔ اس نے حلف دیا کہ اگر میں کسی کو بتاؤں کہ یہ میرے چور ہیں تو میری بیوی کو تین طلاق۔ اب صبح ہوئی تو بحالت پریشانی بہت سے علماء کے پاس گیا اور مسئلہ کا حل دریافت کیا۔ سب نے کہا مال تو چلا گیا اب بیوی بچاؤ۔ مطمئن نہ ہوا۔ آخر کسی نے کہا کہ اگر مسئلہ کا صحیح حل چاہتے ہو تو امام اعظم کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ۔ چنانچہ وہ حاضر بارگاہ امام اعظم ہوا اور مسئلہ دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا تم جمعہ کی نماز میرے پاس ادا کرنا اور میں یہ اعلان کروں گا کہ مجھ سے پہلے کوئی شخص مسجد سے نہ نکلے۔ میں اور تو دونوں مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جائیں گے۔ میں ہر آدمی کو گزارتے ہوئے تجھ سے سوال کروں گا کیا یہ تیرا چور ہے۔ جب تک چور نہ آئے تم بتاتے رہنا کہ نہیں یہ میرا چور نہیں ہے اور جب چور واقعی آجائے تو تم خاموش ہو جانا۔ اس طرح مال بھی مل جائے گا اور بیوی بھی بچ جائے گی۔

بوحنیفہ بد امام باصفا

آں سراج امتانِ مصطفیٰ

سراج تو ہے بغیر تیرے سمجھتا ہے جو حدیث و قرآن
پھرے بھٹکتا نہ پائے رستہ امام اعظم ابو حنیفہ

☆ منکرِ توحید سے مناظرہ

بغداد میں ایک رومی آیا اور اس نے آ کر خلیفہ سے عرض کیا کہ میرے یہ تین سوال ہیں اگر ان سوالوں کا جواب دینے والا آپ کی سلطنت میں کوئی ہے تو بلائیے۔خلیفہ نے اعلان کر دیا۔سب علماء جمع ہو گئے' امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تشریف لائے۔

رومی منبر پر چڑھا اور اس نے سوال کیا۔

☆ بتاؤ خدا سے پہلے کون تھا؟

☆ بتاؤ خدا کا رخ کدھر ہے؟

☆ بتاؤ اس وقت خدا کیا کر رہا ہے؟

یہ سن کر سب علماء خاموش ہو گئے۔امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے اور فرمایا۔میں جواب دوں گا لیکن شرط یہ ہے کہ آپ منبر سے نیچے اتر آئیں۔رومی منبر سے نیچے آ گیا۔آپ منبر پر تشریف لے آئے اور فرمایا۔اپنے سوالات دہرائیے۔

رومی نے کہا۔''بتائیے خدا سے پہلے کون تھا''؟

فرمایا۔''گنتی شمار کرو''رومی نے گنتی شروع کی ایک' دو' تین۔آپ نے روک کر فرمایا۔ ایک سے پہلے گنیئے۔رومی نے کہا ایک سے پہلے کوئی گنتی نہیں۔فرمایا۔''جس طرح ایک سے پہلے گنتی نہیں اس طرح خدا سے پہلے بھی کوئی نہیں''۔

دوسرا سوال دہرائیے۔''رومی نے کہا بتائیے خدا کا رخ کدھر ہے''؟

امام اعظم علیہ الرحمتہ نے ایک شمع روشن فرمائی اور فرمایا۔''بتائیے اس کا رخ کدھر ہے''؟ رومی نے کہا' سب طرف کو۔فرمایا۔''جس طرح اس کا رخ سب طرف کو ہے اسی طرح خدا کا رخ بھی سب طرف کو ہے''۔فرمایا تیسرا سوال دہرائیے۔

رومی نے کہا بتایئے۔ ''خدا اس وقت کیا کر رہا ہے''؟

فرمایا۔ ''خدا نے تجھے منبر سے نیچے اتار دیا اور مجھے اوپر چڑھا دیا''۔

رومی یہ سن کر شرمندہ ہوا اور واپس چلا گیا۔ (الموفق جلد اول صفحہ ۱۷۸)

امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ بے حد ذہین اور زیرک تھے۔ یوں تو فقہ حنفی کے تمام اصول وفروع آپ کی ذہانت، متانت اور فطانت پر بہترین شاہد ہیں۔ لیکن آپ نے اپنی زندگی میں بارہا لوگوں کے بعض انتہائی الجھے ہوئے مسائل حل کیئے جن کے عقدہ کشائی سے آپ کے تمام معاصرین عاجز ہو چکے تھے۔ اس وقت کے آئمہ اور اساتذہ آپ کے فتاوی کو دیکھتے تو حیران و ششدر رہ جاتے اور انہیں بے اختیار کہنا پڑتا کہ علم کے جس سمندر میں امام ابوحنیفہ (رحمتہ اللہ علیہ) غوطہ زن ہیں ہم اس کے کنارے تک بھی ابھی نہیں پہنچ سکے۔ آپ کے بے شمار فتاویٰ میں سے چند ایک پیش کرتا ہوں۔

امام ابو یوسف راوی ہیں کہ ایک شخص نے غصہ میں طلاق کی قسم کھا کر اپنی بیوی سے کہا کہ میں اس وقت تک تم سے کلام نہیں کروں گا جب تک تم مجھ سے بات نہ کرو۔ جواباً بیوی نے بھی قسم کھائی کہ میں بھی تم سے اس وقت تک گفتگو نہیں کروں گی جب تک تم مجھ سے بات نہ کرو گے۔ اس زمانے کے علماء نے فتویٰ دے دیا کہ ان میں سے جس نے بھی بات کر لی قسم ٹوٹ جائے گی۔ امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ تک یہ سوال پہنچا تو آپ نے اس شخص کو فرمایا جاؤ جا کر اپنی بیوی سے گفتگو کرو کچھ نہیں ہوگا۔ سفیان ثوری کو آپ کے فتوی کا علم ہوا تو بہت برہم ہوئے اور کہنے لگے، تم حرام کو حلال کرتے ہو۔ امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے جواب کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ خاوند نے قسم کھائی تھی کہ وہ بیوی کے بولنے سے پہلے بات نہیں کرے گا یہ سن کر اس کی بیوی نے بھی ایسی ہی قسم کھائی اور جب قسم کھائی تو اس نے خاوند سے بات کر لی اب جب خاوند اس سے بات کرے گا تو یہ کلام بیوی کی گفتگو کے بعد ہوگا کیونکہ بیوی قسم کھا کر اس سے پہلے

بات کر چکی ہے اور جب بیوی بات کرے گی تو وہ بات خاوند کی اس گفتگو کے بعد ہو گی لہٰذا دونوں میں سے کسی کی قسم نہیں ٹوٹے گی۔ امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کا یہ جواب سن کر سفیان ثوری کہنے لگے۔ ابو حنیفہ تمہارے لیئے علم کے وہ راستے کشادہ کر دیئے گئے ہیں جن تک ہماری رسائی نہیں ہوئی۔ (ذیل الجواہر المیہ جلد ۲ صفحہ ۴۸۱' جواہر البیان صفحہ ۹۵)۔

امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے زمانہ میں ایک شخص نے اپنی بیوی سے پانی مانگا وہ پیالے میں پانی لائی ابھی وہ بولا کہ میں پانی نہیں پیوں گا اور اگر تو اس پانی کو خود پیئے تو تجھے طلاق اور اگر کسی دوسرے کو پینے کے لیئے دے تو بھی تجھ پر طلاق اگر اسے بہا دے تو تجھے طلاق۔ وہ عورت بیچاری حیران و پیرسان ہو گئی' ایک شخص امام صاحب کے پاس آیا اور یہ صورت بیان کی۔ آپ نے فرمایا فوراً جاؤ اور اس پیالے میں کوئی کپڑا ڈال کر پانی کو اس کپڑے میں جذب کر کے اسے دھوپ میں سکھا دو اس طرح طلاق نہیں پڑے گی (خیرات الحسان صفحہ ۱۰۴)۔

☆ دلہنوں کی تبدیلی

وکیع روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ امام اعظم' سفیان ثوری' سحر مالک بن مغول' جعفر بن زیاد اور حسن بن صالح ایک رئیس کے ہاں ولیمہ میں شریک ہوئے' صاحب خانہ حیران و پریشان آیا اور علماء کی اس جماعت سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ رات کو غلطی سے دونوں لڑکیوں میں سے ایک لڑکی اپنے خاوند کے غیر کے پاس پہنچا دی گئی اور دونوں بھائیوں میں سے ہر ایک نے رات جس لڑکی کے پاس گزاری ہے وہ اصل میں دوسرے بھائی کی بیوی تھی۔ سفیان ثوری نے فتویٰ دیتے ہوئے کہا کہ ہر لڑکی اپنے اصل خاوند کے پاس پہنچا دی جائے اور کسی سے کوئی مواخذہ نہیں ہے۔ سحر نے امام اعظم کی طرف توجہ کی اور پوچھا۔ آپ کیا فرماتے ہیں؟ سفیان کہنے لگے بھلا اس جواب کے

سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں۔امام اعظم نے ان دونوں بھائیوں کو بلایا اور ہر ایک سے پوچھا جس لڑکی کے ساتھ تم نے رات گزاری ہے کیا اس کو تم پسند کرتے ہو؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔آپ نے ان سے فرمایا تم نے ایک ساتھ رات گزاری ہے اس سے فوراً نکاح کرلو۔چونکہ دونوں میں سے ہر ایک کی وہ غیر تھی' بنا بریں عدت بھی ان پر واجب نہ ہوئی اس لیئے ان کا وہیں نکاح ہوگیا۔تمام علماء حیران رہ گئے اور سحر نے اٹھ کر آپ کی پیشانی چوم لی (ذیل الجواہر المغیہ جلد۲ صفحہ۴۸۱)۔

ہمارے امام ہمام کی دانائی اور دور بینی قابل داد ہے غور فرمائے کہ اس مشکل صورت حال کو آپ نے کس خوش اسلوبی سے سلجھایا۔آپ کی یہی وہ فقہ و دانائی ہے جس کی بدولت آپ نے اللہ و رسول کے ارشادات کے مطابق مسائل شرعیہ کو مدون فرمایا اور آج ہم آپ کی خداداد سمجھ کی بدولت ہزاروں مشکل سے مشکل مسائل کا حل کتب فقہ میں پالیتے ہیں۔

امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے کہا:

واللہ میں نے ان جیسا کوئی نہیں دیکھا۔

امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ نے کہا:

وہ زہد و تقویٰ میں ایسے مقام پر فائز تھے جسے کوئی دوسرا حاصل نہیں کرسکتا۔

سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ نے کہا:

علم کی باتیں ان پر منکشف ہوتی ہیں ہم ان سے غافل ہیں۔

داؤد طائی رحمتہ اللہ علیہ نے کہا:

وہ روشن ستارے ہیں۔

امام محدث علی بن عاصم رحمتہ اللہ علیہ نے کہا:

آپ کا علم اہل زمانہ کے علم سے زیادہ ہے۔

داتا علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ نے کہا:

مذھبہ اول المذاھب' ان کا مذہب پہلا مذہب ہے۔

امام ذہبی رحمتہ اللہ علیہ نے کہا:

وہ امام اعظم اور فقیہہ العراق ہیں۔

مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے کہا:

اہل اسلام کی بڑی اکثریت امام اعظم کی تقلید کرتی ہے۔

یحییٰ بن ایوب زاہد رحمتہ اللہ علیہ نے کہا:

کان ابو حنیفۃ لاینام اللیل 'ابوحنیفہ شب بیدار تھے وہ رات کو سویا نہیں کرتے تھے۔

خواجہ عطار رحمتہ اللہ علیہ نے کہا:

بو حنیفہ بد امام باصفا
آں سراج امتان مصطفیٰ
باد فضل حق ترین جان رو
شاد باد ارواح شاگردان او

مجتہدین ان کو سلام کہتے ہیں' آئمہ دین ان کو امام کہتے ہیں۔ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ ان کی قبر سے برکت لیتے رہے۔ امام مالک رحمتہ اللہ علیہ ان کے در سے حکمت لیتے رہے۔ امام زخر رحمتہ اللہ علیہ ان کی مدح خوانی کرتے رہے۔ امام یوسف رحمتہ اللہ علیہ ان کی دربانی کرتے رہے۔ امام محمد رحمتہ اللہ علیہ ان کے علم کی نگہبانی کرتے رہے۔ امام رازی رحمتہ اللہ علیہ ان کے ریاض حکمت سے خوشہ چینی کرتے رہے۔ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ ان کے بستان بصیرت سے گل چینی کرتے رہے۔

کون امام؟ جو وارث فقر سلمان بھی ہے اور صاحب حکمت لقمان بھی' جو پاسبان عزت بیت الحرام بھی ہے اور گلہ بان امت خیر الانام بھی' جو راز داں نغمہ ام الکتاب بھی

ہے اور کامران منزل یوم الحساب بھی' جو مہر افلاک اجتہاد بھی ہے اور آسودہ بغداد بھی' اگر سچ پوچھو تو جو مصطفیٰ کا غلام بھی ہے اور سنیوں کا امام بھی۔ الغرض جو تمنائے مصطفیٰ بھی ہے اور دعائے مرتضیٰ بھی۔

عمر ہا درکعبہ و بت خانہ می نالا حیات
تاز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں

☆ مزارِ مقدس

سلطان الپ ارسلان سلجوتی نے ۴۵۹ھ میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر انور پر شاندار قبہ بنوایا اور مزار شریف کے قریب ایک عظیم الشان دینی مدرسہ تعمیر کروایا۔ یہ مدرسہ مشہدِ ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے نام سے آج بھی مشہور ہے' اور آج برسہا برس گزر جانے کے بعد بھی امام صاحب کا مزارِ مقدس مرجع خلائق ہے' جہاں بڑے بڑے سلاطین سلامِ کے لئے حاضر ہوتے ہیں اور فاتحہ خوانی کرتے ہیں' اور آپ کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوتے ہیں (الخیرات الحسان صفحہ ۱۶۴)۔

☆ قبر انور کی برکات

برادرانِ اسلام! مسلمانوں کا یہ عقیدہ ابتدائے اسلام ہی سے چلا آیا ہے کہ انبیاء کرام و اولیاء عظام حاجت روا ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے اس کے بندوں کی حاجت روائی فرماتے ہیں۔ آپ کے شاگرد اور عوام الناس آپ کی قبر انور پر حاضر ہو کر آپ کے توسل سے دعا کرتے' تو اللہ تعالیٰ ان کی مشکلات حل کر دیتا۔ اعلم انہ لم یزل العلماء ذوالحاجات یزودون قبرہ (ای قبرابی حنیفۃ) ویتوسلون عنہ فی قضاء حوابجھم (الموفق جلد۲ صفحہ ۱۹۹)۔

''علماء اور دیگر حاجت مند آپ کی قبر مبارک کی زیارت کرتے رہتے ہیں' اور آپ کو وسیلہ بناتے اور ان کی حاجتیں پوری ہو جاتی ہیں''۔

برادران اسلام! اولیاء کرام، مشائخ عظام بزرگان دین، اولیاء کاملین کی قبور پر حاضری دینا اور ان کی قبور پر دعا کرنا اور ان سے برکات حاصل کرنا ابتدائے اسلام سے ہے اور تا ابد یہ سلسلہ جاری وساری ہے۔ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیوض و برکات سے لوگ بالخصوص علماء کرام آج بھی مستفیض ہو رہے ہیں اور مذہب حنفیہ پر کاربند ہیں۔

☆ حضرت امام شافعی نے امام اعظم ابوحنیفہ (رحمتہ اللہ علیہ) کو وسیلہ بنایا۔

☆ حضرت امام مسعر نے امام اعظم ابوحنیفہ (رحمتہ اللہ علیہ) کو وسیلہ بنایا۔

☆ شاگردان امام اعظم ابوحنیفہ (رحمہم اللہ تعالیٰ) نے آپ کو وسیلہ بنایا۔

☆ بغداد کے فقہاء کرام نے امامِ اعظم ابوحنیفہ (رحمتہ اللہ علیہ) کو وسیلہ بنایا۔

☆ بغداد کے عوام وخواص نے امام اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو وسیلہ بنایا۔

معلوم ہوا کہ قبروں پر جانا اور خدا تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں انہیں وسیلہ بنا کر گوہر مقصود حاصل کرنا جائز ہے اور ذریعہ فیوض و برکات و دافع البلیات ہے اور خوشنودی رب العالمین وقبولیت دعا کا ذریعہ ہے۔ مزید تفصیل ہماری کتاب ''وسیلہ محبوب ﷺ'' میں دیکھیں۔

☆ امام شافعی کی عقیدت

☆ حضرت امام شافعی جب امامِ اعظم قدس سرہ العزیز کی قبر انور پر حاضری دیتے تو حنفی نماز پڑھتے تھے۔ قنوت نازلہ پڑھا کرتے تھے۔ کسی نے پوچھا حضور، آپ تو خود امام ہیں۔ اپنی فقہ چھوڑ کر یہاں پر فقہ حنفی کے مطابق نماز پڑھنے کی وجہ کیا ہے؟ فرماتے کہ اس قبر والے کا احترام کرتا ہوں (جاء الحق حصہ دوم صفحہ ۲۴۸)۔

☆ امام شافعی فرماتے ہیں کہ جب مجھے کوئی حاجت پیش آتی ہے تو میں بغداد شریف امام اعظم کے مزار پر حاضر ہوتا ہوں دو رکعت نفل پڑھ کر امام اعظم کی قبر شریف کی

برکت سے دعا کرتا ہوں، بہت ہی جلد حاجت پوری ہو جاتی ہے (جاء الحق حصہ دوم صفحہ ۲۴۸)۔

حضرات گرامی! حیات ظاہرہ ہی میں نہیں بلکہ بعداز وصال بھی امام اعظم کی قبر مبارکہ کی برکت سے حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔ظاہر ہے امام شافعی کسی دنیاوی حاجت کے لیئے نہ جایا کرتے تھے بلکہ کسی فقہی ضرورت کیلیئے ہی حاضر ہوا کرتے تھے۔

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چند فرامین

امام المسلمین حضرت امام ابوحنیفہ نے اپنے بیٹے حماد سے فرمایا کہ اے میرے لخت جگر اللہ تعالیٰ تجھے رشد و ہدایت سے نوازے اور تیری مدد فرمائے میں تجھے کچھ وصیتیں کرتا ہوں۔اگر تو نے انہیں یاد رکھا اور ان پر کاربند رہا تو میں تیرے لئے دین میں سعادت مند ہونے کی امید رکھتا ہوں۔انشاء اللہ

☆ تقویٰ کی حفاظت، اللہ تعالیٰ کے ڈر سے، اپنے اعضاء کو گناہوں سے بچانے اور اس کی بندگی کے لیئے اس کے احکام کو بجالانے سے ہے۔
☆ جس کے جاننے کا تو محتاج ہے اس سے ناآشنائی نہ رکھنا۔
☆ اپنا بسیرا اسی کے ساتھ رکھنا جس کا تو دین و دنیا میں محتاج ہے۔
☆ اپنے لئے انصاف اپنے نفس سے طلب کرنا اور نفس کے لیئے انصاف نہ طلب کرنا مگر ضرورت کے لیئے۔
☆ کسی مسلمان یا ذمی کو دشمن نہ بنالینا۔
☆ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو تجھے مال اور مرتبہ عطا ہوا اسی پر اکتفا کرنا۔
☆ جو صورت تجھے لوگوں سے بے نیاز رکھنے میں مفید ہو اس میں حسن تدبیر سے کام لینا۔

☆ لوگوں میں سے کسی کی اہانت (تذلیل، رسوائی) نہ کرنے کو لازم پکڑنا۔
☆ اپنے آپ کو فضولیات میں پڑنے سے بچانا۔
☆ لوگوں سے ملتے وقت سلام میں پہل کرنا، اچھا کلام کرنا، نیکوکاروں سے محبت کرنا، اور بدکردار لوگوں سے دور رہنا۔
☆ اللہ تعالیٰ کا ذکر اور رسول اللہ ﷺ پر درود پاک کی کثرت کرنا۔
☆ سید الاستغفار میں مشغول رہنا، اور وہ حضور ﷺ کا فرمان عالی شان ہے۔

☆ سید الاستغفار

اللھم انت ربی لا الہ الا انت خلقتنی وانا عبدک وانا علی عہدک وعدک ما استطعت اعوذبک من شر ما صنعت ابوء لک بنعمتک علی وابو بذنبی فاغفرلی فانہ لایغفر الذنوب الا انت۔ اے اللہ! تو میرا پروردگار ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو نے ہی مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں، اور تیرے حمد و پیمان پر قائم ہوں، جتنی مجھ میں طاقت ہے، لیکن تجھ سے پناہ مانگتا ہوں، اس برائی سے جو میں نے کی، میں سب تیری نعمت کے جو مجھ پر ہے تیری طرف لوٹتا ہوں اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں، پس تو مجھے بخش دے بیشک تیرے سوا کوئی گناہوں کو نہیں بخشتا۔

بیشک جس نے یہ کلمات بوقت شام کہے اور اسی رات مر گیا، تو جنت میں داخل ہوا اور جس نے صبح کے وقت کہے اور اسی دن مر گیا تو جنت میں داخل ہوا۔

☆ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق ہے کہ جب ان سے کہا گیا کہ "تیرا گھر جل گیا ہے" تو انہوں نے کہا "نہیں جلا" ان کلمات کی وجہ سے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ان کلمات کو سنا۔ من قال اول نہارہ لم نصبہ مصیبہ حتی یمسی ومن قالہا آخر النہار لم تصبہ مصیبہ حتی یصبح جو

آدمی ان کلمات کو ابتدائے دن میں کہہ لے تو شام تک اسے کوئی مصیبت نہیں آسکتی اور جو آخر دن میں کہے صبح تک اسے کوئی مصیبت نہیں آسکتی۔

وہ کلمات یہ ہیں۔اللھم انت ربی لا الہ الا انت علمك توکلت وانت رب العرش العظیم۔ ماشاء اللہ کان ومالم یشا علم یکن لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اعلوان اللہ علی کل شئی قدیر۔ وان اللہ قد احاط بکل شئی علما اللھم انی اعوذ بك من شر نفس ومن شر کل دابہ انت اخذ بنا صیتھا ان ربی علی صراط مستقیم اے اللہ! تو میرا پروردگار ہے' تیرے سوا کوئی معبود نہیں' تجھ پر ہی میں نے بھروسہ کیا اور تو ہی عرش عظیم کا رب ہے' جو اللہ چاہے ہوتا ہے اور جو نہ چاہے نہیں ہوتا' نہیں ہے کوئی قوت و طاقت مگر اسی اللہ کی جو بڑا بلند اور عظمت والا ہے' جان لو' بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز کو محیط ہے' اے اللہ' بیشک میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اپنے نفس کی برائی سے اور ہر جانور کی برائی سے' تو ہی اس کو مکمل گرفت کرنے والا ہے' بیشک میرا رب صراط مستقیم پر ہے۔

☆ روزانہ تلاوت قرآن پاک کی پابندی کرنا اور اس کا ثواب رسول اللہ ﷺ اور اپنے والدین اور تمام مسلمانوں کو ہدیہ کرنا۔

☆ اپنے دشمن سے بچنا' کیونکہ لوگوں میں فساد زیادہ ہو چکا ہے پس تیرا دشمن تیرا خود غرض دوست ہے۔

☆ اپنے راز و نیاز اور پونجی کو مخفی رکھنا۔

☆ پڑوسی سے اچھا سلوک کرنا اور اس کی تکلیف پر صبر کرنا۔

☆ مذہب اہل السنۃ والجماعت کے ساتھ وابستہ رہنا اور جاہلوں اور گمراہوں سے دور رہنا۔

☆ اپنے تمام امور خلوص نیت سے سرانجام دینا اور ہمیشہ حلال کھانے کا التزام کرنا۔

☆ پانچ احادیث پر اعتماد رکھنا جن کو میں نے پانچ لاکھ احادیث سے منتخب کیا ہے۔

☆ انما الاعمال بالنیات بیشک عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

☆ من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ بے مقصد یعنی فضول چیزوں کو چھوڑ دینا مرد کے اسلام کی زینت ہے۔

☆ لا یومن احدکم حتی یحب لاخیہ مایحب نفسہ تم میں سے کوئی بھی مومن نہیں جب تک وہ اپنے بھائی کے لیئے وہی چیز نہ پسند کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

☆ ان الحلال بین والحرام بین و بینھما امور مشتبھات لا یعلمھن کثیر من الناس فمن اتقی الشبھات استبرا الدینہ و عرضہ ومن وقع فی الشبھات فقد وقع فی الحرام کداع یرعی حول الحمی یوشک ان یقع فیہ الاوان لکل ملک حمی الاوان حمی اللہ محارمہ الاوان فی الجسد مضغہ اذا صلحت صلح الجسد کلہ وانا فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی القلب۔

بیشک حلال اور حرام واضح ہیں اور ان کے درمیان امور مشتبھاب ہیں جن کو بہت زیادہ لوگ نہیں جانتے، پس جو مشتبہات سے بچ گیا اس نے اپنے دین، اپنی عزت کو بچا لیا اور جو شبہات میں پڑ گیا پس وہ حرام میں پڑ گیا جیسے چرواہا چراگاہ کے اردگرد چراتا ہوا شک کرتا ہے کہ کہیں اس میں پڑ نہ جائے۔ خبردار! ہر مالک کی ایک چراگاہ ہے۔ خبردار! بیشک اللہ تعالیٰ کی چراگاہ محارم (حرام شدہ امور) ہیں۔ خبردار! بیشک جسم میں ایک لوتھڑا ہے۔ جب تک وہ صحیح رہے سارا جسم صحیح رہتا ہے اور جب وہ بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے۔ خبردار! اور وہ دل ہے۔

☆ المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده مسلمان وہ ہے جس کے زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں۔

☆ اپنی حالت صحت میں خوف اور رجا (بخشش کی امید) کے درمیان ہونا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن رکھتے ہوئے' رجا کے غلبے اور سلامتی والے دل کے ساتھ مرنا' بیشک اللہ کریم بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

☆ دوسروں کو خوش رکھ کر جو خوشی حاصل ہوتی ہے اس سے بڑھ کر کوئی خوشی نہیں۔

☆ جو علم کو دنیا کمانے کے لیئے حاصل کرتا ہے علم اس کے قلب میں جگہ نہیں پاتا۔

☆ کوئی مصیبت میں گرفتار ہو جائے تو اس کی مدد کرو کوئی حاجتمند کسی کام سے آ جائے تو اپنی استطاعت کے مطابق اس کا کام کر دو' مدد مانگنے والے کی امداد کرو۔

☆ کوئی تمہاری بدگوئی کرے تو اسے اچھے الفاظ سے یاد کرو۔

☆ عفو و درگزر سے کام لو اور ہمیشہ بھلائی کی تعلیم دو۔

☆ اپنا راز کسی کو نہ بتاؤ آزمائے بغیر کسی سے حاجت نہ کرو۔

☆ میں بخیل کو عادل نہیں سمجھتا اور نہ اس کی گواہی قبول کرتا ہوں کیونکہ بخل بخیل کو اپنے حق سے زیادہ لینے پر مجبور کرتا ہے۔

☆ کوئی تم سے حسن سلوک کرے یا نہ کرے تم اس سے اچھا برتاؤ کرتے رہو۔

☆ ہر کسی کی دعوت قبول نہ کرو اور نہ ہی کسی سے تحائف لو۔

☆ اپنے نفس اور اپنے احوال کا خیال کرو' بدامنی پیدا نہ کرو کوئی تمہیں ڈانٹے تو تم اپنا ہرگز نہ کرو۔

☆ پنجگانہ نماز پابندی سے ادا کرو اور لگن جاری رکھو کیونکہ بخیل کبھی سردار نہیں بنتا ہے۔

☆ جہاں تک ممکن ہو لوگوں میں محبت و اخوت کا اظہار کرو سب سے سلام کہو اگرچہ وہ

برے ہی کیوں نہ ہوں۔

☆ رزیل اور گھٹیا لوگوں سے دوستی نہ کرو جس کا ظاہر اچھا نہیں اس سے ملاپ نہ رکھو۔

☆ مصائب گناہوں کا نتیجہ ہوتے ہیں گنہگار کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ مصیبتوں کے نزول کے وقت واویلا کرے۔

☆ آخرت کے گرم گرزوں سے دنیا میں کوڑے کھانا بہتر ہے' جو مشقت تم پر لوگ نہیں ڈالتے تم بھی نہ ڈالو جس اچھی بات پر وہ راضی ہوں تم بھی راضی رہو۔

☆ جس کو علم نے معاصی اور فواحش سے باز نہ رکھا اس سے زیادہ گنہگار کون ہے؟

خلاصہ کلام

☆ سیدنا امام اعظم قدس سرہٗ کی شاگردی بڑے بڑے اکابر اولیاء کرام نے اختیار کی مثلاً سیدنا ابراہیم بن ادھم' سیدنا شفیق بلخی' سیدنا معروف کرخی' سیدنا فضیل بن عیاض' سیدنا عبداللہ بن مبارک' سیدنا داؤد طائی' سیدنا خلف بن ایوب' سیدنا بایزید بسطامی ودیگر اولیائے کرام (رضی اللہ تعالیٰ علیہم)

لہـــذا یہ حضرات اگر سیدنا امام اعظم قدس سرہٗ العزیز کے بارے میں کوئی شبہ دیکھتے تو ہرگز ہرگز ان کی شاگردی اور اقتدا اختیار نہ کرتے۔

پس روز روشن کی طرح عیاں ہوا کہ سیدنا امام اعظم قدس سرہ' کا مذہب قرآن و سنت کے عین مطابق تھا۔

☆ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقلید سینکڑوں بلکہ ہزاروں ایسے غوثوں' قطبوں نے اختیار کی جن کی ولایت دنیا عالم میں مسلم ہے مثلاً سید السادات امام الاولیاء سید علی ہجویری داتا گنج بخش لاہوری' خواجہ خواجگاں سلطان الہند سید معین الدین چشتی اجمیری' غوث زمان خواجہ بہاؤالحق زکریا ملتانی' خواجہ فرید الحق

والدین گنج شکر پاکپتن، مخدوم الاولیاء، خواجہ محمد بہاؤالدین شاہ نقشبندی بخاری، شیخ الجن والانس، سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی سرہندی شیخ الاسلام والمسلمین حضرت خواجہ محمد قمرالاسلام سیالوی و دیگر اولیاء کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

لہذا سیدنا امام اعظم قدس سرہٗ امام الاولیاء بھی ہیں اور امام الابدال والاوتاد نیز امام الاقطاب وامام الاغواث بھی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الحمد للہ رب العالمین، اللہ تعالیٰ کا لاکھوں بار شکر ہے کہ ہم بھی اس امام الائمہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ قدس سرہٗ کی تقلید کرنے والوں میں سے ہیں۔ اللھم ثبتنا علی ذالک وامتنا علیہ وما ذالک علی اللہ بعزیز اے میرے عزیز ذرا غور کر، کیا تیرے لئے ان اکابر اولیاء کرام جنہوں نے سیدنا امام اعظم قدس سرہٗ کی شاگردی اور تقلید اختیار کی اسوہ حسنہ (پیشوائی) کافی نہیں حالانکہ یہ حضرات اولیاء اقطاب اغواث رضی اللہ عنہم جامع شریعت وطریقت وحقیقت ومعرفت ہوئے ہیں لہذا اگر یہ حضرات سیدنا امام اعظم قدس سرہٗ میں ذرہ برابر بھی نقص یا فتور دیکھتے تو ہرگز ہرگز امام اعظم کی اتباع اور تقلید نہ کرتے نیز یہ حضرات منعم علیہم ہیں لہذا جو شخص اکابر کا امر تقلید میں ان کا مخالف ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دھتکارا ہوا اور صراط مستقیم سے دور ہے بلکہ ایسا شخص انعام خداوندی سے محروم ہے۔

حسبنا اللہ ونعم الوکیل، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العظیم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ ورسولہ رحمتہ للعالمین وعلی الہ واصحابہ وسلم۔

سیدنا محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ

نحمده ونصلى ونسلم على رسوله الكريم

اما بعد

فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم

قل ان كنتم تحبون الله فاتبعونى يحببكم الله ويغفرلكم ذنوبكم

والله غفور رحيم

صدق الله العظيم وصدق رسوله النبى الكريم

عقیدت و محبت سے درود پاک

الصلوٰة والسلام عليک یاسیدی یارسول الله

وعلى الک واصحابک یاسیدی یاحبیب الله

صدقہ ہے صدیق اکبر کے مبارک نام کا
پیکر صدق و صفا ہیں حضرت شیخ الحدیث
رنگ لائی حضرت فاروق اعظم کی نگاہ
قاطع اہل ہوا ہیں حضرت شیخ الحدیث
حضرت عثمان ذی النور کا فیض ہے
زینت جودوسخا ہیں حضرت شیخ الحدیث
حیدر کرار کی شان کرامت دیکھئے
ناشر علم و حیا ہیں شیخ الحدیث
ابوحنیفہ کی ہے مظہر ذات ان کی بالیقین

اہل حق کے پیشوا ہیں حضرت شیخ الحدیث
ہیں علوم و معرفت کے اس لیئے دریا رواں
غوث اعظم کے گدا ہیں حضرت شیخ الحدیث

☆☆☆

جس کی ہر ہر ادا سنت مصطفیٰ ﷺ
ایسے پیر طریقت پہ لاکھوں سلام
سیدی مرشدی قبلہ شیخ الحدیث
نائب اعلیٰ حضرت پہ لاکھوں سلام

محترم سامعین کرام! گذشتہ دنوں میں ملک بھر میں عرس حضور محدث اعظم رحمتہ اللہ علیہ منایا گیا ہے اور اہلسنت کی سب سے عظیم درسگاہ جامعہ رضویہ مظہر اسلام سنی رضوی جامع مسجد جھنگ بازار میں انتیس تیس (۲۹۔۳۰) رجب المرجب کو یہی عرس مبارک انعقاد پذیر ہوا۔ اس لئے آج خطبہ میں حضور محدث اعظم پاکستان رحمتہ اللہ علیہ کا مبارک تذکرہ کیا جائے گا۔ کون محدث اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ۔ جن کے بارے میں میرے پیرومرشد شیخ الاسلام والمسلمین حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے تحریک پاکستان میں بہت قربانیاں دیں۔ اللہ کریم کے فضل و کرم سے محبوب دو جہاں ﷺ کے نعلین پاک کے تصدق سے اولیاء کاملین کی کاوشوں سے پاکستان بنا۔ تو میرے ہادی و مرشد نے فرمایا۔ پاکستان بنا تو کسی کو زمین ملی، کسی کو مکان ملا، کسی کو دوکان ملی، کسی کو کوٹھی ملی لیکن پاکستان بنا تو میرے حصہ میں محدث اعظم سردار احمد آئے (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ)۔

☆ میں نے پیر بھائیوں سے یہ بھی سنا ہے کہ قبلہ عالم فرمایا کرتے تھے۔ مجھے لائل پور (فیصل آباد) سے سردار احمد کی وجہ سے عشق رسول ﷺ کی خوشبو آتی ہے۔

☆ اور کبھی یوں ہوتا کہ موقع ملتا فیصل آباد آنے کا تو چھپ کر محبوب ﷺ کی باتیں محبوب کے فرمان ذیشان محدث اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان سے سنتے۔ عاشق صادق تھے۔ محبت رسول ﷺ سے سرشار تھے۔ اذا احبا شیئا اکثر ذکرہ محبّ محبوب کا ذکر کرنا اور سننا پسند کرتا ہے۔

☆ وہ محدث اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جن کو ملنے کے لیئے علی پور شریف سے پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لائے۔ پیرانہ سالی کی وجہ سے آپ چل نہیں سکتے تھے اسٹیشن سے چارپائی پر لائے گئے۔ جامعہ رضویہ مظہر اسلام میں قدم رنجہ فرما کر ارشاد فرمایا۔ میں علی پور سے صرف اور صرف مولانا سردار احمد صاحب کو ملنے آیا ہوں اور یہ بھی سنا ہے کہ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب فرمایا کرتے تھے کہ مولانا سردار احمد لائل پوری وقت کے قطب ہیں۔ چورہ شریف کے پیر حضرت محمد شفیع صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے محدث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کو چورہ شریف کے عرس مبارک پر مدعو کیا۔ وہاں پیر محمد شفیع صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے محدث اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ بہت مودبانہ سلوک کیا۔ جب محدث اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ وضو کا ارادہ فرماتے تو حضرت پیر محمد شفیع صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ لوٹا پانی کا لیکر سینکڑوں مریدوں کی موجودگی میں خود وضو کراتے۔

یہ سب محبت محبوب ﷺ کا ثمر اور اتباع محبوب ﷺ کا اجر نہیں تو اور کیا ہے؟ یہ اکابر اولیاء ہیں ان کے علاوہ ذکر محبوب ﷺ سے اللہ کریم خود محبت فرماتے ہیں اور جبرائیل امین علیہ السلام کو حکم دیا جاتا ہے کہ اے جبرائیل میرے محبوب کے ذکر کرنے والے کے ساتھ میں محبت کرتا ہوں تم بھی محبت کرو، زمین و آسمان کی جملہ مخلوقات کو بتادو کہ فلاں ابن فلاں کے ساتھ اللہ قادر و کریم محبت کرتے ہیں اور تمہیں محبت کرنے کا حکم دیتے ہیں۔

محترم سامعین کرام! جناب کے سامنے جو قرآن مجید کی آیت مبارکہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ اللہ کریم نے اپنے پاک کلام میں ارشاد فرمایا۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم۔ اے میرے محبوب (ﷺ) فرما دیجئے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ کریم تم سے محبت فرمائے گا اور تمہارے گناہ بھی بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے۔ (سورۃ آل عمران)

دوستو! اس آیت کریمہ میں واضح طور پر بیان فرمایا گیا کہ اتباع محبوب کے بغیر محبت خدا کا دعویٰ محض دعویٰ بے دلیل ہے۔ اگر تم اپنے سینے میں عشق الٰہی رکھتے ہو تو تم ضرور اتباع حبیب خدا کرو گے۔ اگر تم موحد ہو تو لازمی عاشق رسول ﷺ ہو گے کیونکہ توحید عینِ ایمان ہے اور ایمان عشقِ رسول ﷺ کے بغیر نامکمل ہے۔ راحت دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے والدین اپنی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ مجھے محبوب نہ رکھو (بخاری شریف)۔

محمد کی محبت دین حق کی شرطِ اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے
نماز اچھی روزہ اچھا حج اچھا زکوۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلمان ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ بطحیٰ کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

معلوم ہوا اتباع محبوب ﷺ اور عشق رسول ﷺ ایمان کی بنیاد ہے۔ عشق رسول ﷺ کی بدولت ہی اتباع محبوب نصیب ہوتی ہے۔

☆ جن کی ہر ہر ادا سنت مصطفیٰ ﷺ

محترم سامعین کرام! حضور محدث اعظم علیہ الرحمتہ کی زیست مستعار اپنی دو حقیقتوں سے عبارت ہے یعنی آپ کی زندگی کا سرمایہ عشقِ رسول ﷺ اور اتباع محبوب ﷺ تھا۔ اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، سونا جاگنا، آنا جانا، نشست و برخاست، چلنا پھرنا بلکہ زندگی کا ہر لمحہ سنت نبوی کے مطابق تھا اور یہ سب کچھ بتکلف یا تصنع اور بناوٹ کے ساتھ نہ تھا بلکہ آپ کی فطرت میں ودیعت کیا جا چکا تھا۔ اسی لئے تو آج پورے عالم اسلام میں یہ آواز فضا میں گونجتی ہے کہ

جن کی ہر ہر ادا سنتِ مصطفیٰ ﷺ
ایسے پیر طریقت پہ لاکھوں سلام

☆ محدث بے مثال

سیدی مرشدی قبلہ شیخ الحدیث
نائب اعلیٰ حضرت پہ لاکھوں سلام

سامعین کرام! توجہ فرمائیں۔ حدیث مبارکہ پڑھانے والے ہزاروں محدثین اس وقت بھی موجود تھے اور آج بھی موجود ہیں مگر حضور محدث اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے پہلے یا بعد کوئی محدث ایسا نہ گزرا جس پر حدیث پڑھاتے ہوئے وہی کیفیت طاری ہو جس کا ذکر حدیث میں موجود ہو۔ مگر یہ بے مثال اور منفرد محدث حضور محدث اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ہی کی شخصیت تھی کہ اگر حدیث میں یہ ذکر آیا کہ فتبسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راحت جاں ﷺ مسکرائے۔ تو آپ کے چہرہ انور پر تبسم کی کیفیت از خود نمودار ہو جاتی اور ہونٹوں پر مسکراہٹ کے جلوے نظر آتے اور آپ پوری کلاس کو حکم فرماتے۔ تم بھی تبسم کرو، اگر تبسم نہیں کر سکتے تو تبسم کرنے والوں جیسی صورت بنا لو، اس سے بڑھ کر زندگی میں تبسم کا اور کون سا موقعہ آئے گا (محدث اعظم پاکستان

جلد اول صفحہ ۳۱۰)۔''ہنسو تم بھی ہنسو تا کہ محبوب ﷺ کی سنت پر عمل ہو جائے''۔

جن کی ہر ہر ادا سنتِ مصطفیٰ ﷺ
ایسے پیر طریقت پہ لاکھوں سلام
سیدی مرشدی قبلہ شیخ الحدیث
نائب اعلیٰ حضرت پہ لاکھوں سلام

اور اگر کہیں حدیث پاک میں یہ الفاظ آ جاتے کہ فبکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محسن کائنات نے گریہ فرمایا۔ تو میرے آقائے نعمت علیہ الرحمت کی چشمان معنبرہ میں آنسو تیرنے لگتے اور فرماتے۔ تم بھی روؤ۔ اگر رونا نہیں آتا تو رونے جیسی صورت بنالو تا کہ محبوب ﷺ کی سنت پر عمل ہو جائے۔

جن کی ہر ہر ادا سنت مصطفیٰ ﷺ
ایسے پیر طریقت پہ لاکھوں سلام

☆ درد محسوس کرنا

حضرت علامہ سید حسین الدین شاہ صاحب (راولپنڈی) دامت برکاتہم العالیہ نے بیان فرمایا کہ دوران تدریس ایک موقع پر راحت جاں ﷺ کے ایام المرض کی احادیث پڑھی جارہی تھی۔ تقریر کے دوران میں نے وہ حدیث مبارکہ پڑھی جس میں یہ الفاظ موجود ہیں کہ عاصبا راسہ بخرقۃ یعنی حضور علیہ السلام کے سر انور میں درد تھا اور آپ نے کپڑے سے سر انور کو باندھا ہوا تھا۔ آپ اس وقت منبر پر تشریف فرما تھے جب ان الفاظ کو بیان فرمایا تو آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا۔ سرِ انور درد کی شدت کی بنا پر آپ کا کپڑے سے باندھنا جب یار غار حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا ہو گا تو ان کا کیا حال ہوا ہو گا۔ جب سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا ہو گا تو ان پر کیا گزری ہو گی۔ سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ منظر دیکھا

ہوگا تو انہوں نے کیا محسوس کیا ہوگا؟ اسی طرح آپ شدتِ درد میں صحابہ کرام پر وارد ہونے والے احوال بیان فرمارہے تھے محسوس ہوتا تھا کہ راحت دو جہاں ﷺ کی سرِ انور کے درد کی تکلیف آپ بھی محسوس فرمارہے تھے۔ دوران بیان آپ پر ایسی رقت طاری ہوئی کہ روتے روتے ہچکی بندگئی۔ اسی عالم میں آپ نے کتاب بند فرمادی سبق ختم ہوگیا اور آپ حلقہ درس سے اٹھ کر اندر تشریف لے گئے اس کے بعد آپ پر نہ معلوم یہ کیفیت کتنی دیر طاری رہی؟ (محدث اعظم پاکستان جلد اول صفحہ ۳۲۱۔۳۱۱)۔

جن کی ہر ہر ادا سنتِ مصطفیٰ ﷺ
ایسے پیر طریقت پہ لاکھوں سلام

سیدی مرشدی قبلہ شیخ الحدیث
نائب اعلیٰ حضرت پہ لاکھوں سلام

☆ حال مصطفیٰ ﷺ پر عمل

استاذ المحدثین و استاذی المکرّم علامہ غلام رسول رضوی شارح بخاری دامت برکاتہم بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ نزولِ قرآن کی کیفیت کا بیان ہو رہا تھا نزولِ قرآن کے وقت حامل وحی حضرت جبرائیل علیہ السلام کی تلاوت کے ساتھ ہی حضور اکرم ﷺ کا قرآن مجید پڑھنے والی قرآنی حقیقت لا تحرك به لسانك لتعجل به کا بیان ہو رہا تھا۔ اتباع نبوی میں درسِ حدیث کے وقت آپ کے لبِ مبارک بھی ہل رہے تھے گویا وہ حالِ مصطفیٰ ﷺ پر عمل ہو رہا تھا۔ آپ کے ہونٹوں کی حرکت شریکِ درس طلباء نے دیکھی اور خوب محسوس کی۔ (محدث اعظم پاکستان جلد اول صفحہ ۳۱۳۔ ۳۱۴)۔

جن کی ہر ہر ادا سنت مصطفیٰ ﷺ

ایسے پیر طریقت پہ لاکھوں سلام

☆ طلباء سے عمل کروانا

استاذ محترم نے ہی بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ جان کائنات ﷺ کی بعثت کے سالوں کا ذکر ہو رہا تھا کہ ابتداءً آپ کی تبلیغ خفیہ طور پر ہوتی۔ حکم خداوندی آیا کہ اپنے خاندان والوں کو جمع کر کے تبلیغ کرو۔ آپ نے پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر قریش اپنے قبیلہ کے افراد کو جمع کیا اور بلند آواز سے پکارا وانذر عشیرتک الاقربین کی تفسیر کرتے ہوئے روح کائنات ﷺ کی اتباع میں شریک درس طباء سے فرمایا۔ ''حدیث کا جملہ یا صباحاہ آپ کے بلانے کی کیفیت کو بیان کرتا ہے۔'' ۔یعنی حضور ﷺ نے قریش کو بلند آواز سے بلایا جیسے پنجابی محاورہ میں کوک مارنا کہتے ہیں۔ بھلا کوک کیسے مارتے ہیں آپ نے بھی آواز بلند فرمائی اور طلباء سے بھی ایسا کروایا۔ (محدث اعظم پاکستان جلد اول صفحہ ۳۱۳)۔

جن کی ہر ہر ادا سنتِ مصطفیٰ ﷺ
ایسے پیر طریقت پہ لاکھوں سلام
سیدی مرشدی قبلہ شیخ الحدیث
نائب اعلیٰ حضرت پہ لاکھوں سلام

☆ سنت پر عمل کامل

حضرت علامہ مولانا الحاج ابوداؤد محمد صادق صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے اپنی ایک تقریر میں بیان فرمایا کہ حضور محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مرتبہ بھولے سے پہلے بایاں پاؤں مسجد میں داخل فرمایا۔ فوراً خیال آیا کہ یہ خلافِ سنت ہے تو پاؤں مبارک باہر نکالا اور جلدی سے دایاں پاؤں داخل فرما کر فرمایا۔ ''الحمد للہ رب العالمین ۔دایں پاؤں پہلے داخل کرنا اور مسجد سے بایاں پاؤں پہلے باہر

نکالنا سنت ہے۔ہم نے خدا کے فضل سے سنت پر عمل کیا ہے''۔

جن کی ہر ہر ادا سنتِ مصطفیٰ ﷺ
ایسے پیر طریقت پہ لاکھوں سلام

محترم سامعین کرام! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر مجھ سے محبت کرتے ہوتو میرے محبوب کی اتباع کرواور یہی نتیجہ' عشق رسول ﷺ ہے۔حضرت محدث اعظم پاکستان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے محبوب دوجہاں ﷺ کی کامل اتباع کر کے اپنے اندر موجزن عشقِ رسول ﷺ کا اظہار فرمایا۔عشق ومحبت کی ایک علامت جسے بیان کیا گیا ہے۔''من احب شیئاً فاکثر من ذکرہ''جس کے ساتھ کسی کو محبت ہووہ اس کا ذکر کثرت کے ساتھ کرتا ہے۔حضور محدث اعظم پاکستان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ میں بدرجہ اتم موجود تھی۔ آپ ہر بات سے ذکر محبوب اخذ فرماتے حتیٰ کہ دورہ حدیث شریف کے علاوہ دیگر فنون کی کتب پڑھاتے ہوئے بات بات سے عشقِ رسول ﷺ ٹپکتا اور ذکر محبوب ﷺ کا پہلو نکلتا سینکڑوں طلباء کرام نے ملاحظہ فرمایا۔گویا کہ مطمع نظر صرف اورصرف ذکر محبوب ﷺ تھا۔جیسا کہ کسی عاشق نے فرمایا۔

منشا یہی ہے بس میرے اس قیل و قال کی
ہوتی رہے ثنا تیرے حسن و جمال کی

☆ سبق کے دوران ذکر محبوب ﷺ

مجاہد ملت علامہ مولانا الحاج ابوداؤد محمد صادق صاحب ہی نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ حضور محدث اعظم پاکستان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تقسیم میراث کی مشہور کتاب سراجی کا درس ارشاد فرمارہے تھے کہ میراث کے ایک مسئلہ پر تقریر کے دوران جان کائنات ﷺ کا نام نامی اسم گرامی آیا۔اس پر آپ رحمت دوعالم ﷺ کے فضائل بیان فرمانے لگے اور جو مسئلہ میراث شروع تھا اس سے توجہ ہٹ گئی۔تھوڑی دیر کے بعد جب احساس

ہوا تو فرمایا۔ ''مسئلہ تو میراث کا بیان ہو رہا تھا لیکن توجہ محبوب دو عالم ﷺ کی شانِ اقدس کی طرف ہوگئی الحمدللہ'' یہ کہنا تھا کہ آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ رقت طاری ہوگئی اور حسبِ معمول طلباء کرام سے فرمایا پڑھو۔

جن کی ہر ہر ادا سنتِ مصطفیٰ ﷺ
ایسے پیر طریقت پہ لاکھوں سلام
سیدی مرشدی قبلہ شیخ الحدیث
نائب اعلیٰ حضرت پہ لاکھوں سلام

آپ کی چشمانِ اقدس سے آنسو جاری تھے اور دارالحدیث عارف جامی علیہ الرحمتہ کے نعتیہ کلام سے گونج رہا تھا۔ (محدث اعظم پاکستان جلد اول صفحہ ۳۱۴)۔

حضور محدث اعظم پاکستان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سنت محبوب کریم ﷺ کے دل و جان سے دلدادہ تھے۔ ہر قول ہر فعل ہر حرکت حتیٰ کہ اٹھنا بیٹھنا' چلنا پھرنا' وضع قطع' حجامت' لباس' رفتار گفتار سب کچھ سنتِ رسول ﷺ کے مطابق تھا۔

☆ لباس مبارک

آپ کا لباس مبارک سنت کے مطابق ہوتا آپ شرعی پاجامہ پہنتے جو کہ نصف پنڈلی تک ہوتا اور آپ موزے (جرابیں) بھی عموماً پہنتے اور اکثر اوقات جرابوں اور پاجامہ کے پائنچہ کے درمیان خلاء رہ جاتا۔ آپ عموماً سرخ رنگ (لال کھل) کا جوتا استعمال فرماتے۔ سفر میں چھڑی ہاتھ میں ہوتی صدری اور اچکن بھی پہنتے۔ گھڑی پاس نہ رکھتے نہ کلائی والی نہ جیبی۔ ضرورت ہوتی تو ساتھی سے وقت دریافت کر لیتے۔

ٹوپی پر عمامہ باندھتے' کبھی بھی آپ کو بغیر ٹوپی کے عمامہ باندھے نماز پڑھتے نہیں دیکھا' ہاں نماز کے علاوہ دیگر اوقات میں صرف ٹوپی سر مبارک پر پہن لیتے' گاہ گاہ دستانے بھی استعمال فرماتے' کرتہ مبارک کھلا تریزوں والا زیب تن کرتے' عمامہ

مبارکہ کے اوپر باریک کپڑے کی چادر بھی اوڑھتے۔

☆ کھانا

آپ سنت کے مطابق بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے کرسی پر بیٹھ کر کھانا نہ کھاتے بلکہ اس کو انگریزوں کا طریقہ فرماتے۔ آپ ہر ماہ امام الاولیاء سرکار داتا گنج بخش لاہور قدس سرہ کے مزار شریف پر حاضری دیتے اور اگر لاہور کسی جلسہ وغیرہ پر جانا ہوتا تو حاضری دیئے بغیر نہ آتے لیکن یہ حاضری اس ماہوار حاضری میں شمار نہ فرماتے بلکہ ہر ماہ کی حاضری کے لئے لائلپور سے قصداً جاتے۔

ایک مرتبہ آپ فجر کی اذان سے پہلے دولت خانہ سے نکلے تاکہ ریل پر سوار ہو کر سرکار داتا گنج بخش قدس سرہ کے دربار مبارک پر حاضری دیں، ابھی آپ دروازہ سے نکل کر مسجد کے صحن کے محاذ پر پہنچے تو منشی فضل دین مرحوم نے فجر کی اذان شروع کر دی، آپ وہیں سے واپس ہو گئے کیونکہ اذان کے بعد مسجد سے نکلنے میں کراہت ہے اور پھر نماز کے بعد بذریعہ بس عازم لاہور ہوئے۔

☆ کھانے میں سنت کا لحاظ

محترم صوفی اللہ رکھا صاحب نے بیان کیا کہ ایک دن آپ کے کسی عقیدتمند نے آپ کی دعوت کی (آپ چاول کھیر وغیرہ کھانے سے اجتناب فرماتے تھے) جب اس عقیدتمند کے گھر پہنچے تو اندازہ ہوا کہ اس کے گھر میں غربت نے ڈیرے ڈال رکھے ہیں۔ اس صاحب خانہ نے ایک چارپائی پر ترپال بچھا کر اس پر بٹھا دیا اور کھیر پیش کی جو کہ پانی میں پکی ہوئی تھی۔ سیدی محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انگلی سے اس کھیر کو چکھتے جاتے اور ساتھ ہی فرماتے، ماشاء اللہ کیسا بہترین کھانا پکا ہے اور کتنی محبت سے پکایا ہے۔ صوفی صاحب موصوف بیان کرتے ہیں، جب میں نے یہ کلمات سنے تو میری ہنسی نکل گئی تو آپ نے سرزنش فرماتے ہوئے فرمایا، صوفی صاحب آپ کو

کیا معلوم کہ اس بیچارے نے یہ کس محبت سے پکایا ہے' یہ تھی تواضع اور اتباع سنت کہ کھانے میں عیب مت لگاؤ۔

☆ آل محبوب ﷺ کا ادب

ایک مرتبہ سیدی محدث اعظم پاکستان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نماز پڑھ کر مسجد سے نکلنے لگے تو مولانا سید عنایت اللہ شاہ صاحب جو کہ اس وقت طالب علم تھے' انہوں نے اپنے ہاتھ سے آپ کا جوتا سیدھا کر دیا یہ دیکھ کر آپ بے قرار ہو گئے اور بار بار فرماتے رہے' شاہ صاحب آپ نے یہ کیا کر دیا' خدارا مجھے معاف کر دیں' شاہ صاحب اس بات پر مصر تھے کہ حضور ہم آپ کے خادم ہیں' لہذا کیا ہوا لیکن آپ وہیں کھڑے فرما رہے تھے' شاہ صاحب خدا کے لیئے مجھے معاف کر دو اور جب تک شاہ صاحب نے یہ نہیں کہا کہ میں نے خدا کے لیئے معاف کر دیا' آپ کو چین نہیں آیا اور معافی کے بعد فرمایا اگر قیامت کے دن مجھ سے آقائے دو جہاں ﷺ نے پوچھ لیا کہ سردار احمد کیا تم میری آل سے جوتے سیدھے کرانے گئے تھے تو میرے پاس اس کا کیا جواب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ شاہ صاحب نے معاف کر دیا۔

☆ مفتی محمد امین صاحب مدظلہ فرماتے ہیں میں نے اپنی لائلپور کی پوری زندگی میں سیدی محدث اعظم پاکستان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو کبھی بھی نہیں دیکھا کہ آپ نے کسی سید طالب علم کو فرمایا ہو کہ مجھے بازار سے فلاں چیز لا دو یا مجھے فلاں چیز پکڑا دو اور جب کبھی جلسہ یا عرس مبارک آتا تو سب طلبہ کی ڈیوٹیاں لگانے کے لیئے ایک میٹنگ ہوتی جس میں خود سیدی محدث اعظم پاکستان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ شرکت فرماتے اور مختلف شعبوں میں ڈیوٹیاں لگا دی جاتیں اور اگر کسی نے کہہ دیا کہ حضور یہ شاہ صاحب ہیں' ان کے ذمہ کیا ڈیوٹی ہے تو فرماتے کہ ان کی ڈیوٹی ہے کہ یہ لنگر کھائیں اور بس ان کے ذمہ کوئی کام نہیں لگایا جا سکتا کیونکہ یہ سید ہیں

☆ مفتی محمد امین صاحب مدظلہ نے مزید فرمایا۔ایک بار یوں ہوا کہ مولانا سید زاہد علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور عزیز محترم صاحبزادہ والا شان محمد فضل رسول حیدر زید شرفہ' اکٹھے پڑھتے تھے اور دونوں کا بچپنا تھا' ایک وقت ان دونوں میں کسی بات پر رنجش ہوگئی تو مولانا سید زاہد علی شاہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بستر اٹھایا اور ناراض ہوکر کراچی پہنچ گئے' کراچی سے سیدی محدث اعظم پاکستان رحمتہ اللہ علیہ کے نام خط لکھا جس میں کافی گرم گرم باتیں تحریر تھیں' جب سیدی محدث اعظم پاکستان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے خط پڑھا تو خط لے کر دارالعلوم کے صحن میں تشریف لے آئے وہاں سب مدرسین کھڑے تھے' آپ نے خط دے کر فرمایا' اسے پڑھو سب نے باری باری پڑھا زاں بعد آپ نے فرمایا بتاؤ اب کیا کرنا چاہئے' سب نے اپنی اپنی سمجھ کے مطابق اظہار ناراضگی کرتے ہوئے جواب دیا اور جب آپ نے سب کی باتیں سن لیں تو حضرت مولانا معین الدین مدظلہ سے فرمایا' آپ شاہ صاحب کو لکھیں کہ مجھے خدا کے لیئے معاف کردیں اور بستر اٹھا کر واپس آجائیں چنانچہ خط مبارک ملتے ہی شاہ صاحب واپس آگئے' آپ نے کسی قسم کی ناراضگی کا اظہار نہ فرمایا۔ یہ تھا سادات کرام کا ادب۔

☆ حدیث پاک کا ادب

حضور محدث اعظم پاکستان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جب حدیث پاک پڑھاتے تو پھر کسی دوسری طرف متوجہ نہ ہوتے' خواہ کوئی افسر وغیرہ ہی کیوں نہ آجائے' ہاں کسی کو کچھ کہنا ہوتا یا ضروری کام ہوتا تو آپ کتاب کی تبدیلی کے وقت معمولی سی توجہ فرما لیتے' لوگ آکر دارالحدیث کے کونے میں بیٹھتے جاتے اور پھر آپ درس حدیث پاک سے فارغ ہوکر ہی خیریت پوچھتے نیز آپ کو حدیث پاک کے ساتھ ایسا عشق تھا کہ سارے کام حدیث پاک کی تدریس سے ہی انجام پاتے خود فرمایا کرتے تھے' لوگوں کو بخار ہوتا

ہے' سر درد ہوتا ہے' لوگ گولیاں کھاتے ہیں' سیرپ پیتے ہیں' مجھے کوئی عارضہ لاحق ہو جائے تو میں حدیث پاک پڑھانا شروع کر دیتا ہوں' مجھے آرام ہو جاتا ہے۔

☆ کتب احادیث مبارکہ کا ادب

ایک بار ایسا ہوا کہ جب آپ حدیث پاک کا درس دیکر فارغ ہوئے اور طلبہ نے اپنی کتابیں اٹھائیں اور جانے لگے تو آپ نے دیکھ لیا کہ ایک طالب علم بخاری شریف کو ہاتھ سے پکڑے لٹکائے جا رہا ہے' دیکھتے ہی آواز دی' مولوی صاحب بات سنو' وہ حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا آپ یہ کیا اٹھائے جا رہے ہیں' اس نے عرض کی حضور کتاب ہے' فرمایا کونسی کتاب ہے؟ عرض کی بخاری شریف ہے' فرمایا آپ تو یوں اٹھائے لے جا رہے ہیں جیسے گٹھڑی اٹھاتے ہیں فرمایا' بندہ خدا ادب کرو اور یہ حدیث پاک کی کتاب ہے اسے ادب سے اٹھا کر سینہ کے ساتھ لگا کر چلو۔ یہ تھی وہ تربیت جس سے ادب کا سلیقہ آتا ہے۔

☆ صحابہ کرام کے اسماء مبارکہ کا ادب

طلبہ کرام جب فنون سے فارغ ہو کر دورہ حدیث شریف پڑھتے ہیں تو ایک طالب علم بڑی تیزی کے ساتھ عربی عبارت پڑھتا ہے۔ باقی طلبہ سنتے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ پڑھنے والا سند حدیث پڑھتے ہوئے جب کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام مبارکہ آتا تو وہ بغیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہے آگے گزر جاتا مگر سیدی محدث اعظم پاکستان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ادب دیکھیں کہ آپ اس طالب علم کو آگے نہ جانے دیتے بلکہ فرماتے آپ نے صحابی کا نام پڑھا ہے لہذا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہو اور جب تک وہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ کہتا آگے نہ جانے دیتے۔

☆ حدیث پر عمل

حضور محدث اعظم پاکستان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ صرف حدیث پڑھانے میں ہی نہیں

بلکہ اس پر عمل فرمانے میں بھی انفرادی حیثیت کے حامل تھے' لہذا جس یقین کے ساتھ آپ حدیث پڑھاتے اسی یقین کے ساتھ اس پر عمل بھی فرماتے' چنانچہ جلالۃ العلم حضرت مولانا حافظ عبدالعزیز مبارک پوری فرماتے ہیں کہ ترمذی شریف کی حدیث ہے کہ طعام الواحد یکفی الاثنین وطعام الاثنین یکفی الثلاثۃ ایک شخص کا کھانا دو کے لئے اور دو شخصوں کا کھانا تین کے لئے کافی ہوسکتا ہے (جامع الترمذی جلد ثانی صفحہ۴)۔ اس حدیث پر علامہ موصوف نے پورا عمل کیا واقعہ یہ ہے کہ جب آپ دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف کے شیخ الحدیث تھے تو میں نے آپ کی خدمت میں ایک طالب علم حافظ محمد صدیق مراد آبادی کو تحصیل علم کے لیئے روانہ کیا حضرت موصوف نے اس طالب علم کو دارالعلوم مظہر اسلام میں داخل کرلیا مگر اس کے کھانے کا انتظام نہ ہوسکا' حضرت کا جو کھانا جو معمولاً آیا کرتا تھا اس کھانے میں اپنے ساتھ کھلانا شروع کردیا۔ دو چار' دس' بیس نہیں بلکہ جب تک حافظ محمد صدیق صاحب بریلوی شریف رہے' برابر ان کو اپنے ساتھ اسی کھانے میں شریک رکھا ان سے فرمایا کرتے تھے۔ کھاؤ بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ انشاء اللہ دونوں کو کافی ہوگا۔ حافظ محمد صدیق کا بیان ہے کہ میرا پیٹ تو بھر جاتا تھا' حضرت مولانا کے متعلق میں کچھ نہیں سکتا' حضرت موصوف کا یہ وہ عمل ہے جو فی زمانہ اپنی نظیر آپ ہے (محدث اعظم پاکستان جلد اول صفحہ۳۱۶۔۳۱۵)۔

ایسے پیر طریقت پہ لاکھوں سلام
ایسے پیر طریقت پہ لاکھوں سلام

حضرات گرامی' جس مرد قلندر کی غنا کا یہ عالم ہو' اتباع محبوب میں اس پہنچ تک پہنچ چکا ہو کہ فطرت ہی اطاعتِ رسول ﷺ میں ڈھل جائے' ہر لحظہ ذکر محبوب سے جس کی زبان معطر رہتی ہو' عشقِ رسول ﷺ جس شخصیت کا اوڑھنا' بچھونا ہو اسے محدث اعظم

پاکستان کہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب تم میرے محبوب ﷺ کی اتباع کرو گے تو یحببکم اللہ میں تمہیں اپنا محبوب بنالوں گا۔اللہ کی اپنے محبوب ﷺ سے محبت کا یہ تقاضہ ہے کہ جومحبوب کی اداؤں کواپنا لے وہ بھی محبوب ہو جائے جیسا کہ رومی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ کے محبوب

ایک مرتبہ مجنوں نے ایک ہرن کو دیکھا تو اس کی آنکھوں کو بار بار بوسہ دینے لگا' کسی نے پوچھا کہ اس کی وجہ کیا ہے تو فرمایا' غور کرو اس کی آنکھیں میری لیلیٰ جیسی ہیں' اسی طرح جو شخص محبوب کریم ﷺ کی اداؤں کو اپنائے گا اللہ تعالیٰ کو اس پر پیار آئے گا۔ حضرت محدث اعظم پاکستان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی اتباع محبوب شرف قبولیت پا چکی تھی اور وہ اللہ تعالیٰ کے محبوبین میں شامل تھے۔

☆ اہل زمین واہل آسمان کے محبوب

دوستو! حدیث پاک میں یہ ذکر موجود ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی سے محبت فرماتے ہیں تو نادی جبرائیل ان اللہ یحب فلاناً فیحبۃ (بخاری شریف جلد ثانی صفحہ ۸۹۲) حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ندا فرماتا ہے' کہ اے جبریل فلاں بندے سے میں محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو پھر جبریل علیہ السلام اس سے محبت فرماتے ہیں اور اہل آسمان کو ندا فرما کر کہتے ہیں اے آسمان والو! ان اللہ یحب فلاناً فاحبوہ فحبہ اہل السماء۔ (بخاری شریف جلد ثانی صفحہ ۸۹۲) بے شک اللہ تعالیٰ فلاں آدمی سے محبت کرتا ہے پس تم بھی اسے محبوب رکھو۔اس کے بعد زمین والوں کو بھی اس کی محبت میں مبتلا کر دیا جاتا ہے۔ثم یوضع لہ القبول فی الارض (بخاری شریف جلد ثانی صفحہ ۸۹۲) پھر زمین پر بھی اس شخص کو مقبولیت حاصل ہو جاتی ہے۔ حضرت محدث اعظم پاکستان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے چاہنے والے زمین کے ہر خطہ میں

موجود ہیں اور آپ کا شہرہ عالمِ اسلام میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا' اہل آسمان وزمین کا محبوب ہی نہیں بنایا بلکہ حضور محدث اعظم پاکستان کو کرامات وتصرف کا لامتناہی سلسلہ عطا فرمایا۔ آپ کے فیض وکرم سے بہت سے بے ایمان صاحب ایمان ہو گئے' آپ کے در فیض وجود پر

گستاخانِ رسالت آئے۔۔۔ عشاقان
رسالت بن گئے۔
جہلا آئے ۔۔۔ علماء بن گئے۔
راہزن آئے ۔۔۔ راہبر بن گئے۔
خالی آئے ۔۔۔ والی بن گئے۔
بیگانے آئے ۔۔۔ یگانے بن گئے۔
بے سروسامان آئے ۔۔۔ سردار بن گئے۔

☆ جنوں کی عقیدت

☆ مفتی محمد امین صاحب مدظلہ فرماتے ہیں' جب میں شرقپور شریف پڑھتا تھا' اس زمانہ میں وہاں قرب وجوار میں ایک سید صاحب بنام مزمل شاہ تھے' وہ عامل تھے آسیب وغیرہ کا علاج کرتے تھے۔ میرے برادر مکرم عاشق مدینہ مولانا حافظ احسان الحق صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک واقعہ بیان کیا کہ کسی عورت کو آسیب کی تکلیف ہوگئی یعنی جنوں کا سایہ اس پر ہوگیا' اس عورت کے ورثا حضرت سید مزمل شاہ صاحب کو بلا لائے' شاہ صاحب نے جنوں کو حاضر کیا اور پوچھا' تم کون ہو' وہ بولے ہم مسلمان ہیں' آپ نے پوچھا کونسے مسلمان ہو' وہ جن بولے ہم سنی مسلمان ہیں' شاہ صاحب نے پوچھا تمہارے سنی ہونے کی کیا نشانی ہے' وہ بولے کہ ہم جمعہ لائکپور جا کر حضرت مولانا سردار احمد کے پیچھے گول باغ میں

پڑھتے ہیں' یہ ہمارے سنی ہونے کی دلیل ہے' شاہ صاحب نے ان کو حکم دیا کہ چلے جاؤ اور اس عورت کو پریشان نہ کرو تو وہ چلے گئے۔ مزید فرماتے ہیں۔ لائلپور گیان ملز کے غیر آباد ہو جانے کی صورت میں کچھ مہاجر حضرات اس میں آباد ہو گئے' وہاں کے ایک باشی جو کہ سیدی حضور محدث اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مریدوں میں سے تھے' وہ حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ حضور ہمارے گھر کے صحن میں پتھر اور اینٹیں برستی ہیں' ہم بڑے خوف زدہ ہیں' ہمارا کچھ کیجئے' حضور محدث اعظم پاکستان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فقیر ابوسعید غفرلہٗ کو اور مولانا سید زاہد علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو بلایا اور فرمایا' تم دونوں ان کے گھر جاؤ اور میری یہ چھڑی لے جاؤ جا کر ان کے صحن میں یہ چھڑی زمین پر مار کر کہو کہ ہمیں (سردار احمد) نے بھیجا ہے اور یہ ان کی چھڑی ہے۔ خبردار آئندہ ایسی حرکت ہرگز نہ کی جائے۔ ہم دونوں ان کے گھر گئے اور چھڑی کو زمین پر مار کر جنوں کو مندرجہ بالا پیغام دے کر آ گئے' وہ صاحبِ خانہ بعد میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے فضل کر دیا ہے' اب کوئی خوف و ہراس نہیں رہا اور نہ ہی اب پتھر برستے ہیں۔

ایک دن نماز عصر کے بعد جب فقیر اپنے محلّہ محمد پورہ میں آنے کے لیئے جامعہ رضویہ سے نکلا تو مولانا سردار احمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بھی جامعہ سے باہر تشریف لائے' آگے تانگہ کھڑا تھا' مجھ سے فرمایا' ہم نے گوبند پورہ جانا ہے تم بھی تانگے پر بیٹھ جاؤ چنانچہ فقیر بھی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا' راستہ میں فقیر کو فرمایا صوفی فیض احمد جو کہ گوبند پورہ میں سکونت رکھتے ہیں' ان کی بچی کو آسیب کی شکایت ہو گئی تھی اور وہ لوگ کسی عامل کو بلا کر لائے اس عامل نے جنوں کو حاضر کیا اور حکم دیا ہے کہ نکل جاؤ' جنوں نے یہ شرط رکھی ہے کہ حضرت مولانا سردار احمد صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو بلا لاؤ ہم ان کی زیارت کر

کے چلے جائیں گے' اس لئے ہم صوفی صاحب کے گھر جا رہے ہیں اور جب ہم صوفی صاحب مذکورہ کے گھر پہنچے اور سردار احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دعا فرمائی اور واپس تشریف لے آئے ان صوفی صاحب کی بچی بالکل ٹھیک ہوگئی۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شیخ الجن بھی تھے۔

☆ مقام عشق

مفتی محمد امین صاحب مدظلہ فرماتے ہیں' مولانا محمد نواز از میانوالی فاضل جامعہ رضویہ لائلپور کے علاقہ میں ایک جلسہ منعقد ہوا اور اس جلسہ میں فقیر کے لخت جگر مناظر اسلام محمد سعید اسعد سلمہ کا خطاب تھا' مولانا موصوف نے تقریر سنی تو بعد میں وہ فقیر کو مبارکباد دینے کے لیئے فیصل آباد آئے۔ ملاقات کے دوران مولانا موصوف نے ایک واقعہ سنایا۔ فرمایا' میں اور قاضی نور احمد اکٹھے ہی دینی درسگاہ میں پڑھتے رہے ہیں پھر ایک وقت ایسا آیا کہ قاضی نور احمد نے دیوبندیوں کے مدرسہ میں داخلہ لے لیا اور ان پر دیوبندیت کا رنگ چڑھ گیا اور جب ہم فنون سے فارغ ہوئے تو آپس میں مشورہ کیا کہ دورہ حدیث پاک کہاں پڑھیں۔ میں نے کہا کہ لاہور حزب الاحناف چلیں اور قبلہ سید صاحب رحمۃ اللہ تعالیہ سے حدیث پاک پڑھیں یا پھر سننے میں آیا ہے کہ لائلپور میں ایک مولانا تشریف لائے ہیں اور وہ بہت اچھا پڑھاتے ہیں' وہاں چلیں مگر قاضی نور احمد دیوبندیت کے رنگ میں رنگے جانے کی وجہ سے مصر تھے کہ دورہ حدیث خیر المدارس ملتان شریف چل کر پڑھیں' آخر کار یہ طے پایا کہ بیک وقت تینوں جگہ' حزب الاحناف لاہور' جامعہ رضویہ لائلپور' خیر المدارس ملتان شریف خط لکھ دیں اور جہاں سے پہلے خط آ جائے وہاں چلیں گے اور یہی قرعہ اندازی ہے' اس پر قاضی نور احمد راضی ہو گئے' ہم نے تینوں جگہ خط لکھ دیئے اور بیک وقت لیٹر بکس میں ڈال دیئے' پھر ہوا یوں کہ سب سے پہلے لائلپور جامعہ رضویہ سے خط موصول ہوا' اس میں لکھا تھا اگر آپ لوگوں نے

دورہ حدیث شریف پڑھنا ہے تو آ جاؤ داخلہ مل جائے گا۔ میں نے قاضی نور احمد سے کہا کہ دیکھ لو فیصلہ ہو گیا ہے' قاضی صاحب نے کہا اس فیصلہ کے سامنے سر تسلیم خم ہے' ہم نے بستر اٹھائے اور لائکپور آ گئے اور جب تیسرا دن ہوا تو قاضی نور احمد نے مجھ سے کہا' تو حضرت صاحب سے درخواست کر کہ مجھے بیعت کر لیں' میں نے ازراہ بے تکلفی کہا' ارے قاضی تو تو دیوبندی ہے' تو اتنی جلدی بیعت ہونے کا' کیا سبب ہے؟ قاضی نور احمد صاحب نے بتایا' بیشک میں دیوبندی مسلک اپنا چکا تھا مگر میں خاندانی تعلق کی بنا پر درود پاک بہت پڑھا کرتا ہوں۔ کچھ عرصہ ہوا میں نے درود پاک پڑھ کر دعاء کی تھی یا اللہ درود پاک کی برکت سے مجھے کسی ایسے ولی کی زیارت سے مشرف فرما جو تیرا پیارا ہو لہذا ایک دن میں نے خواب دیکھا تھا کہ لوگ کہہ رہے ہیں چلو جس نے کسی اللہ تعالیٰ کے پیارے ولی کی زیارت کرنا ہو' ہمارے ساتھ چلو' یہ سن کر میں بھی خواب میں ان لوگوں کے ساتھ چل دیا' ایک جگہ پہنچے تو دیکھا ایک عالیشان مکان ہے اور لوگ کہہ رہے ہیں اس کے اندر ایک بہت بڑے ولی اللہ تشریف فرما ہیں' ہم اندر گئے اور زیارت کر کے آ گئے اور آنکھ کھل گئی اور جب ہم لائکپور میں حاضر ہوئے ہیں اور حضرت مولانا سردار احمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کی ہے' تو دیکھتے ہی جان لیا یہ تو وہی بزرگ ہیں' جن کی خواب میں زیارت ہوئی تھی' پھر میرے عرض کرنے پر حضرت صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے قاضی نور احمد کو بیعت کر لیا اور وہ اس دن سے پکے سنی بریلوی ہیں۔

آج سے کچھ سال پہلے لاہور گڑھی شاہو چوہدری بشیر احمد ایڈووکیٹ کے ہاں جانا ہوا' وہاں کے زمینداروں میں ایک صاحب بنام چوہدری غلام رسول صاحب آئے' وکیل صاحب نے فقیر کا تعارف کرایا کہ یہ مولانا سردار احمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے جامعہ رضویہ میں فتویٰ نویسی کا کام کرتا ہے' وہ چوہدری غلام رسول صاحب فقیر کے پاس

بیٹھ گئے اور سیدی محدث اعظم پاکستان رحمتہ اللہ تعالیٰ کا تذکرہ چھڑ گیا' چوہدری صاحب موصوف نے بتایا کہ میں نے جب حج کے لیئے جانے کا پروگرام بنایا تو لائلپور حاضر ہوا' حضرت صاحب کی زیارت کی اور عرض کیا کہ میں حج کے لیئے جا رہا ہوں' یہ سن کر حضرت صاحب خوش ہوئے اور وداع کرتے وقت فرمایا۔ چوہدری صاحب جب آپ مدینہ منورہ حاضر ہوں گے اور وہاں رات کو نماز عشاء کے بعد آپ باب جبریل کی طرف سے اندر جائیں گے تو روضہ انور کے قریب آپ کو ایک بزرگ ملیں گے' ان سے معانقہ کر لینا اور جب میں رخصت ہو کر اور حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ حاضر ہوا تو روزانہ عشاء کے بعد باب جبریل کی طرف سے اندر جاتا مگر وہ بزرگ نہ مل سکے کچھ مایوسی ہوئی لیکن جب واپسی کے دن قریب آئے اور میں نماز عشاء کے بعد باب جبریل کی طرف سے روضہ مقدسہ پر حاضر ہوا تو دیکھا کہ روضہ انور کے قریب ایک بزرگ جنہوں نے کشیدہ کاری والا عمامہ شریف باندھا ہوا تھا' بیٹھے ہیں' میں جلدی سے گیا اور معانقہ کیا اور معانقہ کرتے وقت دیکھا تو خود حضرت محدث پاکستان مولانا سردار احمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں' جب میں نے معانقہ چھوڑا تو میں بے خود ہو کر روضہ انور کے ساتھ لگ گیا ادھر سے ایک شرطی دوڑا اور حاجی حرام' حاجی حرام کہتا ہوا میرے پاس آیا' میں نے اشارہ سے سمجھایا تو وہ سمجھ گیا اور آگے چلا گیا اور جب میری بے خودی ختم ہوئی تو میں اٹھا تا کہ حضرت صاحب سے پوچھوں کہ آپ کب آئے ہیں مگر جب اٹھا تو وہ جگہ خالی تھی۔ دوستو! یہ ہے مقام عشق۔

اللہ کریم اپنے محبوب و مقرب بندوں کے توسل سے ہمیں بھی عشق و محبت کی لازوال دولت سے مالا مال فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین طٰہٰ یٰسین ﷺ

کرامات محدث اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

نحمده ونصلی ونسلم علی رسوله الکریم

اما بعد

فاعوذ بالله امن الشیطن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله ویغفرلکم ذنوبکم

والله غفور رحیم

صدق الله العظیم وصدق رسوله النبی الکریم

عقیدت و محبت سے درود پاک

الصلوٰة والسلام علیک یاسیدی یارسول الله

وعلی الک واصحابک یاسیدی یاحبیب الله

صدقہ ہے صدیق اکبر کے مبارک نام کا
پیکر صدق و صفا ہیں حضرت شیخ الحدیث
رنگ لائی حضرت فاروق اعظم کی نگاہ
قاطع اہل ہوا ہیں حضرت شیخ الحدیث
حضرت عثمان ذی النور کا فیض ہے
زینت جودوسخا ہیں حضرت شیخ الحدیث
حیدر کرار کی شان کرامت دیکھئے
ناشر علم و حیا ہیں شیخ الحدیث
ابوحنیفہ کی ہے مظہر ذات ان کی بایقین

اہل حق کے پیشوا ہیں حضرت شیخ الحدیث
ہیں علوم و معرفت کے اس لیئے دریا رواں
غوث اعظم کے گدا ہیں حضرت شیخ الحدیث

☆☆☆

جس کی ہر ہر ادا سنت مصطفیٰ ﷺ
ایسے پیر طریقت پہ لاکھوں سلام
سیدی مرشدی قبلہ شیخ الحدیث
نائب اعلیٰ حضرت پہ لاکھوں سلام

محترم سامعین کرام! آج کی نشست میں ہم قبلہ عالم محدث اعظم پاکستان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی چند کرامات کا ذکر کریں گے۔

عارف باللہ الشیخ محمد آفندی ابن عابدین معروف بہ شامی کرامت اور صاحبِ کرامت کی تعریف میں یوں فرماتے ہیں۔الکرامۃ ھی ظھور امر خارق للعادۃ علی ید عبد ظاھر الصلاح ملتزم لمتابعۃ نبی من الانبیاء مقبرنا بصحیح الاعتقاد والعمل الصالح غیر مقارن لدعوی النبوۃ (رسائل ابن عابدین)۔خلاف عادت امر کا ظہور ایسی ہستی سے جس کا ظاہر صلاح سے مزین ہو' انبیاء میں سے کسی نبی علیہ السلام کی متابعت کرنے والا ہو' صحیح العقائد ہو' عمل صالح کرنے والا ہو اور دعویٰ نبوت نہ کرنے والا ہو' کرامت کہلاتا ہے۔

اس مختصر جملہ میں حضرت علامہ شامی نے کرامت کی تعریف کے ساتھ ساتھ صاحبِ کرامت ولی اللہ کی پہچان بھی کرا دی ہے۔ عارف باللہ شیخ طریقت' حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی زندگی عزم راسخ عالی ہمتی' اتباع سنت اور استقامت سے عبارت تھی۔ایسی صفات کا حامل یقیناً ولی کامل ہوتا ہے۔سعید طبائع اور قدسی ارواح ایسے

بلند پایہ افراد کو احسانِ خداوندی سمجھتے ہیں اور اپنی دینی و انفرادی بلکہ دنیوی امور بھی ایسی ذات قدسی صفات سے وابستہ کر لیتی ہیں۔ ولایت کا یہ وہ معیار ہے جو متقدمین اولیاء اللہ کا شعار ہے۔ ایسی عزیز الوجود صفات کی موجودگی میں ظاہری کرامات لازمی نہیں سمجھی جاتیں۔ تاہم عوام الناس کی آسان پہچان کے لیئے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ سے خارق العادات کرامات کا ظہور بھی ہوا۔ ان خرقِ عادت امور سے عوام الناس کو بھی آپ کے ولی کامل ہونے کا یقین محکم ہو گیا۔ جدید فن سوانح نگاری میں خرقِ عادات کرامات کے لیئے شاید کوئی اہمیت نہیں' بعض شخصیات پر یہ اصول درست طور پر منطبق ہے مگر بعض شخصیات وہ ہیں جن کے لیئے کچھ دیگر قواعد ہوتے ہیں۔ ایسا بھی ممکن ہے بعض سوانح نگار خرقِ عادات واقعات کو بعدی از قیس خیال کر کے نظر انداز کر دیں' لیکن جن حضرات کی نظر علوم اسلامیہ پر ہے وہ کرامات کے وجود اور اس کی اہمیت سے صرف نظر نہیں کر سکتے۔ قرآن مجید' احادیث نبویہ اور اولیاء کاملین کے تذکرے خارق العادت کرامات سے پر ہیں۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی زندگی اگر چہ قال اللہ وقال الرسول میں گزری۔ علوم دینیہ کی تبلیغ و تدریس آپ کی زندگی کا سب سے بڑا وظیفہ رہا' اس حوالہ سے آپ کی علمی حیثیت غالب رہی' تاہم اکثر موقعوں پر آپ سے خرقِ عادت کرامات کا ظہور ہوا جو اس امر کی دلیل ہے کہ آپ کی ذات ولایت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھی۔ آپ کی خارقِ العادت کرامات اتنی کثیر ہیں کہ ان کو شمار نہیں کر سکتے۔ بطور برکت آپ کی چند کرامات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

☆ ایک مرتبہ دورہ حدیث کے دوران شہید کی حیات کا مسئلہ بیان ہو رہا تھا' حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ نے قرآن مجید اور احادیث طیبہ سے حیاتِ شہدا کا مدلل بیان فرمایا۔ بعد ازاں تصوف کے انداز میں بھی اس مسئلہ پر شرح وبسط سے روشنی

ڈالی‘ مگر شریک درس ایک طالب علم مولانا محمد سلیم نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ طالب علمی کے انداز میں‘ میں نے چند سوالات کئے‘ آپ نے ان سوالات کا جواب بھی دیا۔ آپ کے جوابات کچھ اس نوعیت کے تھے کہ میرے جسم کے اجزاء کانپ گئے‘ جسم میں حرکت نہ رہی‘ بالآخر میں نے عرض کیا کہ میں کروڑ مرتبہ توبہ کے بعد یہ عرض کرتا ہوں کہ حیاتِ شہداء پر ایمان ہونے کے باوجود یہ مسئلہ سمجھ میں نہیں آرہا‘ صرف اطمینان قلب چاہتا ہوں۔ حضرت کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ قرآن وحدیث کے مقابل میں اگر کوئی شخص اپنا عندیہ پیش کرتا تو اکثر جلال کا اظہار فرماتے لیکن آج خلافِ عادت مسکرادیئے اور فرمایا‘ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے محبوب پاک ﷺ اور اولیاء کاملین کے صدقے تمہیں اپنے وقت پر اس مسئلہ کی سمجھ آجائے گی۔

مولانا محمد سلیم نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ چونکہ آپ علم وفضل کے ساتھ ساتھ بیکراں روحانیت وولایت سے بھی ممتاز تھے۔ خدام وتلامذہ کے علاوہ ملک کے طول وعرض سے مشائخ عظام بھی آپ کے ہاں تشریف لاتے تھے۔ مجھے یقین کامل تھا کہ آپ کی خصوصی توجہ سے اس مسئلہ میں مجھے عین الیقین حاصل ہو جائے گا۔ اس کا باعث ایک اور بھی تھا کہ میں آپ کے ہمراہ تبلیغی جلسوں میں حاضر ہوتا تھا۔

اسی رات کو جب میں سویا تو قسمت بیدار ہو گئی۔ حضرت محدث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت سے مشرف فرمایا گیا۔ حسب عادت آپ نے فرمایا‘ مولانا! سامان جلدی تیار کرلو‘ محفل پاک کا وقت قریب ہو گیا ہے‘ یہ نہ فرمایا کہ یہ محفل کہاں ہو گی تانگہ لایا گیا‘ آپ سوار ہو گئے‘ میں بھی خادمانہ حیثیت سے سوار ہو گیا‘ بڑی دیر تک تانگہ چلتا رہا‘ اچانک ہم اس جگہ پہنچ گئے جو دو مسجدوں (سنی رضوی جامع مسجد اور شاہی مسجد) کے درمیان ہے‘ کیا دیکھتا ہوں کہ کثیر مجمع ہے‘ سینکڑوں اکابر ملت موجود ہیں‘

حضرت نے میری طرف توجہ فرمائی اور ارشاد فرمایا' اس محفل مبارک میں حضور سیدنا غوث پاک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ' حضور سیدنا شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر سلاسل کے عظیم المرتبت حضرات موجود ہیں۔ ادب ملحوظ رہے' حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمتہ نے حسب عادت اولیاء کاملین کے اسمائے گرامی بڑے ادب و احترام سے بیان فرمائے۔ یہ آپ کا طرہ امتیاز تھا' اولیاء کاملین سے میرا تعارف کرایا اور آپ سٹیج پر بیٹھ گئے' اولیاء کاملین نے آپ کو وعظ کیلئے ارشاد فرمایا' آپ نے کھڑے ہو کر وعظ کرنا چاہا مگر حضور سیدنا غوث پاک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا' آپ کرسی پر تشریف رکھیں' آپ نے عرض کیا' میرے لئے یہ کیسے روا ہے' ارشاد ہوا' جس طرح حضور نبی اکرم ﷺ کے حضور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نعت خوانی کیلئے عرض کرتے تو ان کے لیئے منبر بچھا دیا جاتا' چنانچہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ کرسی پر جلوہ افروز ہوئے اور آپ نے آیت کریمہ ولا تقولوالمن یقتل فی سبیل اللہ امــوات تلاوت فرمائی' ترجمہ کے بعد بخاری شریف کی مؤید احادیث بھی پڑھیں اور حیات شہداء کا بیان شروع فرمایا۔ دوران تقریر کبھی کبھی میری طرف بھی توجہ فرماتے۔ ارشاد فرمایا' حیاتِ شہداہ کا ثبوت نص قطعی سے ثابت ہے' جو اس کا منکر ہو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ ہے تم میں کوئی ایسا جو اپنی گردن کٹوا کر اس کا مشاہدہ کرنا چاہے' اس پر ایک نوعمر لڑکا کھڑا ہوا اور عرض کی کہ میں اپنی گردن اللہ تعالیٰ کی راہ میں کٹوا تا ہوں۔ آپ کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا چاقو تھا' آپ نے وہ مجھے عنایت فرماتے ہوئے فرمایا کہ اس کی گردن قلم کر دو' یہ چاقو کیا تھا گویا ایک مقناطیس تھا' ذرا سے آشارہ سے اس نوعمر کی گردن جدا ہو گئی' لیکن وہ خود کھڑے کا کھڑا رہا' بلکہ کہہ رہا تھا کہ میں زندہ ہوں' میری حیات میں شک کرنے والا بے ایمان ہے۔ اس کے بعد حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمتہ نے دوسری مرتبہ اعلان کیا کہ ہے کوئی اور جو اپنی گردن اللہ تعالیٰ کی راہ میں

کٹوا کر حیات حاصل کرے۔ مولانا محمد سلیم نے عرض کی کہ حضور میں بھی شوق رکھتا ہوں' چنانچہ آپ نے اسی چاقو سے اشارہ فرمایا کہ میری گردن سینہ سے جدا ہو گئی لیکن اس کے باوجود میں زندہ ہوں بلکہ تمام کائنات کا مشاہدہ کر رہا ہوں' میں احباب سے کہہ رہا ہوں کہ میری طرف دیکھو کہ میں زندہ ہوں۔ اختتامِ محفل پر آپ واپس تشریف لائے' اچانک میری آنکھ کھل گئی۔ سردی کا موسم تھا' رات کے کوئی دو بجے کا عمل تھا' مشائخ کرام کی جلوہ گری اور حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ کے وعظ اور میری شہادت اور حیات کے منظر سے دل میں سرور اور لذت کی کیفیت بیان سے باہر تھی۔ کئی دن تک یہ سرور و لذت کی کیفیت رہی' صبح کو حسبِ معمول آپ نے حدیث کا سبق شروع کرایا' تو اسی حدیث سے جس میں حیاتِ شہداء کا بیان تھا۔ آپ نے نہایت مسرت بھرے لہجے میں فرمایا۔ لا شك فيه' صدق الله جل جلالهٗ وصدق النبی صلی الله علیه وآله وسلم ترچھی نگاہوں سے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کیوں مولوی سلیم آیت کریمہ پر حق ہے نا؟ کوئی شبہ تو نہیں؟ میں نے والہانہ انداز میں عرض کیا' کوئی شبہ نہیں۔ مولانا محمد سلیم نقشبندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھ جیسے کتنے حضرات ہیں جو آپ کے فیضان سے عین الیقین اور حق الیقین پا چکے ہیں۔ جب میں نے رات کو خواب کا واقعہ مولانا مفتی نواب الدین مدرس و مفتی جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائل پورہ (فیصل آباد) سے بیان کیا' تو آپ نے فرمایا' ایسی باتیں تو حضرت کے لیئے معمولی ہیں۔

☆ چوہدری محمد منیر نمبردار چک نمبر ۱۲۱ ج ب گوکھووال ضلع فیصل آباد بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ فروری ۱۹۶۰ء میں ہماری دعوت پر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ ہمارے ہاں تقریر کے لیئے تشریف لائے' بعد نماز عشاء تقریر شروع ہوئی' اسی دوران گھرے بادل بن آئے' ایسا لگتا تھا کہ ابھی بارش ہونے والی ہے' ظاہر ہے

بارش ہونے کی صورت میں جلسہ کا سارا نظام درہم برہم ہو جاتا' مگر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ نے تقریر کے ابتدا میں فرمایا۔ ''اے بادل کے فرشتے! آپ کو معلوم ہے کہ ذکر پاک مصطفیٰ ﷺ کیلئے ہم یہاں جمع ہیں' ہم سب حضور ﷺ کے غلام ہیں' تو بھی حضور علیہ السلام کا غلام ہے' جب تک ہم ذکر مصطفیٰ ﷺ میں مشغول ہیں تُو بارش نہ برسا''۔

آپ نے یہ کہہ کر تقریر شروع کی' تقریر دو گھنٹے جاری رہی' اس دوران بارش کی ایک بوند بھی نہ گری' دراں حالیکہ گھرے بادل چھائے رہے' تقریر کے بعد رات کو خوب بارش ہوئی۔ اگلے روز جمعہ کے موقعہ پر بارش کے آثار تھے' سنی رضوی جامعہ مسجد میں کثیر مجمع حاضر تھا' بارش ہونے کی صورت میں صحن میں موجود نمازیوں کیلئے کوئی معقول انتظام نہ تھا' اس موقعہ پر بھی آپ نے وہی ارشاد فرمایا جو رات ہمارے ہاں بادل کے موکل فرشتہ سے کہا تھا' چنانچہ دوران نماز جمعہ بارش نہ ہوئی۔ نماز کے بعد موسلا دھار بارش ہوئی۔

ڈاکٹر محمد اسلم حال مقیم سید پور راولپنڈی بیان کرتے ہیں کہ لائل پور کے قیام کے عرصہ میں میری عادت یہ تھی کہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمتہ جب بھی نماز سے فارغ ہو کر مسجد سے باہر تشریف لے جانے کا قصد فرماتے' تو آپ کا جوتا میں حاضر کرتا' ایک روز بارش کی وجہ سے آپ کے نعلین بھیگ گئے' میں نے جیب سے رومال نکالا اور نعلین کو خشک کیا' یہ رومال میرے لئے تبرک بن گیا۔ ایک مرتبہ جب میں پنجاب یونیورسٹی کا پروفیسر تھا' دل میں رسول اکرم نبی معظم ﷺ کی زیارت کی انتہائی تڑپ تھی' طبیعت اس تشنگی میں اکثر مضطرب رہتی تھی۔ ایک مرتبہ رات کو نماز عشاء کے بعد سر پر عمامہ باندھا اور اس میں وہی مذکورہ رومال' جس سے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ کے نعلین مبارک کو خشک کیا تھا' باندھ دیا' مصلیٰ پر مدینہ منورہ کی طرف رخ کر کے کھڑا ہو گیا اور درود

شریف کا ورد شروع کر دیا۔ دل میں یہ تہیہ کر لیا کہ جب تک حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت نہ ہوگی نہ بیٹھوں گا اور نہ لیٹوں گا' درود شریف پڑھتے پڑھتے کافی وقت گزر گیا' اچانک اونگھ آ گئی اور پتہ بھی نہ چلا کہ کب اور کیسے مصلیٰ پر گر گیا ہوں' اسی دوران سرکارِ دو عالم ﷺ نے کرم فرمایا اور زیارت سے مشرف فرمایا۔ بڑے جاہ و حشم سے تشریف فرما ہیں اور کسی کی آمد کے منتظر ہیں۔ چند ہی لمحوں بعد ایک با جمال و با کمال ہستی حاضر بارگاہ ہوئی ایسا معلوم ہوا کہ آنے والے دربار داتا حضور کی طرف سے ہو کر آئے ہیں۔ یہ آنیوالے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ تھے جو حضور اکرم ﷺ کے سامنے بڑے مؤدب حاضر ہوئے۔ جب بیدار ہوا تو رومال والی پگڑی سر سے الگ ہو چکی تھی اور اس جگہ پڑی تھی جہاں پر جمال جہاں آراء کا مشاہدہ کراتے وقت آپ تشریف فرما تھے۔

☆ درس حدیث میں وقفہ کے دوران حاضرین میں سے کسی نے جرات کی اور عرض کی کہ آپ کو سرکار بغداد حضور غوث پاک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے انتہائی عقیدت ہے پھر بغداد شریف کیوں حاضر نہیں ہوتے۔ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمتہ نے فرمایا' وہاں جانے کے لیئے پاسپورٹ پر تصویر لگانا پڑتی ہے جو جائز نہیں' ویسے ہماری حاضری ہوتی رہتی ہے۔

☆ اسی دوران اس شخص کو اونگھ آ گئی۔ ایسی حالت میں اس پر وجد طاری ہو گیا۔ چیخیں مارتا ہوا بیہوش ہو گیا۔ کچھ دیر بعد جب اسے افاقہ ہوا تو وہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ کے قدموں میں گر گیا اور معافی مانگنے لگا۔ آپ نے اسے خاموش رہنے کی تلقین فرمائی۔ دورہ حدیث کے بعد حاضرین نے اس سے بیہوش ہونے کا سبب دریافت کیا۔ اس نے بتایا کہ جب میں نے جرات کر کے بغداد کی حاضری سے متعلق دریافت کیا' تو اونگھ میں دربار غوثیت مآب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی حاضری

نصیب ہو گئی۔ دیکھا کہ اولیاء کاملین کا مجمع ہے اور حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ وہاں موجود ہیں۔ حضور غوث پاک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مجمع میں انہیں دیکھ کر وجد میں آ گیا اور مجھے اپنی غلطی کا احساس ہوا' ندامت ہوئی کہ میں نے کس قسم کی جرات کی۔ میں ان کو ایسے مشورے دے رہا ہوں جو دربارِ غوثیت مآب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے حضوری ہیں۔

☆ موصوف الذکر بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ جب میں نماز تراویح کے لیئے حضرت صاحب کے پاس جانے لگا تو میرا لڑکا بضد ہوا کہ وہ بھی ساتھ جائے گا' میں نے سوچا کہ وقت زیادہ لگتا ہے' چھوٹے سے بچے کو کون سنبھالے گا' بچے کی والدہ مجھے کہنے لگی کہ آپ بچے کے لیئے حضرت صاحب سے پھولوں کا ہار لائیں' میں نے کہا ٹھیک ہے' میں ہار لاؤں گا' اس پر بچہ راضی ہو گیا' جب میں مسجد پہنچا تو آندھی چلی اور بجلی فیل ہو گئی' ابھی نماز عشاء شروع نہ ہوئی تھی کہ ایک طالب علم اندھیرے میں پوچھتا پھر رہا تھا کہ وکیل صاحب کہاں ہیں' اندھیرے میں اس کی آواز سن کر میں نے اسے اپنے پاس بلا لیا اور پوچھا کیا بات ہے؟ اس نے کہا کہ حضرت صاحب نے آپ کے بچے کے لیئے پھولوں کا ہار بھیجا ہے۔ میں نے وہ ہار لے لیا اور نماز کے بعد بچے کے لیئے گھر لے گیا۔

☆ موصوف الذکر ہی بیان کرتے ہیں کہ مخالفین اہل سنت نے حضرت شیخ الحدیث کے خلاف بہت سازشیں کہیں' مگر بحمدہ تعالیٰ سب ناکام رہیں۔ ایک دفعہ موسم سرما میں رات کے گیارہ بجے ایک شخص جامعہ رضویہ میں آیا اور کہنے لگا کہ حضرت صاحب سے ملاقات کرنی ہے۔ اس وقت حضرت صاحب اکیلے جامعہ کی بالائی منزل کے ایک کمرہ میں مصروف مطالعہ تھے۔ طالب علموں نے کوئی احتیاط نہ کی اور اس شخص کو حضرت صاحب کے کمرہ میں بھیج دیا۔ اس شخص نے چادر اوڑھی

ہوئی تھی اور ایک خنجر اس میں چھپایا ہوا تھا۔ وہ حضرت صاحب پر قاتلانہ حملہ کی نیت سے آیا تھا۔ جب وہ کمرے میں داخل ہوا تو آپ کی ہیبت سے تھرتھر کانپنے لگا۔ حضرت صاحب نے پوچھا کیا بات ہے؟ اس وقت اس کا چھپا ہوا خنجر زمین پر گر پڑا۔ وہ شخص رونے لگا' بڑی عاجزی سے معافی مانگنے لگا۔ حضرت صاحب نے اسے معاف فرما دیا۔ اسی وقت وہ شخص آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہو گیا۔ اس شخص کے بتانے پر انکشاف ہوا کہ مخالفین اہلِ سنت نے علمی محاذ پر شکست فاش کھا کر آپ کو قتل کرنے کی سازش کی ہے۔

☆ قدوۃ العارفین حضور داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہٗ کے مزار پرانوار سے اہلِ عقیدت کی توجہ ہٹانے کے لیئے مولوی احمد علی امیر انجمن خدام الدین' شیرانوالہ لاہور' نے ایک چال چلی اور اعلان کیا کہ حضرت داتا گنج بخش قدس سرہٗ کا مزار بادشاہی مسجد کے بالمقابل ہے' موجودہ مزار حضرت داتا گنج بخش قدس سرہٗ کا نہیں۔ مولانا احمد علی نے اپنی متعدد تقاریر میں کہا کہ انہیں شاہی قلعہ لاہور میں انوار برستے نظر آتے ہیں' چنانچہ متعدد باران سے وضاحت طلب کی گئی تو انہوں نے بتایا کہ یہ انوار حضور داتا گنج بخش مظہرِ نور خدا فیض عالم پر برستے ہیں جو اس قلعہ میں مدفون ہیں۔ مزید وضاحت کرتے ہوئے انہوں نے بیان کیا۔ ''مجھے خدا تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کے طفیل جو نورِ فراست بخشا ہے' اس کی بناء پر کہہ سکتا ہوں کہ یہ راز میرے سینے میں لوح محفوظ کی طرح محفوظ ہے کہ حضرت داتا صاحت کا مزار کس جگہ ہے اور میں بحمداللہ اس بات پر قادر ہوں کہ آپ کو انگلی رکھ کر یہ بتا سکوں کہ آپ کا سر کہاں اور پاؤں کہاں ہیں''۔

انہی ایام میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ نے شیرانوالہ دروازہ لاہور میں ایک جلسہ کے خطاب کے دوران مولوی احمد علی کی اس سازش سے لوگوں کو آگاہ فرمایا۔

چراغے را کہ ایزد برفروز
ہرآں کوتف کند ریشش بسوزد

آپ نے مولوی احمد علی کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا' اے وہابی! آ میرے ساتھ چل کر موجودہ دربار داتا میں قبر انور کے سامنے کھڑا ہو' اگر حضور داتا صاحب نے قبر سے اٹھ کر فرما دیا کہ میری قبر یہی ہے تو مان لینا اور اگر حضور داتا صاحب نے قبر سے اٹھ کر نہ فرمایا تو میں خود اعلان کروں گا کہ اے لوگو! آؤ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہٗ کی قبر مبارک قلعہ میں ہے۔

☆ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ کے اس پر اعتماد بیان نے مولوی احمد علی کو حیرت میں ڈال دیا۔ اب اس کے لیئے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہ رہا کہ خود اعلان کرے کہ موجودہ مزار داتا صاحب کا ہی ہے۔

☆ جناب بابو عبدالرشید بھوانوی' کالونی ملز اسمٰعیل آباد ملتان میں اوورسیز کے عہدے پر فائز تھے اور تیس برس سے زائد عرصہ ہوا وہیں مقیم تھے۔ حضرت محدث اعظم قدس سرہٗ جب بھی ملتان تشریف لے جاتے تو بسا اوقات اسمٰعیل آباد میں بابو عبدالرشید بھوانوی کے ہاں قیام فرماتے۔ اوورسیز مذکور کی عادت تھی کہ جب بھی حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز ان کے ہاں قیام کے دوران غسل فرماتے تو وہ استعمال شدہ کپڑے تبرک کے طور پر اپنے پاس رکھ لیتے اور نئے کپڑوں کا جوڑا پیش کرتے۔

اوورسیز صاحب مذکور کسی جھوٹے مقدمہ میں ملوث ہو گئے' کافی عرصہ مقدمہ چلتا رہا لیکن فیصلہ نہ ہوا' کافی وقت بھی خرچ ہو' سرمایہ بھی ضائع ہوا' اس لئے اوورسیز صاحب کافی پریشان رہنے لگے۔ ایک دن انہوں نے تازہ وضو کیا' مصلیٰ بچھایا اور دو رکعت نماز نفل ادا کر کے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ کی استعمال شدہ بنیان سامنے

رکھی۔ بعدہٗ ہاتھ اٹھا کر بارگاہ خداوندی میں بصد عجز و نیاز یوں دعا مانگی۔ ''اے خدائے قدوس! میرے سامنے تیرے ولی کامل کی بنیان ہے' جس کی یہ بنیان ہے وہ تیرا محبوب و مقبول ہے' بلکہ فنافی الرسول ہے' لہٰذا اپنے ولی کامل کی اس بنیان کے صدقے میری مشکل اور پریشانی اسی طرح حل فرما جس طرح تو نے محمود غزنوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی مشکل حل فرمائی تھی تاکہ اس جھوٹے الزام اور مقدمہ میں میری نجات ہو جائے''۔

بعدازاں بابو عبدالرشید آئندہ پیشی بھگتنے جب کچہری میں گئے تو جج نے انہیں مقدمہ سے باعزت بری کر دیا۔ اس طرح ان کی دیرینہ مشکل حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ کی استعمال شدہ بنیان کی برکت سے حل ہوگئی۔

☆ یاد رہے کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کا جب بھی تذکرہ چھڑتا ہے تو بابو عبدالرشید اس واقعہ کو بڑے محبت بھرے انداز میں پیش کرتے ہیں۔ لائل پورہ (فیصل آباد) کے غیر مقلدین نے دھوبی گھاٹ میں ''اہل حدیث کانفرنس'' منعقد کر کے محبوبان الٰہی بالخصوص حضرت سیدنا امام الائمہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان رفیع میں اپنے بغض باطنی کا اظہار کھل کر کیا۔ اس کے جواب میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ نے باوجود علالتِ طبع کے ایک عظیم الشان تین روزہ اجتماع کا اہتمام کیا۔ اس روحانی تبلیغی اجتماع کیلئے متعدد نام احباب نے تجویز کئے۔ آپ نے فرمایا! ''ایسا ہی ہونا چاہئے کہ مخالفین اس کے نام سے بھی جلیں اور کام سے بھی''۔

چنانچہ اس کا نام آپ کی تجویز پر عرس امام اعظم ابوحنیفہ قدس سرہٗ العزیز طے پایا۔ یہ عظیم الشان اجتماع ۹ تا ۱۱ جمادی الاخری ۱۳۸۱ھ ۲۴ تا ۲۶ نومبر ۱۹۶۱ء کو دھوبی گھاٹ میں منعقد ہوا۔ اس عظیم الشان اجتماع کی نظیر لائل پور کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ عرس امام

اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس اجلاس میں ملک بھر کے بے شمار جید مشائخ عظام اور جلیل القدر علمائے کرام نے شرکت فرمائی۔ عرس مذکورہ کے لیئے خوبصورت کتابت' عمدہ کاغذ اور اعلیٰ طباعت کے ساتھ طویل و عریض اشتہار شائع فرمایا۔ عرس امام اعظم ابوحنیفہ قدس سرہٗ کے اس اولین انعقاد پر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا۔ ''اب یہ عرس مبارک ہمیشہ ہوتا رہے گا''۔ وصال کے بعد یہ راز کھلا کہ واقعی عرس امام اعظم اور عرس محدث اعظم قدس سرہٗ العزیز یک جا بڑے تزک و احتشام کے ساتھ ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا (انشاء اللہ) (روایت صاحبزادہ پیر محمد فضل رسول' حیدر رضوی صاحب)۔

☆ مولانا حافظ عبدالرشید جھنگوی مدظلہ العالی سابقہ خطیب مرکزی سنی رضوی جامع مسجد فیصل آباد بیان فرماتے ہیں کہ جن دنوں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز جامعہ رضویہ مظہر السلام' مسجد بی بی جی مرحومہ بریلی میں دورہ حدیث شریف پڑھایا کرتے تھے۔ میں نے بھی آپ سے وہاں دورہ حدیث شریف پڑھا ہے۔ مستقل دارالحدیث نہ ہونے کی بنا پر طلبہ دورہ حدیث شریف ایک برآمدے میں بیٹھ کر پڑھتے تھے۔ دوران تدریس بار بار ایسا ہوتا کہ دن کی روشنی میں برآمدے میں ایک ایسا نور ظاہر ہوتا جس سے سورج کی روشنی مدھم پڑ جاتی۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ کی تدریس کی برکت سے دن میں ایک دو مرتبہ ایسا نور ظاہر ہوتا تھا (کرامات محدثِ اعظم)۔

☆ جناب محمد ابراہیم قادری رضوی مقیم چک نمبر ۱۵ کمال پورہ' لائل پور نے بتایا کہ ایک مرتبہ وہابیوں نے ایک لمبا چوڑا سوال نامہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ کی خدمت میں بھیجا۔ اس سوال نامہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی ذاتِ بابرکات پر اعتراضات لکھے تھے اور ساتھ ہی لکھ بھیجا تھا کہ ''اگر ان اعتراضات کا جواب

آپ دے دیں تو ہماری عورتوں کو طلاق' اور اگر آپ جواب نہ دے سکیں تو آپ کی بیوی کو طلاق'' اس سوال نامہ پر بہت سے وہابی مولویوں نے دستخط کئے تھے۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز نے اس کا انکشاف جمعتہ المبارک کے موقعہ پر کیا اور وہابیوں کی جہالت کو بے نقاب کیا کہ اگر جواب دے دیئے تو ان کی عورتوں کو طلاق ہو جائے گی اور یقینی ہو جائی گی کہ انہوں نے اسے تسلیم کیا ہے اور اگر بالفرض ان سوالوں کے جواب نہ دے سکوں تو میری اہلیہ کو ہرگز ان کے کہنے کے مطابق ہرگز طلاق نہ ہوگی' کیونکہ اسے میں نے تسلیم ہی نہیں کیا۔ وہابیوں کا یہ لکھنا سراسر جہالت ہے۔

پھر فرمایا! ان الوھابیۃ قوم لا یعقلون جمعتہ المبارک کی تقریر کے دوران یہ بیان جاری تھا کہ آسمان پر بادل چھا گئے' سخت بارش کا امکان پیدا ہو گیا۔ بوندا باندی بھی شروع ہو گئی۔ ان دنوں مسجد میں چھت کا اہتمام نہیں تھا۔ تمام نمازی کھلے میدان میں محو نظارہ تھے۔ بارش شروع ہونے کی صورت میں نمازیوں کے نقل اور بے چینی کے پیشِ نظر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ نے فرمایا۔ بادلو' ٹھہر جاؤ' وہابیوں کی عورتوں کو طلاق ہو لینے دو بعد میں برسنا۔

محمد ابراہیم کا بیان ہے کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز نے ایک ایک سوال کا جواب دیا اور وہابیت کا ایسا پوسٹ مارٹم کیا کہ حاضرین عش عش کر اٹھے اور علی وجہ البصیرت جان لیا کہ مذہب اہل سنت و جماعت ہی حق ہے۔ اس کے علاوہ جتنے فرقے ہیں سب غلط اور باطل ہیں۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ کی یہ کھلی کرامت تھی کہ دوران بیان بارش بند رہی۔ جمعتہ المبارک سے فارغ ہوتے ہی موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔

☆ مولانا مفتی محمد ریاض الدین سابق مدرس جامعہ رحمانیہ ہری پور ہزارہ فرماتے ہیں

کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ تبدیلی آب و ہوا کی غرض سے جن دنوں جامعہ رحمانیہ ہری پور میں مقیم تھے۔ان دنوں جامعہ رحمانیہ کا سالانہ جلسہ منعقد ہوا۔کافی اجتماع تھا۔شدید قسم کی بارش آجانے کی وجہ سے جلسہ ناکام ہونے کا احتمال پیدا ہو رہا تھا۔آپ نے مجھے ایک تعویذ عنایت فرمایا اور حکم دیا کہ اسے بارش میں لٹکا دو۔ میں نے حکم کی تعمیل کی بفضلہٖ تعالیٰ بارش رک گئی۔ اس طرح یہ اجتماع نہایت کامیاب رہا۔حاضرین نے آپ کے تصرف کو ملاحظہ کیا۔

☆ چوہدری فضل حسین ابن چوہدری احمد یار چک نمبر ۱۱۸ اباٹھ (فیصل آباد) کے برادرِ خورد مولانا مشتاق احمد فاضل جامعہ رضویہ فیصل آباد بیان کرتے ہیں کہ ایک روز لاہور شہر میں حضرت محدث اعظم پاکستان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی تقریر پُر تاثر کا پروگرام تھا۔تقریر کی تاریخ معینہ جب آئی تو میرے برادر کبیر تھانہ گڑھی شاہو (لاہور) میں حوالدار کے منصب پر تھے۔ جب انہوں نے آپ کی تقریر کا اعلان سنا تو اپنے ایک دوست سے کہنے لگے کہ گڑھی شاہو کے قریبی محلہ میں لائل پور کے مولانا سردار احمد صاحب کی تقریر ہو رہی ہے۔آپ عاشق رسول، مردِ درویش، عالم باعمل اور ولی اللہ ہیں۔قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس دن ہوا بند ہونے کی وجہ سے سخت گرمی اور حبس کی شدت تھی۔ چوہدری صاحب کے پولیس والے دوست اپنی روایات کے مطابق اصرار کرنے لگے کہ اگر مولانا صاحب واقعی ولی اللہ ہیں تو یہ گرمی اور حبس ختم ہو جائے اور ٹھنڈک ہو جائے۔اس کی یقین دہانی کراؤ گے تو ہم چلیں گے۔ بالآخر چوہدری صاحب نے اللہ رسول (جل جلالہٗ ﷺ) کے توکل پر وعدہ کیا۔ یہ سوچتے ہوئے کہ مولانا صاحب کے ولی اللہ ہونے میں تو کوئی شک نہیں۔ رہا معاملہ ناموس ولی کا تو وہ اللہ تعالیٰ محافظ و نگہبان ہے۔ اس طرح چوہدری صاحب اپنے احباب کی معیت میں جلسہ گاہ کی طرف چل دیئے۔

چوہدری صاحب حلفیہ بیان کرتے ہیں کہ جونہی ہم جلسہ گاہ کی طرف روانہ ہوئے' موسم میں تبدیلی کا آغاز ہوگیا' بتدریج موسم تبدیل ہوتا گیا' جب ہم جلسہ گاہ پہنچے تو یہ عالم تھا کہ مطلع ابر آلود تھا' ہلکی ہلکی بوندا باندی ہو رہی تھی' حضرت محدث اعظم پاکستان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی تقریری دلپذیر شروع تھی' آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ولی کی دعا اور کی برکات بیان فرما رہے تھے۔ چوہدری صاحب کا کہنا ہے کہ میرے دوستوں نے جب یہ سماں دیکھا تو نہایت متاثر ہوئے اور بیک زبان مجھ سے کہنے لگے۔ ''مولانا صاحب واقعی ولی اللہ ہیں''۔

☆ مولوی سجاول حسین ابن حیدر علی سدھو پورہ فیصل آباد' حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کے تصرفات کے ضمن میں ایک کرامت کا تذکرہ کرتے ہیں' جس میں آپ کی ولایت اور مقامِ محبوبیت عیاں ہوتا ہے' موصوف لکھتے ہیں کہ چک نمبر ۱۲۳ (فیصل آباد) کا واقعہ ہے کہ اہل سنت و جماعت کے بعض طلبہ سے ایک گستاخ وہابی نے درود شریف ''الصلوٰۃ والسلام علیك یارسول الله'' کے متعلق بعض گستاخانہ گفتگو کی' کج بحثی کے دوران کہنے لگا کہ یہ بناوٹی درود ہے' (نعوذ باللہ) اور یہ کشمیری درود ہے (اس لئے کہ اس بحث میں حصہ لینے والے طلبہ کشمیری تھے)۔ یہ کہنا تھا کہ نہ صرف اسے فالج ہوگیا بلکہ قوت گویائی سے بھی محروم ہوگیا۔ اس نے اپنے مرض کا بہت علاج کروایا مگر کوئی افاقہ نہ ہوا' بدستور فالج میں مبتلا رہا' کچھ عرصہ کے بعد سدھو پورہ کے سنی حضرات نے حضرت محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمتہ کی تقریر کا پروگرام بنایا۔ حضرت تقریر کے لیئے وہاں تشریف لے گئے' اس منکر درود شریف کے قریبی رشتہ دار حضرت والا کی خدمتِ با کرامت میں حاضر ہوئے اور دست بستہ فریاد کرنے لگے کہ حضور اسے تجدید ایمان کی دولت سے مشرف فرمائیں اور اس کے لیئے دعا فرمائیں۔ آپ کی رضامندی کے بعد

اس گستاخ منکر درود مریض کو آپ کے سامنے پیش کیا گیا۔ حضرت صاحب علیہ الرحمتہ نے اس سے دریافت فرمایا کہ کیا تم مسلمان ہونا چاہتے ہو؟ اس نے اشارہ سے ہاں میں جواب دیا' بعدازاں حضرت صاحب علیہ الرحمتہ نے دعا کے لیئے اپنے مبارک ہاتھ بلند فرمائے اور اس کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ آپ کی دعا کی برکت سے وہ مریض بتدریج تندرست ہو گیا۔ اس کا فالج ختم ہو گیا۔ آپ کی دعا کی یہ تاثیر حاضرین نے بچشم سر دیکھی کہ آپ نے دعا ختم فرمائی ادھر وہ نو مسلم دیکھتے ہی دیکھتے تندرست ہو گیا۔

☆ مولانا سجاول حسین موصوف الذکر فرماتے ہیں کہ غالباً ۱۹۶۰ء کا واقعہ ہے جب کہ میں جامعہ رضویہ فیصل آباد میں زیر تعلیم تھا' ان دنوں میں شرح ملا جامی اور بدایہ وغیرہ کتابیں پڑھتا تھا۔ آدم چوک غلام محمد آباد کالونی فیصل آباد میں منعقد جلسہ سننے کے لیئے گیا۔ جلسہ کا سٹیج چوک میں لگایا گیا جو کہ خوب مزین تھا۔ حضرت محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمتہ کی تقریر کا پروگرام تھا۔ نماز عشاء کے بعد نعت خوانی شروع ہوئی' دیکھتے ہی دیکھتے سخت آندھی آ گئی' بادل چھا گئے' یہ دیکھ کر حاضرین جلسہ منتشر ہونے لگے' منتظمین جلسہ نے حضرت محدث اعظم علیہ الرحمتہ کی خدمت میں عرض کی۔ حضور آندھی سے جلسہ کا نظام درہم برہم ہو رہا ہے۔ یہ سننا تھا کہ آپ تقریر کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے' کرسی پر جلوہ افروز ہوئے اور آغاز تقریر کے طور پر دعا کیلئے بارگاہِ رب العزت میں ہاتھ بلند کیئے۔ دعا کے کلمات کچھ اس طرح تھے۔ ''اے خدائے قدوس' ہم یہاں تیرے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ کے ذکرِ خیر کے لیئے حاضر ہوئے ہیں' اس آندھی اور تند تیز ہوا کو دور فرما اور مطلع کو صاف فرما دے''۔

ابھی آپ دعا مانگ ہی رہے تھے کہ یک لخت آسمان صاف ہو گیا' آندھی رک گئی' اس پر حاضرین نے اطمینان محسوس کیا' اور جلسہ میں آپ کی تقریر دلپذیر خوب ہوئی' اس

طرح آپ کی دعا کی برکت سے یہ جلسہ بخیر و خوبی انجام کو پہنچا۔

☆ جناب محمد رفیق شاہد القادری لکھتے ہیں۔ راؤ خورشید علی چک بیدمی ضلع ساہیوال کے رہنے والے ہیں۔ موصوف پہلے ملز اسمٰعیل آباد ملتان میں ملازم ومقیم تھے اور لاڑکانہ کے کسی بدعقیدہ پیر کے مرید تھے' حسنِ اتفاق سے راؤ صاحب کی میرے والد ماسٹر عیدو خان قادری سے دوستانہ مراسم تھے۔ ایک دن باتوں باتوں میں میرے والد صاحب نے راؤ صاحب سے دریافت کیا کہ آپ کن سے بیعت ہیں۔ راؤ صاحب نے اپنے پیر کی نشاندہی کی۔ والد صاحب نے کہا کہ آپ کے پیر کے متعلق تو مشہور ہے کہ وہ بدعقیدہ ہے' آپ صحیح العقیدہ سنی ہیں' پھر یہ بیعت کیونکر' راؤ صاحب نے کہا کہ اطمینان کئے بغیر کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اس پر والد صاحب نے کہا' حضرت شیخ الحدیث قدس اللہ سرہٗ آپ کو خواب میں صحیح حال سے مطلع فرما دیں تو اطمینان ہو جائے گا۔ راؤ صاحب نے اس پر رضامندی ظاہر کر دی۔ والد صاحب نے برادرِ طریقت صوفی رحمت علی قادری رضوی سے دعائے استخارہ لکھوا کر دی۔ راؤ صاحب رات کو دعائے استخارہ پڑھ کر سوئے' خواب میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ کی زیارت ہوئی۔ آپ نے خواب میں ارشاد فرمایا! راؤ صاحب آپ کا پیر واقعی بدعقیدہ ہے' آپ کسی اور سے بیعت کر لیں' صبح بیدار ہو کر راؤ صاحب والد صاحب کے پاس آئے اور کہنے لگے' آپ نے سچ کہا تھا' خواب میں حضرت محدث اعظم قدس سرہٗ نے اس کی تصدیق فرما دی ہے' لہٰذا مجھے انہی سے بیعت کروا دیں۔

اس واقعہ کے کچھ عرصہ کے بعد جناب اسمٰعیل آباد کی دعوت پر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز ملز اسمٰعیل آباد میں تشریف لے گئے' اس مرتبہ آپ کا قیام صوفی احمد حسن کے کوارٹر میں تھا' حضرت صاحب کی آمد کی خبر سن کر احباب کے ہمراہ راؤ صاحب

بھی آئے' دیکھتے ہی کہنے لگے۔ ''واللہ جب خواب میں آپ نے مجھے اپنی زیارت سے نوازا تھا تو بعینہ منظر تھا''۔

اس کے بعد راؤ صاحب حضرت محدث اعظم قدس سرہٗ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہو گئے اور سابقہ بیعت سے تائب ہوئے۔ جناب عیدو خاں قادری ساکن بستی غوثیہ بالمقابل ملز اسمٰعیل آباد' ملتان اپنی اور اپنے خاندان کی سرگذشت بیان کرتے ہیں کہ کچھ عرصہ پہلے تک میرے خاندان میں کوئی فرد ایسا نہیں تھا' جسے دین سے وابستگی اور لگاؤ ہو اور دیگر اہل خانہ افراد کی راہنمائی کر سکے' علاوہ ازیں میرے چاروں لڑکے دین سے بیگانہ تھے' بالخصوص دو چھوٹے بیٹے عبدالرشید اور محمد رفیق کا تو یہ عالم تھا کہ مڈل درجہ کی جماعتوں میں زیر تعلیم تھے' میرے پڑوسی کنور عبدالحمید ڈرامہ نگار کے بہلانے پھسلانے میں آ گئے۔ آئے دن کالونی ملز اسمٰعیل آباد میں سالانہ جشن اور دیگر میلوں میں ڈرامہ میں حصہ لینے لگے' مجھے بڑی تشویش ہوئی اور فکر مند رہنے لگا کہ کس طرح ان لڑکوں کو اس لعنت سے نجات دلاؤں' کوئی تدبیر سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔

خوش بختی سے کچھ عرصہ بعد حضرت محدث اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ملز اسمٰعیل آباد میں دورہ مسعود ہوا تو مجھے آپ سے ملاقات کرنے اور مرید ہونے کا شوق پیدا ہوا' اس سے پہلے میں نے آپ کی تعریف سن رکھی تھی' میں اپنے اہل وعیال سمیت بابو عبدالرشید اوویسز کے ہاں پہنچا' حضرت صاحب وہاں تشریف فرما تھے' پہلے میں خود بیعت ہوا' اس کے بعد چاروں لڑکوں کو مرید کرایا' جب دونوں چھوٹے بیعت ہو رہے تھے تو میں اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کے حضور اس کے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ کے صدقے اور حضرت قبلہ شیخ الحدیث قدس سرہٗ کے توسل سے دل ہی دل میں دعا مانگ رہا تھا کہ اے باری تعالیٰ! ان بچوں کو ڈرامہ سٹیج کرنے کی لعنت سے محفوظ فرما اور اپنی امان میں رکھ' میرے بیٹوں کا حضرت صاحب قبلہ کے ہاتھ میں ہاتھ دینا تھا کہ ان کی ساری

کدورت دور ہوگئی' اب حال یہ تھا کہ ڈرامہ وغیرہ کا نام لینا بھی انہیں پسند نہ تھا' اس طرح وہ تاریک مستقبل سے محفوظ ہوگئے' دین کی رغبت ان کے سینے میں بحمدہ تعالیٰ رچ بس گئی' اب وہ اختر قادری اور شاہد قادری کے ناموں سے معروف ہیں۔ محترم سامعین کرام! یہ بے شمار کراماتوں میں سے چند کرامتیں تھیں جو آپ نے سماعت فرمائیں۔

وما علینا الا البلغ المبین

حیاتِ محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر ایک نظر

☆ ولادت دیال گڑھ ضلع گورداسپور، بھارتی پنجاب میں ۱۳۲۱ھ تا ۱۳۲۳ھ، تا ۱۹۰۳ءتا۱۹۰۶ءباختلاف روایت۔

☆ پیدائشی نام سردار محمد۔

☆ بریلی شریف میں دوران تعلیم اساتذہ کرام کی خواہش پر آپ کا نام تجویز ہوا محمد سرادار احمد۔

☆ حضرت شاہ سراج الحق چشتی صابری سے بیعت (۱۳۳۳ھ، ۱۹۱۵ء)۔

☆ والدہ ماجدہ کا وصال (۱۳۳۵ھ، ۱۹۱۶ء)۔

☆ والد ماجد چوہدری میراں بخش کا وصال (محرم ۱۳۳۷ھ اکتوبر ۱۹۱۸ء)۔

☆ میٹرک کا امتحان پنجاب یونیورسٹی سے پاس کیا ((۱۳۴۰ھ، ۱۹۲۲ء)۔

☆ حضرت حجۃ السلام مولانا حامد رضا بریلوی سے لاہور میں پہلی ملاقات (۱۳۴۲ھ، ۱۹۲۴ء)۔

☆ علوم اسلامیہ حاصل کرنے کے لیئے بریلی شریف اولین حاضری (۱۳۴۴ھ، ۱۹۲۴ء)۔

☆ نجدیوں کی مدینہ منورہ پر بمباری اور ماٰثر مقدمہ کے انہدام کے خلاف احتجاجی تحریک خدام الحرمین لکھنو میں جماعت رضائے مصطفٰی (ﷺ) کے وفد میں شمولیت (۱۳۴۳۔۴۴ھ، ۱۹۲۵ء)۔

☆ حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی کے ہمراہ حصول تسلیم کے لئے اجمیر شریف حاضری (۱۳۴۵ھ، ۱۹۲۷ء)۔

☆ دوران تعلیم فقہی معنوں کی تربیت (شعبان ۱۳۴۵ھ، فروری ۱۹۲۷ء)۔

☆ ازدواجی زندگی کی ابتدا (۱۳۴۹ھ، ۱۹۳۰ء)۔

☆ مدرسہ معینیہ عثمانیہ اجمیر میں آخری امتحان میں درجہ اول میں کامیابی (۱۳۵۱ھ،

۱۹۳۲ء)۔

☆ عرصہ حصول تعلیم علوم اسلامیہ (۱۳۴۲ھ تا ۱۳۵۱ھ ۱۹۲۴ء تا ۱۹۳۲ء)۔

☆ حضرت شاہ سراج الحق چشتی سے خلافت پانا (شوال ۱۳۵۰ھ مارچ ۱۹۳۲ء)۔

☆ حضرت شاہ سراج الحق چشتی کی نماز جنازہ میں امامت کرانا (شوال ۱۳۵۰ھ مارچ ۱۹۳۳ء)۔

☆ حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی سے سند حدیث کا حصول اور سلاسلِ طریقت کی اجازت وخلافت کا شرف (ربیع الاول ۱۳۵۱ھ جولائی ۱۹۳۲ء)۔

☆ جمیعت خدام رضا بریلی کی تاسیس اوراس کی سرپرستی (۱۳۵۳ھ ۱۹۳۴ء)۔

☆ مناظرہ بریلی میں مولوی منظور سنبھلی دیوبندی کو عبرت ناک شکست دینا (محرم ۱۳۵۴ھ اپریل ۱۹۳۵ء)۔

☆ مدرسہ منظرالاسلام بریلی میں بحیثیت صدر مدرس (۱۳۵۴ھ ۱۹۳۵ء)۔

☆ کتاب ''موت کا پیغام'' دیوبندی مولویوں کے نام کی تصنیف (ذی قعدہ ۱۳۵۴ھ فروری ۱۹۳۲ء)۔

☆ تحریک مسجد شہید گنج لاہور کے بارے میں ایک اہم فتوٰی کی تائید (ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ جولائی ۱۹۳۵ء)۔

☆ جمیعت اصلاح وترقی اہل سنت بریلی کی تاسیس اور اس کی سرپرستی (۱۳۵۶ھ ۱۹۳۷ء)۔

☆ مدرسہ مظہر اسلام بریلی کا قیام، بحیثیت شیخ الحدیث تدریس کا آغاز (۱۳۵۶ھ ۱۹۳۷ء)۔

☆ بھکھی ضلع گجرات میں مولوی سلطان محمود دیوبندی کو مناظرہ میں شکستِ فاش دینا (شوال ۱۳۶۱ھ اگست ۱۹۴۲ء)۔

☆ صاحبزادہ محمد فضل رسول کی ولادت (رمضان ۱۳۶۱ھ ستمبر ۱۹۴۲ء)۔

☆ احمد آباد بھارت میں مولوی سلطان حسن سنبھلی دیوبندی کو مناظرہ میں شکستِ فاش دینا (ربیع الاول ۱۳۶۲ھ مارچ ۱۹۴۳ء)۔

☆ حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی کی نماز جنازہ کی امامت (جمادی الاول ۱۳۶۲ھ مئی ۱۹۴۳ء)۔

☆ آل انڈیا سنی کانفرنس یوپی مراد آباد (صوبائی اجلاس) میں شرکت اور "سنی" کی جامع تعریف طے کرنا (شعبان ۱۳۶۴ھ ۱۹۴۵ء)۔

☆ دیال گڑھ ضلع گورداسپور میں مرزائیو کو مناظرہ میں شکست دینا (۱۳۶۴ھ ۱۹۴۵ء)۔

☆ پہلا حج اور مدینہ منورہ کی زیارت (ذی الحجہ ۱۳۶۴ھ نومبر ۱۹۴۵ء)۔

☆ طائف شریف میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مزارات کی زیارت (محرم ۱۳۶۵ھ نومبر ۱۹۴۵ء)۔

☆ اجازت وسند حدیث از سید المحدثین محمد الحافظ الیجانی (محرم ۱۳۶۵ھ ۱۹۴۵ء)۔

☆ اجازت وسند حدیث از تاج المحدثین عمر حمدان الحرسی (صفر ۱۳۶۴ء جنوری ۱۹۴۶ء)۔

☆ قیام پاکستان کی تائید کے باعث بریلی کے فسادات میں آپ کی خبرِ شہادت عام ہونا اور شہید ملت کا خطاب پانا (رجب ۱۳۶۵ھ جون ۱۹۴۶ء)۔

☆ آل انڈیا سنی کانفرنس کے متفقہ فیصلہ قیام پاکستان اور مسلم لیگ کی حمایت میں تائید بیان (جمادی الاول ۱۳۶۵ھ مارچ ۱۹۴۶ء)۔

☆ دھاری دال ضلع گورداسپور میں خاکساروں کو مناظرہ میں شکست دینا (۱۳۶۵ھ ۱۹۴۶ء)۔

☆ صاحبزادہ محمد فضل رحیم کے انتقال کے باعث آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس میں عدم شمولیت (جمادی الاول ۱۳۶۵ھ اپریل ۱۹۴۶ء)۔

☆ دیال گڑھ ضلع گورداسپور سے ہجرت اور بھکھی ضلع گجرات میں قیام (شوال ۱۳۶۶ھ' اگست ۱۹۴۷ء)۔

☆ دارالعلوم نوریہ رضویہ بھکھی میں تدریس (شوال ۱۳۶۶ھ' اگست ۱۹۴۷ء)۔

☆ ساروکی ضلع گوجرانوالہ میں قیام (جمادی الاول ۱۳۶۷ھ' اپریل ۱۹۴۸ء)۔

☆ انجمن فلاح و بہبود مہاجرین کا قیام اور اس کی سرپرستی (۱۳۶۶ھ' ۱۹۴۷ء)۔

☆ جمیعت علمائے پاکستان کے تاسیسی اجلاس منعقدہ ملتان میں شرکت (جمادی الاول ۱۳۶۷ھ' ۱۹۴۸ء)۔

☆ بریلی شریف میں دوبارہ قیام (بغیر پاسپورٹ) (جمادی الآخر ۱۳۶۷ھ تا رمضان ۱۳۶۷ھ' مئی ۱۹۴۸ء تا جولائی ۱۹۴۸ء)۔

☆ صدرالشریعہ مولانا امجد علی اعظمی سے آخری ملاقات (رجب ۱۳۶۷ھ' ۱۹۴۸ء)۔

☆ لائل پور (فیصل آباد) میں ورود مسعود (شوال ۱۳۶۸ھ' جولائی ۱۹۴۸ء)۔

☆ لائل پور (فیصل آباد میں دورہ حدیث کا آغاز (شوال ۱۳۶۸ھ' اگست ۱۹۴۹ء)۔

☆ جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد کا سنگِ بنیاد (ربیع الاول ۱۳۶۹ھ' جنوری ۱۹۵۰ء)۔

☆ مرکزی جمیعت اصلاح و ترقی اہل سنت لائل پور (فیصل آباد) کی تاسیس اور اس کی سرپرستی) ۱۳۶۸ھ' ۱۹۴۹ء)۔

☆ صاحبزادہ غازی محمد فضل احمد کی ولادت (شعبان ۱۳۶۹ھ' جون ۱۹۵۰ء)۔

☆ ماہنامہ ماہ طیبہ کوٹلی لوہاراں کی اولین اشاعت اور اجراء پر اظہار مسرت اور اعانت (ذی قعدہ ۱۳۷۰ھ' اگست ۱۹۵۱ء)۔

☆ تحریک ختم نبوت میں بصیرت افروز کردار (۱۳۷۶ھ ۱۹۵۳ء)۔
☆ اسلامی قانون وراثت کی تصنیف)۱۳۷۲ھ ۱۹۵۳ء)۔
☆ صاجبزادہ حاجی محمد فضل کریم کی ولادت (شعبان ۱۳۷۳ھ اپریل ۱۹۵۴ء)۔
☆ مرکزی انجمن فدایان رسول ﷺ لائل پور کی تاسیس اوراس کی سرپرستی (ی قعدہ ۱۳۷۳ھ جولائی ۱۹۵۴ء)۔
☆ عرس رضوی کی قبولیت کی بشارت (صفر ۱۳۷۴ھ اکتوبر ۱۹۵۴ء)۔
☆ حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی سے خواب میں فیض لینا (۱۳۷۴ھ جنوری ۱۹۵۵ء)۔
☆ امام احمد رضا کے محبوب سید ایوب علی رضوی کے لاہور میں سیلاب سے مکان کے انہدام پران کی مالی اعانت (ربیع الاول ۱۳۷۵ھ نومبر ۱۹۵۵ء)۔
☆ مرکزی سنی رضوی جامع مسجد لائل پور کے لئے زمین کی الاٹمنٹ فرق باطلہ کی تردید میں سرگودھا میں پہلی تقریر (۱۳۵۵ھ ۱۹۵۵ء)۔
☆ زیارت مدینہ منورہ اوردوسرا حج مبارک (ذی الحجہ ۱۳۷۵ھ جون ۱۹۵۶ء)۔
☆ مولانا برہان الحق جبل پوری (خلیفہ امام احمد رضا) سے آخری بار ملاقات حج کے موقع پر مکہ معظمہ میں (ذی الحجہ ۱۳۷۵ھ جون ۱۹۵۶ء)۔
☆ شیخ الدلائل سید احمد بن محمد رضوان المدنی سے دلائل الخیرات کی اجازت (ذی الحجہ ۱۳۷۵ھ جولائی ۱۹۵۶ء)۔
☆ استاد محترم مولانا ذوالفقار علی دیال گڑھی کے چہلم میں لاہور میں شرکت (جمادی الاول ۱۳۷۶ھ ۱۹۵۷ء)
☆ ہفت روزہ (ماہنامہ) رضائے مصطفیٰ (ﷺ) گوجرانولہ کی اولین اشاعت پر اظہار مسرت اورسرپرستی (رمضان المبارک ۱۳۷۶ھ اپریل ۱۹۵۷ء)۔
☆ ہفت روزہ سوادِ اعظم لاہور کی اولین اشاعت پر اظہارِ مسرت اور سرپرستی (ذی

قعدہ ۱۳۷۷ھ ستمبر ۱۹۵۸ء)۔

☆ ہفت روزہ آواز جبرائیل کوٹ رادھا کشن کی اشاعت پر اظہار مسرت اور سرپرستی (ذی قعدہ ۱۳۷۸ھ مئی ۱۹۵۹ء)۔

☆ مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا (خلفِ اصغر اور خلیفہ امام احمد رضا بریلوی) کی طرف سے جمیع سلاسل طریقت کی اجازت وخلافت (ربیع الاول ۱۳۸۰ھ اگست ۱۹۶۰ء)۔

☆ خلفِ اکبر مولانا قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی کو جمیع سلاسل طریقت کی اجازت وخلافت (صفر ۱۳۸۱ھ اگست ۱۹۶۱ء)۔

☆ بوجہ علالت تبدیلی آب و ہوا کیلئے ہری پور میں ورود مسعود (ربیع الاول ۱۳۸۱ھ ۱۹۶۱ء)۔

☆ خواب میں امام احمد رضا قدس سرہٗ سے مختلف علوم کی اجازتیں حاصل کرنا (ربیع الاول ۱۳۸۱ھ ستمبر ۱۹۶۱ء)۔

☆ لائل پور (فیصل آباد) میں عرس حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اولین انعقاد (جمادی الآخر ۱۳۸۱ھ نومبر ۱۹۶۱ء)۔

☆ خلفِ اکبر مولانا قاضی فضل رسول رضوی کو جمیع علوم متداولہ اور روایت حدیث کی اجازت (شعبان ۱۳۸۱ھ ۱۹۶۱ء)۔

☆ بغرض علاج کراچی میں پہلی بار ورود مسعود (جمادی الآخر ۱۳۷۶ھ اکتوبر ۱۹۶۲ء)۔

☆ وصال مبارک کراچی میں (یکم شعبان ۱۳۸۲ھ ۲۹ دسمبر ۱۹۶۲ء رات ایک بجکر چالیس منٹ پر)۔

☆ لائل پور میں جسد مبارک پُر نور الٰہیہ کی نورانی محسوس پھوہار (۳ شعبان ۱۳۸۲ھ ۳۱ دسمبر ۱۹۶۲ء قبل ظہر)۔

☆ آخری زیارت اور تدفین (۴ شعبان ۱۳۸۲ھ ۳۱ دسمبر ۱۹۶۲ء بعد مغرب)۔